Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

ناظم	مدیر
مولانا عبدالسلام	مفتی محمد رضوان

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد امجد — حکیم محمد فیضان — غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے

سالانہ............300 روپے

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....بجلی کا بحران کیسے ختم ہو؟..................مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن(سورہ بقرہ قسط۴۳،آیت نمبر۵۶،۵۷).....بنی اسرائیل کے اوپر نواں انعام.......// // ۶

درسِ حدیث .....جمعہ کے دن دین کی تکمیل اور جمعہ کا دن ہفتہ وار عید............// // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ ربیع الآخر: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں.............مولوی طارق محمود ۱۶

دہلی کا ایک سفر(قسط۲)..مفتی محمد رضوان ۲۴

مہنگائی ملک میں بدامنی وفساد کا سبب..// // ۳۹

ٹریفک میں بدنظمی کیوں؟..// // ۴۲

حیض ونفاس کی حالت کے بقیہ احکام(پاکی ناپاکی کے مسائل:قسط۱۳)..............مفتی محمد امجد حسین ۴۸

معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام(قسط۱۸)..............................// // ۵۲

بچوں کو وقت کی اہمیت کی قدر کرانا(اولاد کی تربیت کے آداب: تیرہویں وآخری قسط)......مولانا محمد ناصر ۵۶

اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل(قسط۲)..............اصلاحی مجلس:حضرت نواب محمد عشرت علی خان صاحب ۵۸

اپنے کسی موقف سے رجوع اہلِ حق کا شعار ہے(بسلسلہ:اصلاحُ العلماء والمدارس).....مفتی محمد رضوان ۶۵

علم کے مینار..............سرگزشت عہدِ گُل(قسط۷)..................مولانا محمد امجد حسین ۶۸

تذکرۂ اولیاء:.....حضرت خواجہ شریف زندنی رحمہ اللہ/خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ.........امتیاز احمد ۷۴

پیارے بچو!..........پیشاب پاخانہ کے آداب..................حافظ محمد ناصر ۷۸

بزمِ خواتین..........خواتین کے لباس کے شرعی احکام(قسط۱)..................مفتی ابوشعیب ۸۱

آپ کے دینی مسائل کا حل...جمعہ کے دن عمامہ پہننے کی فضیلت والی روایات کی حیثیت...ادارہ ۸۳

کیا آپ جانتے ہیں؟..........سوالات وجوابات..........ترتیب:مفتی محمد یونس ۸۸

عبرت کدہ..........حضرت اسماعیل علیہ السلام(قسط۴)..................ابوجویریہ ۹۱

طب وصحت..........خربوزہ(Melon) بطیخ..................حکیم محمد فیضان ۹۳

اخبارِ ادارہ..........ادارہ کے شب وروز..................مولانا محمد امجد حسین ۹۵

اخبارِ عالم..........قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..................ابرار حسین ستی ۹۶

Is There Any Picture On The Moon?..................................// // ۱۰۰

Idara Ghufran

اداریہ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** مفتی محمد رضوان

بجلی کا بحران کیسے ختم ہو؟

چندماہ سے ملک بھر میں بجلی کی شدید قلت محسوس ہورہی ہے، ملک کے کئی اطراف میں بدترین لوڈشیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے، اوردن رات میں کئی مرتبہ معمولی لوڈشیڈنگ کے سلسلے سے تو شاید ہی ملک کا کوئی حصہ بچا ہوا ہو۔

غیر معمولی لوڈ شیڈنگ کے باعث ملک کے بعض علاقوں میں ہنگامہ آرائی بھی ہو چکی ہے، اور پریشانی اور تشویش تو تقریباً ہر حصہ میں محسوس کی جارہی ہے۔

خاص طور پر شہری زندگی میں پریشانی اس لئے زیادہ ہوتی ہے کہ لوگ تنگ وتاریک مقامات پر گزر بسر کرتے ہیں اوران کو قدرتی روشنی اور ہوا کے مواقع بہت کم میسر ہوتے ہیں، اوروہ بجلی نہ ہونے کی صورت میں اپنی بہت سی ضروریات کے پورا کرنے سے محروم رہتے ہیں، اس کے علاوہ لوگوں کی مختلف ضروریاتِ زندگی بجلی کے ساتھ وابستہ ہوگئی ہیں۔ مثلاً بجلی کے بغیر پانی کا اوپر ٹینکی میں نہ چڑھنا، فریج اور ڈیپ فریزر، کپڑے دھونے اور سلائی کرنے والی مشین، کمپیوٹر، استری اور دوسری سینکڑوں مشینیں جو بجلی ہی کی مدد سے چلتی ہیں، وہ سب بجلی چلی جانے کے بعد کام کرنا چھوڑ دیتی ہیں۔

پھر موسمِ سرما میں تو ہوا اور ٹھنڈک کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے گزارا ہو جاتا ہے، لیکن موسمِ گرما میں گزارا مشکل ہوتا ہے، بجلی نہ ہونے کی صورت میں دن کا وقت تو کسی طرح بیٹھ کر اور دوسرے طریقوں سے گزار لیا جاتا ہے، لیکن موسمِ گرما میں رات کا وقت گزارنا بہت مشکل اور کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔

اوراب چونکہ موسمِ گرما کا آغاز ہو چکا ہے، اس لئے لوڈ شیڈنگ کے باعث پریشانی اور تکلیف کے گھنے بادل شہری لوگوں کے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ اوراگرچہ حکمرانوں کی طرف سے موسمِ گرما کے آغاز سے پہلے لوڈ شیڈنگ کے مسئلہ پر قابو پا لینے کے بلند وبانگ دعوے جاری ہیں، مگر عملی طور ان دعووں کا سفر حقیقت کی منزل سے کافی دور نظر آتا ہے، کیونکہ ایک طرف تو موسمِ گرما کا آغاز ہو چکا ہے، اور دوسری طرف ملک میں بجلی کی قلت کے اسباب دور کرنے کا عملی طور پر کوئی معقول انتظام وبندوبست سامنے نہیں آیا محکمہ واپڈا اور دوسرے ماہرین وذمہ دار حلقے مدتِ دراز سے ملک میں بجلی کی قلت اوراس کی وجوہات کی طرف متوجہ کرتے رہے ہیں، اور آبی ذخیروں، چھوٹے بڑے ڈیموں کی تعمیر کی تجاویز دیتے رہے۔

لیکن بدقسمتی سے ملک کو دیانت و ذمہ دار اور صاحبِ بصیرت و دوربین قیادت میسر نہ ہونے سے اس اہم مسئلہ کو حل کرنے کی طرف صحیح توجہ نہیں دی جاسکی یا اس مسئلہ کے حل کو صوبائی، لسانی، یا پارٹی بازی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے وغیرہ جیسے تعصّبات کی نذر کیا جاتا رہا ہے۔

چنانچہ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ مدتِ دراز سے مختلف حکومتوں کے زمانے میں زیر بحث رہا ہے، اور رفتہ رفتہ ایک ایسی دبی چنگاری یا سلگتے انگارے کی شکل اختیار کرتا جارہا ہے کہ ذرا اس مسئلہ کو چھیڑا نہیں اور موافق ومخالف آراء ورد ّعمل کی شکل میں انتشار وخلفشار کی آگ بھڑکی نہیں۔ اور باوجود اس کے کہ ملک کو اس کی سخت ضرورت سمجھی جارہی ہے، لیکن تاحال اس کا مسئلہ حل نہیں ہوسکا اور نہ ہی قریبی عرصہ میں حل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ گو کہ صوبائی سطح پر اس حوالے سے مختلف صوبوں کے اپنے اپنے مخصوص جغرافیائی تناظر میں الگ الگ تحفظات اور کسی درجے میں باہم متصادم مفادات بھی ہیں، لیکن ان کا بھی کوئی حل نکالا جاسکتا ہے ہمارے یہاں اس طرح کے معاملات میں عوام کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کو حکومت کی طرف سے حاصل کردہ زمینوں کا معقول معاوضہ نہیں دیا جاتا، یہ عوام کی شکایت بجا ہے، جس کا ازالہ ہونا چاہئے، اس کے علاوہ ڈیم کے قرب وجوار والی زمین میں غیر معمولی نمی پیدا ہوجانے سے دور دور تک ایک وسیع علاقہ سیم وتھور کی زد میں آکر ناقابلِ کاشت ہوجاتا ہے، اس شکایت کا بھی ماہرین کی مشاورت سے ازالہ ہونا چاہئے۔

مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ اس سلسلہ میں پیش کردہ بعض شبہات وتحفظات بے بنیاد ہیں جو کہ مفروضے، یا دشمنانِ وطن کی طرف سے مختلف شوشے چھوڑنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، اس سلسلہ میں عوام کو باشعور کرنے کی ضرورت ہے۔

بجلی کی پیداوار بڑھانے کے علاوہ ڈیموں کے اور بھی بڑے بڑے فوائد ہیں مثلاً:

(۱)...... بارش اور چشموں کا پانی ضائع ہونے سے کافی حد تک محفوظ ہوجاتا ہے **(۲)**...... کئی علاقے سیلاب کی زد سے محفوظ ہوجاتے ہیں اور سیلاب سے جس طرح جانی نقصانات ہوتے ہیں، مالی نقصانات بھی ہوتے ہیں، لوگوں گھر سے بے گھر ہوجاتے ہیں، اور کھڑی فصلیں تباہ ہوکر ملک میں بحران کا سبب بنتی ہے **(۳)**...... بوقتِ ضرورت فصلوں کو ڈیموں سے پانی فراہم کرکے پیداوار کے بحران سے بچا جاسکتا ہے اور اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

بہرحال ملک کو جتنی بجلی کی پیداوار کی ضرورت ہے، اتنی مقدار بجلی کی پیداوار کے انتظامات ملک میں نہ ہونا

بجلی کی قلت اور لوڈ شیڈنگ کا بہت بڑا سبب ہے۔

لیکن دوسری طرف عوام کی بڑی تعداد بھی بجلی کا بے جا استعمال بلکہ ضیاع کر کے اس کا سبب بن رہی ہے۔

چنانچہ ہمارے یہاں عوام میں بجلی کے صحیح اور مناسب انداز میں استعمال کے متعلق صحیح شعور نہیں پایا جاتا، جس کی وجہ سے بجلی کے استعمال میں اسراف اور ضیاع عام ہے، اور صرف عام ہی نہیں، اسراف وضیاع روزمرہ کی زندگی کا حصہ بن چکا ہے، جس کی طرف توجہ دلانے سے بھی توجہ نہیں ہوتی، بہت سے لوگوں نے تو بجلی کو جو ایک ضرورت کی چیز ہے اسے زیب وزینت اور نمود ونمائش کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

چند ماہ پہلے گذشتہ دورِ حکومت کے آخری ایام میں حکومت کی طرف سے شام کو جلدی کاروباری مشاغل موقوف کردینے کا قانون بنایا گیا تھا، جو کہ اس لحاظ سے مفید اور بہتر تھا کہ رات کے اندھیرے میں غیر معمولی مقدار میں استعمال ہونے والی بجلی کے استعمال میں کمی ہوجائے، اور صبح سویرے سے دن کی روشنی میں کام کا آغاز کیا جائے، اور صبح دیر سے کام شروع ہونے کے رواج کا خاتمہ کیا جائے، لیکن چند دن اس قانون پر سختی رہنے کے بعد یہ سلسلہ آگے نہیں چل سکا۔

اگر عوام الناس میں اس کا مختلف ذرائع ابلاغ سے شعور پیدا کیا جائے تو کسی قانون کے بغیر بھی عملدرآمد ہو سکتا ہے۔

لیکن ہمارے یہاں عام طور پر لوگوں میں شعور پیدا کرنے کا اہتمام کرنے کے بجائے صرف قانون سازی پر اکتفا کرلیا جاتا ہے، جس کے مفید اثرات ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ شعور نہ ہونے کی وجہ سے اس قسم کے قوانین کے خلاف عوامی ردِعمل سے اس قانون کو بعض اوقات واپس لینا پڑ جاتا ہے۔ جبکہ عوام کے شعور کو بیدار کرنے کے لئے اس وقت مختلف ذرائع ابلاغ موجود ہیں، جن کے ذریعہ سے عوام کا شعور کافی حد تک بیدار کیا جاسکتا ہے، اور بہت سے ممالک میں اس پر عمل بھی ہورہا ہے لیکن افسوس ہے کہ ذرائع ابلاغ عام طور پر معاشرہ کی اصلاح کے بجائے معاشرہ میں خرابی پھیلانے میں پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔

ان حالات میں ملک وملت کی بہترائی کا کیونکر تصور کیا جاسکتا ہے، بہرحال بجلی کی پیداوار کی قلت اور بحران سے بچنے کیلئے عوام اور حکمران سب کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان پر صحیح طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد رضوان۔ ۲۳/ ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ بمطابق 30 اپریل 2008ء

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۴۳، آیت نمبر۵۶،۵۷) مفتی محمد رضوان

بنی اسرائیل کے اوپر نواں انعام

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۶) وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى. كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ . وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۵۷)

ترجمہ: ''پھر ہم نے تم کو زندہ اُٹھا دیا تمہاری موت کے بعد، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اور سایہ کیا ہم نے تم پر بادل کا، اور اُتارا تم پر ''من اور سلویٰ'' (ترنجبین اور بٹیریں اور تم کو اجازت دی کہ) کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں (مگر انہوں نے اس کے بھی خلاف کیا) اور (اس سے) انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا، بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے'' (ترجمہ ختم)

تفسیر وتشریح

جب بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام پر یقین کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا گستاخانہ مطالبہ کیا تو وہیں اُنہیں بجلی کی کڑک نے فوراً پکڑ لیا، اور طور پہاڑ پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جانے والے بنی اسرائیل کے ستّر آدمی سب ہلاک ہوگئے اور مَر گئے، اور یہ لوگ حقیقت میں مَر چکے تھے، کسی غشی یا سکتے کی حالت میں نہ تھے، اور نہ ہی کوئی خواب تھا، کیونکہ آیت میں موت کا صاف لفظ موجود ہے (معارف القرآن کاندھلوی جلد۱صفحہ۱۸۵،بتغیر)

جب یہ ماجرا موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو اُنہیں یہ فکر لاحق ہوئی کہ پہلے ہی بنی اسرائیل مجھ پر تہمت لگاتے تھے، اور طرح طرح کی باتیں کرتے تھے، اب اتنے آدمی ہلاک ہوگئے تو میں جب یہ بیان کروں گا کہ وہ لوگ بجلی کی کڑک سے مَر گئے تو نہ جانے کیا کیا باتیں بنائیں گے، اور کیسی کیسی تہمت لگائیں گے، اس لیے اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بنی اسرائیل یوں ہی بدگمان رہتے ہیں، اب وہ یہ سمجھیں گے کہ میں نے اُن کو کہیں لے جا کر کسی تدبیر سے ان کا کام تمام کرا دیا ہوگا، مجھ کو اس تہمت سے محفوظ رکھیے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اُن ستر ہلاک ہونے والے آدمیوں کو دوبارہ زندہ کر دیا، اور اس نعمت کا شکر

اس قوم پر لازم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے قصور معاف فرمادیا اور اپنی عبادت و بندگی اور توبہ واستغفار کے لیے اور مہلت عطا فرمادی، اور فوت ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے یعنی قیامت کا نمونہ آنکھوں سے دِکھلا دیا تاکہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ اُٹھائے جانے کے بارے میں ذرّہ برابر شک وشبہ نہ رہے، اور اس آنکھوں دیکھے ایمان (یعنی ایمانِ شہودی) پر شکر ادا کرو (معارف القرآن عثمانی وکاندھلوی وانوارُ البیان، بتغیر)

یہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کا آٹھواں انعام تھا۔

اس کے بعد سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت نمبر ۵۷ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنے ایک اور انعام کا تذکرہ فرمایا ہے (جو دراصل اُن پر نواں انعام تھا) جس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن تو ملکِ شام تھا، یہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں مصر آئے تھے، اور یہاں آکر رہنے لگے تھے، اور اُدھر ملکِ شام میں عمالقہ نام کی ایک قوم کا تسلُّط اور غلبہ ہوگیا تھا۔

جب فرعون غرق ہوگیا اور یہ لوگ مطمئن ہوگئے تو بنی اسرائیل کو عمالقہ قوم سے جہاد کرنے کا حکم ہوا، بنی اسرائیل اس ارادے پر مصر سے چلے اور اُن کی حدود میں پہنچ کر جب عمالقہ کے زور اور قوّت کا حال معلوم ہوا تو بنی اسرائیل کو یہ بہت ناگوار اور گراں وشاق گزرا، اور وہ ہمت ہار بیٹھے اور جہاد سے صاف انکار کردیا، اور اُنہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ: ''اے موسیٰ! تم اور تمہارا رب جاکر جہاد اور قتال کرلو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں''

اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس بے باکانہ بلکہ گستاخانہ انکار کی یہ سزا دی کہ وہ چالیس سال تک ایک میدان میں (جس کا نام وادیِ تیہ تھا) حیران وپریشان پھرتے رہے، گھر پہنچنا بھی نصیب نہ ہوا۔ یہ میدان کچھ بہت بڑا رقبہ نہ تھا بلکہ مصر اور شام کے درمیان تقریباً دس میل کے رقبے پر مشتمل تھا۔ منقول ہے کہ یہ لوگ اپنے وطن مصر جانے کے لیے دن بھر سفر کرتے اور رات کو کسی منزل پر اُترتے، صبح کو دیکھتے کہ جہاں سے چلے تھے وہیں ہیں؛ اسی طرح چالیس سال تک سرگرداں وپریشان حال اس میدان میں پھرتے رہے؛ اور اسی لیے اس میدان کو ''وادیِ تیہ'' کہا جاتا ہے۔ ''تیہ'' کے معنیٰ حیرانی، سرگردانی وپریشانی کے ہیں، وادیِ تیہ ایک کُھلا میدان تھا، نہ اس میں کوئی عمارت تھی نہ درخت؛ جس کے نیچے رہ کر دھوپ اور سردی وگرمی سے بچا جاسکے، اور نہ یہاں کوئی کھانے پینے کا سامان تھا اور نہ ہی پہننے کے لیے کوئی لباس۔ مگر اللہ تعالیٰ نے معجزے کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دعا کرنے پر اس میدان میں اُن کی تمام ضروریات کا انتظام فرمادیا۔

دھوپ کی تپش سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک سفید بادل کا سایہ بھیج دیا (جو بغیر کسی ظاہری سبب کے

عالمِ غیب سے آیا تھا) اور ایک نور اور روشنی کا ستون عطا فرمایا جو اندھیری راتوں میں چاند کا کام دیتا تھا۔ اور بھوک کی ضرورت کے لیے ’’ مَن وسلویٰ‘‘ نازل فرمایا۔ مفسرین کے مطابق ’’ مَن‘‘ سے مراد ترنجبین (Manna) ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے غیبی قدرت سے درختوں پر نازل فرماتے، اور ’’سلویٰ‘‘ سے مراد بٹیر ہیں، جو اُن کے پاس بحکمِ الٰہی جمع ہوجاتے اور اُن سے بھاگتے نہ تھے، یہ ان کو پکڑ لیتے اور ذبح کر کے کھاتے۔ اطباء نے بٹیر کے گوشت کو دِل کی نرمی کے لیے مؤثر قرار دیا ہے، اور اسی طرح مَن یعنی ترنجبین کے بہت سے فوائد بیان کیے ہیں، اُن میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کو باریک پیس کر سونگھا جائے تو مالیخولیا، وہم اور وساوس اور دماغی فاسد ریاحوں کو دور کرنے کے لیے بہت نفع بخش ہوتا ہے؛ بعید نہیں کہ بنی اسرائیل کے دماغوں کے تنقیہ وصفائی کے لیے اس کو تجویز کیا گیا ہو، تاکہ اُن کے دماغ اس قسم کے وساوس اور شُبہات سے پاک ہوجائیں، اور بٹیر کا گوشت کھانے سے اُن کے دِلوں کی سختی (قساوتِ قلب) دُور ہوجائے۔ اور اس میدان میں بنی اسرائیل کی پانی کی ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک پتھر پر لاٹھی مارنے کا حکم فرمایا، جس سے اُس پتھر سے چشمے پھوٹ پڑے (جیسا کہ دوسری آیات میں ذکر ہے) اللہ تعالیٰ نے اُن کے پہنے ہوئے کپڑوں کو میلے ہونے اور پھٹنے سے محفوظ رکھا، اور بچوں کے بدن پر جو کپڑے تھے، اُن کو بدن بڑھنے کے ساتھ ساتھ اسی مقدار سے بڑھانے کا انتظام فرمایا۔

لیکن ان لوگوں کو من وسلویٰ کھانے پینے کی اجازت کے ساتھ یہ حکم بھی ہوا تھا کہ بقدرِ ضرورت لیا کریں، آئندہ کے لیے جمع کرنے اور ذخیرہ رکھنے کی ضرورت نہیں، اسی کو ارشاد فرمایا:

كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ’’کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں (یعنی مَن اور سلویٰ)‘‘

مگر ان لوگوں نے حرص کی وجہ سے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غیب سے رزق کا انتظام کرنے کے کرشمہ کو روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے، پھر بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد نہ کیا، جس کا انجام یہ ہوا کہ جو ذخیرہ رکھتے تھے، وہ سَڑ جاتا تھا، اور بالآخر ایک دن وہ اس رزق سے کہ جس میں نہ دنیا کی مشقت تھی اور نہ آخرت کا حساب تھا، وہ لوگ محروم ہوگئے، اسی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

’’اور (اس سے) انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا، بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے‘‘

(معارف القرآن عثمانی وکاندھلوی، بتغیر)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

جمعہ کے دن دین کی تکمیل اور جمعہ کا دن ہفتہ وار عید

پہلی امتوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن عبادت کے اہتمام کا موقع عطا فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس عظیم سعادت سے محروم رہے اور پھر یہ فضیلت اس اُمّت کے حصے میں آئی۔

یہودیوں یعنی اسرائیلیوں نے ہفتہ کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت پائی تھی۔

نصرانیوں یعنی عیسائیوں نے اتوار کا دن مقرر کیا، اس خیال سے کہ یہ دن اس کائنات کی پیدائش کی ابتدا کا ہے، چنانچہ یہ دونوں فرقے ان دونوں دنوں میں دنیا کے کام کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف ہونے کا اہتمام کرتے ہیں، اور اسی وجہ سے عیسائیوں کے یہاں ہفتہ وار چھٹی اتوار کے دن ہوتی ہے (بہشتی زیور حصہ ۱۱ص ۷۳، بتغیر)

پس جب جمعۃُ المبارک کا خاص فضائل اور امتیازی شان کے ساتھ عطا کیا جانا اس امت کے ساتھ مخصوص ہے، تو اسی مناسبت سے اس امت کے دین کی تکمیل بھی اس مبارک دن میں کی گئی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

(سورة مائدة آیت نمبر ۳)

ترجمہ: ”آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تمہارے اوپر اپنی تمام نعمتیں پوری کردیں اور ہم نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا ہے“ (ترجمہ ختم)

دین کامل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آج دینِ حق کے تمام حدود وفرائض اور احکام وآداب مکمل کردیے گئے ہیں، اب اس میں نہ کسی کمی کا احتمال ہے اور نہ کسی اضافہ وزیادتی کی ضرورت باقی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس آیت کے بعد اسلامی احکام میں سے کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا، جو چند آیتیں اس کے بعد نازل ہوئیں، ان میں یا تو ترغیب وترہیب کے مضامین ہیں اور یا پھر اُن ہی احکام کی تاکید بیان کی گئی

Idara Ghufran

ہے، جو پہلے نازل ہو چکے تھے (معارف القرآن عثمانی جلد۳ صفحہ ۳۶، بتغیر)

اور اسلامی احکام کے اعتبار سے یہ آخری آیت عرفہ اور جمعہ کے دن نازل ہوئی ہے:

جیسا کہ حضرت حسن سے مروی ہے کہ:

عَنْ سَمُرَةَ قَالَ نُزِلَتْ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائده) يَوْمَ عَرَفَةَ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (المعجم الكبير للطراني ج٦، ص ١ ٣٦، حديث نمبر ٦٧٧٣، مجمع الزوائد ج ٧ رقم حديث ١٠٩٦٦ بحواله طبراني ورجاله ثقات)

ترجمہ: ”حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ) آیت:

”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا“

عرفہ کے دن نازل ہوئی ،اور رسول اللہ ﷺ اس وقت عرفات کے میدان میں جمعہ کے دن موجود تھے“ (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث میں یہ قصہ مذکور ہے کہ:

اَنَّهٗ قَرَأَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الاٰية وَعِنْدَهٗ يَهُوْدِيٌّ قَالَ لَوْ نُزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَا هَا عِيْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّهَا نُزِلَتْ فِيْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ وَيَوْمِ عَرَفَةَ (رواه الترمذى وقال هذا حديث حسن غريب)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (ایک دن) یہ آیت پڑھی ”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ“ (آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی تمام نعمتیں پوری کر دیں اور ہم نے تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا ہے) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے پاس (اس وقت) ایک یہودی (بیٹھا ہوا) تھا اس نے (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہ آیت سن کر) کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کو (یعنی اس دن کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی) عید قرار دیتے ،حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن (یعنی حجۃ الوداع کے موقعہ پر) جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے“ (ترجمہ ختم)

اور حضرت طارق ابن شہاب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنَّ عَلَيْنَا نُزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ

الۡیَوۡمَ عِیۡدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیۡ لَاَعۡلَمُ اَیَّ یَوۡمٍ نُزِلَتۡ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃُ نُزِلَتۡ یَوۡمَ عَرَفَۃَ فِیۡ یَوۡمِ جُمُعَۃٍ (بخاری حدیث نمبر ۶۷۲۶،واللفظ له وترمذی، تحت سورۃ المائدۃ)

ترجمہ:''ایک یہودی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیرالمؤمنین اگر ہمارے اوپر یہ آیت نازل ہوتی:

''اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ''

تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے تو (اس کے جواب میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی ہے۔

(دراصل) یہ آیت عرفہ کے دن، جمعہ کے دن میں نازل ہوئی ہے'' (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس وعمر رضی اللہ عنہما کے واقعات الگ الگ ہیں، اور دونوں حضرات کے مذکورہ واقعات سے جمعہ کے دن کا عید ہونا ثابت ہوگیا۔

یہودی کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو اتنی عظیم الشان نعمت کی خوشی اوراس کے شکرانے کے طور پر اس دن کو ہم عید کا دن قرار دیدیتے ،مگر تعجب ہے کہ مسلمانوں نے اس دن کو عید کا دن قرار نہیں دیا؟

اس کے جواب میں حضرت ابنِ عباس وعمر رضی اللہ عنہما نے جو کچھ فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس آیت کو ایک ایسے دن نازل فرمایا جو ایک نہیں دوعیدوں پر حاوی اور مشتمل تھا تو پھر ہمیں اس دن یادگاری دن قرار دینے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ حضور ﷺ نے جو آخری حج ادا فرمایا تھا وہ جمعہ کے دن تھا۔

گویا ایک تو جمعہ ہونے کی وجہ سے خود وہ دن افضل واشرف تھا دوسرے عرفہ (یعنی حج) کا دن ہونے کے سبب سے اس کی فضیلت وعظمت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا اوراسی دن یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر ہے کہ ان دونوں مسلّمہ عظمت وفضیلت والے دِنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے اورکون سا دن افضل ہوسکتا تھا

(مظاہر حق جدید ج اص ۸۹۴ تا ۸۹۵ بتغیر) [1]

---

[1] علامہ ابنِ رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان الاعیاد لاتکون بالرأی والاختراع کمایفعله اهل الکتابین من قبلنا، انما تکون بالشرع والاتباع فهذه الأیة لما تضمنت اکمال الدین واتمام النعمة انزلها اللّٰہ فی یوم شرعه عیدالهذه الامة من وجهین، ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

جمعہ کا دن ہفتہ وار عید ہے

حضرت عمر اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن ہفتہ وار عید ہے، اور بعض احادیث میں جمعہ کے دن کو عید کا دن کہا بھی گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ جُمُعَۃٍ مِّنَ الْجُمُعِ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ لَکُمْ عِیْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج ۲ رقم حدیث ۳۰۴۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جمعوں میں سے کسی جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! بے شک یہ ایسا دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عید کی طرح بنا دیا ہے لہٰذا تم اس دن غسل کرو اور مسواک کا اہتمام کرو (ترجمہ ختم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کے بارے میں ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عِیْدًا لِّلْمُسْلِمِیْنَ فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ یَّمُسَّ مِنْہُ وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ (موطاء امام مالک رقم حدیث ۵۹)

ترجمہ: ’’اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے اس دن کو مسلمانوں کے لئے عید بنا دیا ہے لہٰذا تم غسل کرو اور جس کو خوشبو (عطر) میسر ہو تو اس کو بھی استعمال کرے اور تم مسواک کا بھی اہتمام کرو‘‘ (ترجمہ ختم)

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

احدھما انہ یوم عید الاسبوع وھو یوم الجمعۃ والثانی انہ یوم عید اھل الموسم وھو یوم مجمعھم الاکبر وموقفھم الاعظم وقد قیل انہ یوم الحج الاکبر ،وقد جاء تسمیتہ عیدا من حدیث مرفوع خرجہ اھل السنن من حدیث عقبۃ بن عامر عن النبی ﷺ قال یوم عرفۃ ویوم النحر وایام التشریق عیدنا اھل الاسلام وھی ایام اکل وشرب وقد اشکل وجھہ علی کثیر من العلماء لانہ یدل علی ان یوم عرفۃ یوم عید لایصام کما روی ذالک عن بعض المتقدمین ،وحملہ بعضھم علی اھل الموقف وھو الاصح،لانہ الیوم الذی فیہ اعظم مجامعھم ومواقفھم بخلاف اھل الامصار فان اجتماعھم یوم النحر واما ایام التشریق فیشارک اھل الامصار اھل المواسم فیھا لانھا ایام ضحایاھم واکلھم من نسکھم ھذا قول جمھور العلماء(فتح الباری لابنِ رجب ،کتاب الصلاۃ، حدیث نمبر ۴۵)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ جَعَلَهُ اللہُ لِلْمُسْلِمِیْنَ فَمَنْ جَاءَ اِلَی الْجُمُعَةِ فَلْیَغْتَسِلْ وَاِنْ کَانَ طِیْبٌ فَلْیَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ (ابنِ ماجه حدیث نمبر ۱۰۸۸ ومعجم اوسط للطبرانی حدیث نمبر ۷۵۶۶)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ نے اس دن کو مسلمانوں کے لئے عید بنا دیا ہے لہٰذا جو جمعہ کی نماز کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو (عطر) میسر ہو تو اس کو بھی استعمال کرے اور تم مسواک کا بھی اہتمام کرو‘‘ (ترجمہ ختم)

یہی وجہ ہے کہ جمعہ اور عیدُ الفطر و عیدُ الاضحیٰ کے دنوں میں کئی احکام اور کئی چیزیں باہم مشترک یا ایک دوسرے کے مشابہ پائی جاتی ہیں، مثلاً:

(۱)...... عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ کے دنوں میں دو رکعات اجتماعی انداز میں بڑے بڑے مجمعوں کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں، اسی طرح جمعہ کی نماز بھی ادا کی جاتی ہے۔

(۲)...... عیدین کی نماز کے ساتھ خطبہ پڑھا جاتا ہے، اسی طرح جمعہ کی نماز کے ساتھ بھی خطبہ پڑھا جاتا ہے (پہلے اور بعد کے فرق کے ساتھ)

(۳)...... عیدین کی نماز شہروں اور قصبات میں ادا کی جاتی ہے، دیہات اور عام گاؤں میں عیدین کی نماز جائز نہیں، یہی حکم جمعہ کی نماز کا بھی ہے۔

(۴)...... عیدین کی نماز دو رکعت ہے، اسی طرح جمعہ کی نماز بھی دو رکعت فرض ہے۔

(۵)...... عیدین کی نماز کے لئے جلدی جانا سنت ہے، اسی طرح جمعہ کی نماز کے لئے بھی جلدی جانا سنت ہے۔

(۶)...... عیدین کی نماز پڑھنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور مغفرت اور مختلف انعامات عطا کئے جانے کا ذکر ہے، اسی طرح جمعہ کی نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے، اور جمعہ کے دن بھی بے شمار لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

(۷)...... عیدین کی راتیں مبارک راتیں ہیں، اسی طرح جمعہ کی رات بھی مبارک رات ہے

(۸)...... عیدین کے دنوں میں اچھا لباس پہننا، غسل کرنا، مسواک کرنا اور صفائی ستھرائی اور فاضل

Idara Ghufran

بال وناخن وغیرہ کاٹنا سنت ومستحب ہے، اسی طرح جمعہ کے دن بھی یہ اعمال سنت ومستحب ہیں۔

(۹)......عیدُ الفطر کے دن صدقۂ فطر اور عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے اعمال ہیں، اسی طرح جمعہ کے دن جلدی جانے کو صدقہ وقربانی کے قائم مقام قرار دے دیا گیا ہے (جیسا کہ کئی احادیث میں آگے پیچھے جانے والوں کو مختلف چیزیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ وقربان کرنے کے مثل ثواب کا ذکر ہے۔ [۱]

---

[۱] امام ابنِ قیم فرماتے ہیں:

لما كان فى الاسبوع كالعيد فى العام وكان العيد مشتملا على صلاة وقربان وكان يوم الجمعة يوم صلاة جعل اللهسبحانهٗ التعجيل فيه الى المسجد بدلا من القربان وقائما مقامه فيجتمع للرائح فيه الى المسجد الصلاةوالقربان (زادالمعاد فى هدى خيرالعباد،فصل فى مبدء الجمعة ،جزء ۱،صفحه ۱۶۱)

علامہ ابنِ رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عيدالاسبوع فهويوم الجمعة وهو متعلق باكمال فريضة الصلاة فان اللهفرض على عباده المسلمين الصلاة كل يوم وليلة خمس مرات فاذا كملت ايام الاسبوع التى تدورالدنيا عليها واكملوا صلاتهم فيها شرع لهم يوم اكمالها وهو اليوم الذى انتهى وفيه خلق آدم وادخل الجنة عيدا يجتمعون فيه علىٰ صلاة الجمعة وشرع لهم الخطبة تذكيرا بنعم اللهعليهم وحثالهم على شكرها ،وجعل شهود الجمعة بادائها كفارة لذنوب الجمعة كلها وزيادة ثلاثة ايام وقد روى ان يوم الجمعة افضل من يوم الفطر ويوم النحر خرجه الامام احمد فى مسنده وقال مجاهد وغيره وروى انه حج المساكين وروى عن على انه يوم نسك المسلمين وقال ابن المسيب الجمعة احب الى من حج التطوع ، وجعل اللهالتبكير الى الجمعة كالهدى فالمبكر فى اول ساعة كالمهدى بدنة، ثم كالمهدى بقرة،ثم كالمهدى كبشا،ثم كالمهدى دجاجة ،ثم كالمهدى بيضة ويوم الجمعة يوم المزيد فى الجنة الذى يزورون ربهم فيها وانه يتجلى فيهم لاهل الجنة عموماً يشارك الرجال فيها النساء فهذه الايام اعياد للمؤمنين فى الدنيا والأخرة عموما(فتح البارى لابنِ رجب ج ۱ ص ۹۰، كتاب الايمان)

ترجمہ: ”ہفتہ وار عید جمعہ کا دن ہے اور جمعہ کے دن کا نماز کے فریضہ کی تکمیل کے ساتھ تعلق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسلمان بندوں پر ہر دن رات میں پانچ مرتبہ نماز فرض کی ہے، پس جب ہفتہ کے دن مکمل ہو جاتے ہیں جن پر دنیا گھومتی ہے اور بندے ہفتہ کی نماز کو مکمل کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہفتے کو مکمل کرنے کے لئے ایک ایسا دن (عید کا) رکھ دیا جس میں تمام مخلوقات کی پیدائش کی انتہا ہوئی، اور اس دن میں ہی حضرت آدم کو پیدا کیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا، اس دن میں بندے جمعہ کی نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں اور ان کے لئے جمعہ میں خطبہ بھی رکھا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تذکرہ کیا جائے اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

اس طرح کی وجوہات کے پیشِ نظر جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے دنیا کے اعتبار سے ہفتہ وار عید کا دن ہے، اور آخرت میں جنتیوں کو جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی، اس لئے آخرت کے اعتبار سے بھی عید کا دن ہے

﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

شکر پر ابھار پیدا ہو، اور جمعہ میں حاضر ہو کر اس کی ادائیگی کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ بھر اور تین دن مزید کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ قرار دے دیا، اور روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جمعہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بھی افضل ہے، امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں تخریج کیا ہے، اور حضرت مجاہد وغیرہ نے بھی فرمایا ہے، اور یہ بھی مروی ہے کہ جمعہ مسکینوں کا حج ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کے نسک کا دن ہے، اور ابنِ مسیّب نے فرمایا کہ جمعہ مجھے نفلی حج سے بھی زیادہ پسند ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی طرف جلدی جانے کو قربانی کی طرح قرار دے دیا ہے، پس جو پہلی گھڑی میں جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ اونٹ کو قربان کرتا ہے، پھر دوسرے نمبر جانے والا ثواب کے اعتبار سے ایسا ہے جیسا کہ گائے قربان کرنے والا، پھر تیسرے نمبر پر جانے والا ایسا ہے جیسا کہ بکری قربان کرنے والا، پھر چوتھے نمبر پر جانے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مرغی قربان (یعنی صدقہ) کرنے والا، پھر پانچویں نمبر پر جانے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں انڈا قربان (یعنی صدقہ) کرنے والا، اور جمعہ کے دن کا نام جنت میں یوم المزید ہے، جس میں جنتی اپنے رب کی زیارت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ جنتیوں کے لئے تجلّی فرمائیں گے، جو مَردوں اور عورتوں سب کے لئے ہوگی، پس یہ دن مومنوں کی دنیا و آخرت کے عید کے دن ہیں‘‘ (ترجمہ ختم)

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولوی طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۵۵ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ حمزہ بن نصیر بن حمزہ بن نصیر الاسلمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، اسد بن موسیٰ، سعید بن حکم بن ابی مریم، سعید بن کثیر بن عفیر، عبداللہ بن محمد بن مغیرہ اور یحییٰ بن حسان التنیسی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوداؤ د، علی بن احمد بن سلیمان اور ابوبکر محمد بن احمد بن راشد بن معدان الاصبہانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، جمعہ کے دن آپ کی وفات ہوئی۔
(تہذیب الکمال ج۷ص ۳۴۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۵۵ھ**: میں حضرت ابوجعفر عبدالغنی بن رفاعہ بن عبدالملک اللخمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کی ولادت ۱۶۳ھ میں ہوئی، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: ابومحمد ایوب بن سلیمان الخزاعی البصری، بکر بن مضر، خالد بن عبدالرحمٰن الخراسانی، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن وہب اور مفضل بن فضالہ رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوداؤ د، ابراہیم بن محمد بن حسن بن متویہ الاصبہانی، ابوحامد احمد بن سیف بن ہاشم البستی، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی اور ابوبکر عبداللہ بن ابی داؤ د رحمہم اللہ، آپ کی ولادت ۱۶۳ھ میں ہوئی (تہذیب الکمال ج۱۸ ص ۲۳۰، تہذیب التہذیب ج۶ص ۳۲۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۵۶ھ**: میں حضرت ابوالحسن علی بن منذر بن زید الاودی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، منذر بن زید (یہ آپ کے والد ہیں) ابنِ عیینہ، ابنِ فضیل، ابنِ نمیر، وکیع، ولید بن مسلم، اسحاق بن منصور السلولی اور ابوغسان النہدی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ، مطین، محمد بن یحییٰ بن مندۃ، زکریا السجزی اور ابنِ ابی الدنیا رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔
(تہذیب التہذیب ج۷ص ۳۳۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۵۶ھ**: میں حضرت ابوبجیر محمد بن جابر بن بجیر بن عقبہ بن سعید بن عامر المحاربی الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، اسباط بن محمد القرشی، ابواسامہ حماد بن اسامہ، عبداللہ بن نمیر، عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی، عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی، وکیع بن الجراح اور یحییٰ بن یعلیٰ المحاربی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابنِ ماجہ، بجیر بن ابی بجیر، حاجب بن ارکین الفرغانی، ابوبکر عبداللہ بن

ابوداؤد، عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم الرازی، محمد بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن عبداللہ الحضرمی اور یحییٰ بن محمد بن صاعد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (تہذیب الکمال ج ۲۴ ص ۵۶۴ ،تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۷۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۰ ھ**: میں حضرت ابوسلیمان ایوب بن اسحاق بن ابراہیم بن سافری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ یحییٰ بن اسحٰق رحمہ اللہ کے بھائی تھے، رملہ منتقل ہونے کے بعد یہی آپ کا مسکن رہا، اور علمِ حدیث بھی اسی مقام پر پھیلایا ونشر کیا، محمد بن عبداللہ الانصاری، خالد بن محمد القطوانی، موسیٰ بن داؤد الضبی، معاویہ بن عمر، ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود، عبداللہ بن یفاء اور زکریا بن عدی آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، اتوار کے دن دمشق میں آپ کی وفات ہوئی (طبقات الحنابلۃ ج ۱ ص ۴۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۰ ھ**: میں حضرت ابومحمد عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم بن حبیب بن مہران نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ۱۸۰ھ کے بعد آپ کی ولادت ہوئی، علمِ حدیث حاصل کرنے کے لئے کئی سفر کئے، اور بڑے بڑے علماء سے طلبِ علم کیا، جن میں سے چند بڑے حضرات کے نام یہ ہیں: سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید، وکیع بن جراح، بہز بن اسد، عبدالرزاق بن ہمام، معن بن عیسیٰ، عبداللہ بن ولید العدنی اور حسین بن ولید نیشاپوری رحمہم اللہ، اور جن بڑے بڑے حضرات نے آپ سے طلبِ حدیث کیا ان حضرات کے نام یہ ہیں: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ابوبکر بن ابوداؤد، ابنِ خزیمہ، ابنِ صاعد، ابوعوانہ الاسفرایینی، مکی بن عبدان، ابوحامد بن بلال اور ابومحمد جارود رحمہم اللہ۔

گورنر عبداللہ بن طاہر رات کو خاموشی سے آپ کی مسجد میں تشریف لاتے تھے تاکہ آپ کی تلاوت سن سکیں کیونکہ آپ کی تلاوت میں آواز بڑی اچھی تھی۔

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ نے اپنی مجلس میں کھڑا کیا اور فرمایا یہ بچہ جو بھی حدیث میری طرف سے بیان کرے اس کی تصدیق کرو کیونکہ یہ بچہ عقلمند ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے ''اللہ تعالیٰ کا غصہ ایسی بیماری ہے جس کے لئے کوئی دوانہیں''، تو میں نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ کے غضب کی دوا سحری کے وقت استغفار کی کثرت کرنا ہے اور سچی توبہ کرنا ہے''

بدھ کی رات آپ کی وفات ہوئی، اور بدھ کے دن بعد نمازِ ظہر نمازِ جنازہ ہوئی، محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۴۴، تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۵۴۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۴ھ**: میں حضرت ابوعبیداللہ احمد بن عبدالرحمٰن بن وہب بن مسلم القرشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ''بحشل'' کے نام سے مشہور تھے، مشہور محدث حضرت عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے، اکثر اپنے والد عبدالرحمٰن بن وہب، شافعی اور بشر بن بکر التنیسی رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں، امام مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن جریر طبری، طحاوی، ابوبکر بن زیاد، عبدان، ابنِ خزیمہ اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ آپ سے روایت کرتے ہیں، ۹۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا، قاضی بکار بن قتیبہ رحمہ اللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(سیراعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۲۳، تہذیب الکمال ج ۱ ص ۳۹۱، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۴ھ**: میں حضرت شیخ الاسلام ابوموسیٰ یونس بن عبدالاعلیٰ بن میسرہ بن حفص بن حیان رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کی ولادت ذوالحجہ ۱۷۰ھ میں ہوئی، آپ اپنے زمانے کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن وہب، ولید بن مسلم، معن بن عیسیٰ، ابنِ ابی فدیک، ابوضمرہ اللیثی، بشر بن بکر التنیسی اور ایوب بن سوید رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، امام مسلم، نسائی، ابنِ ماجہ، ابوحاتم، ابوزرعہ، بقی بن مخلد، ابنِ خزیمہ، ابوبکر بن زیاد نیشاپوری، ابوعوانہ الاسفرائینی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم اور عمر بن بجیر رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، پیر کے دن صبح کے وقت وفات ہوئی

(سیراعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۵۱، تہذیب الکمال ج ۳۲ ص ۵۱۶، تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۸۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۵ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ھانی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ عباسی خلیفہ واثق باللہ کے دورِ حکومت میں تین دن آپ کے گھر میں روپوش رہے۔

حضرت فتح بن شخرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابراہیم بن ہانی نے بتایا کہ:

> حضرت احمد بن حنبل میرے گھر میں تین راتوں تک روپوش رہے، اس کے بعد فرمایا کہ میرے لئے کوئی اور جگہ تلاش کرو تاکہ میں وہاں منتقل ہوجاؤں، میں نے عرض کیا کہ اے احمد بن حنبل میں آپ کو پناہ دوں گا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہجرت کے وقت غارِ ثور میں تین دن تک روپوشی اختیار کی تھی، پھر وہاں سے منتقل ہوگئے تھے، تو ہمارے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ ہم راحت کی حالت میں تو حضور ﷺ کی اتباع کریں اور مصیبت کے وقت میں نہ کریں۔

محمد بن عبید، یعلیٰ بن عبید، عبید اللہ بن موسیٰ، عبداللہ بن داؤ دالخریبی، ابوالمغیر ہ عبدالقدوس، علی بن عیاش، عفان، محمد بن بکار بن بلال اور خلاد بن یحییٰ رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوالقاسم البغوی، ابنِ صاعد، ابونعیم بن عدی، ابنِ مخلد، محاملی، اسماعیل الصفار، ابوسعید بن الاعرابی، محمد بن سفیان اور ابنِ ابی حاتم رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، خطیب بغدادی نے آپ کو ابدال میں شمار کیا ہے، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر بغداد میں کوئی ابدال ہوتو وہ ابواسحاق نیشاپوری ہونگے۔

جب آپ کی وفات کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے بیٹے سے دومرتبہ فرمایا کہ پردہ اٹھاؤ، بیٹے نے عرض کیا کہ پردہ تو اٹھا ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے پیاس لگی ہوئی ہے، تو آپ کا بیٹا پانی لے کر آ گیا، آپ نے پوچھا کہ کیا سورج غروب ہوگیا، بیٹے نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے پانی واپس لوٹا دیا اور یہ آیت پڑھی:

”لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ“ (الصافات ۶۱)

ترجمہ: ”ایسی ہی کامیابی کے لئے چاہئے کہ عمل کرنے والے عمل کریں“

اور اسی کے ساتھ آپ کی روح پرواز کرگئی، بدھ کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۸، طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۳۷)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۵ھ:** میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یوسف بغدادی الجوہری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے اور ان کے قریبی ساتھی شمار ہوتے تھے، عبیداللہ بن موسیٰ، ابوغسان مالک بن اسماعیل، معلّٰی بن اسد اور عبدالعزیز الاویسی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، عمر بن شبة النمیری (یہ آپ سے عمر میں بڑے ہیں) ابنِ صاعد، ابنِ ابی حاتم اور محمد بن مخلد العطار رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۶۰)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۵ھ:** میں حضرت ابوبکر احمد بن منصور بن سیار بن معارک الرمادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کی ولادت ۱۸۲ھ میں ہوئی، آپ کو علمِ حدیث میں علم کا سمندر کہا جاتا تھا، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: عبدالرزاق، ابوداؤ دالطیالسی، ہاشم بن القاسم، عبیداللہ بن موسیٰ، اسود بن عامر، عفان، یحییٰ بن ابوبکیر اور ابوعاصم النبیل رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل ہیں: ابنِ ماجہ، اسماعیل القاضی، ابنِ ابی الدنیا، ابوالعباس بن سریج، ابونعیم بن عدی، ابنِ ابی حاتم، محاملی، ابنِ مخلد، محمد بن عقیل البلخی، ابوبکر بن زیاد اور اسماعیل الصفار رحمہم اللہ، اسی طرح آپ کو علمِ حدیث میں بڑا مقام حاصل ہونے کی وجہ سے امام ابوبکر بن ابوشیبہ رحمہ اللہ کے ساتھ برابری کا درجہ دیا جاتا تھا، ابنِ مخلد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت رمادی رحمہ اللہ بیمار ہوتے تو آپ کی شفا اس بات سے ہوتی تھی کہ کوئی آپ سے حضور ﷺ کی احادیث سن لے، ۸۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا، ابراہیم بن اُرمہ رحمہ اللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۹۱، تہذیب الکمال ج ۱ ص ۴۹۵)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۸ھ**: میں حضرت ابوالحسن احمد بن سیار بن ایوب بن عبدالرحمٰن المروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ماوراء النہر (وسطی ایشیا) کے شہر مرو کے مشہور عالم تھے، عفان بن مسلم، سلیمان بن حرب، عبدان بن عثمان، یحییٰ بن بکیر، محمد بن کثیر، اسحاق بن راہویہ اور صفوان بن صالح الدمشقی رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، بخاری، محمد بن نصر المروزی، ابوبکر بن ابوداؤد، ابنِ خزیمہ، محمد بن عقیل البلخی، ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب اور حاجب بن احمد الطوسی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، شافعی مسلک کے بڑے عالم شمار ہوتے تھے، بلکہ بعض حضرات نے علم وعمل میں آپ کو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ساتھ تشبیہ دی تھی، ۷۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۶۱۱، تہذیب الکمال ج ۱ ص ۳۲۶، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۱، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۹۳)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۹ھ**: میں حضرت ابواسحٰق ابراہیم بن منقذ بن ابراہیم بن عیسیٰ الخولانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، عبداللہ بن وہب، ابوعبدالرحمٰن المقرئ اور ادریس بن یحییٰ الزاہد رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابومحمد بن صاعد، ابوالعباس الاصم اور ابوالفوارس احمد بن محمد السندی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۰۴)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۶۹ھ**: میں حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حماد بن ایوب بن موسیٰ الآملی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابرہیم بن عبداللہ بن علاء بن زبر، ابراہیم بن منذر الحزامی، ابوالیمان حکیم بن نافع البہرانی، ربیع بن روح اللاحونی، سعید بن حکم بن ابی مریم اور سعید بن کثیر بن عفیر رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابراہیم بن خزیم الشاشی، احمد بن نصر بن منصور المروزی، ابومحمد بکر بن مسعود بن الرواد بن حسن الفرنکدی، ابوسعید حاتم بن احمد بن محمود الکندی البخاری اور حسین بن اسماعیل المحاملی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (تہذیب الکمال ج ۱۴ ص ۴۳۱، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۶۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۷۰ھ**: میں حضرت ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ بن اسد المروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے، سفیان بن عیینہ، ابومعاویہ الضریر اور معروف الکرخی رحمہم اللہ سے حدیث کی

سماعت کی، قاضی محاملی، محمد بن مخلد، ابوحسین احمد بن المنادی، اسماعیل الصفار، ابوالعباس الاصم اور ابوعوانہ رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۴۸)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۲۷۰ھ**: میں حضرت ابوالفضل عباس بن ولید بن مزید العذری البیروتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کی ولادت جمعہ کی رات رجب کے مہینے میں ۱۶۹ھ میں ہوئی، ولید بن مزید (یہ آپ کے والد ہیں) محمد بن شعیب بن شابور، محمد بن یوسف الفریابی، ابومسہر الدمشقی اور عبدالحمید بن بکار رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِفہرست ہیں، ابوداؤد، نسائی، ابوزرعہ، ابنِ ابی داؤد، ابنِ جوصا، مکحول البیروتی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، ابوعلی الحصائری، خیثمہ بن سلیمان اور ابوالعباس الاصم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، منگل کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۴۷۳، تهذیب الکمال ج ۱۴ ص ۲۵۸، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۹۵)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۲۷۱ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن حماد الطہرانی الرازی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ مشہور شخصیت عبدالرحمٰن بن محمد بن حماد رحمہ اللہ کے والد تھے، اسماعیل بن عبدالکریم الصنعانی، حفص بن عمر العدنی، زکریا بن عدی، ابوعاصم ضحاک بن مخلد، عبدالرزاق بن ہمام، عفان بن مسلم، مکی بن ابراہیم البلخی، یعلیٰ بن عبدالطنافسی اور ابوعلی الحنفی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابنِ ماجہ، احمد بن عبداللہ بن نصر بن بجیر الذہلی، ابوبکر احمد بن عمرو بن جابر الرملی، احمد بن محمد بن ابراہیم بن اسماعیل الغزی، ابوعلی اسماعیل بن حسن العسقلانی، ابوعلی حسن بن احمد بن ہارون الخلال الرملی اور ابومحمد عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن ابوالخنبش الیاقوتی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، جمعہ کی رات عسقلان کے مقام پر وفات ہوئی (تهذیب الکمال ج ۲۵ ص ۹۱، تهذیب التهذیب ج ۹ ص ۱۱۰)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۲۷۲ھ**: میں حضرت احمد بن کعب بن خریم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، اپنے والد کعب بن خریم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، حسن بن حبیب رحمہ اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، دمشق میں وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۵ ص ۱۷۹)

☐......**ماہِ ربیع الآخر ۲۷۷ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ابی العنبس الزہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ ابی عنبس کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: جعفر بن عون اور یعلیٰ بن عبید رحمہما اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوالعباس بن عقدہ، خیثمہ بن سلیمان اور علی بن محمد بن زبیر القرشی رحمہم اللہ، آپ کوفہ کے قاضی تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۹۹)

Idara Ghufran

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۲۸۱ھ**: میں حضرت ابوالقاسم اسحاق بن ابراہیم بن الجبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، منصور بن ابی مزاحم رحمہ اللہ آپ کے استاد اور ابو سہل بن زیاد رحمہ اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۴۳)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۲۸۵ھ**: میں حضرت ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ بن عبدالملک بن مروان بن عبداللہ الناقد البغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، خالد بن خلاشی، فضیل بن عبدالوہاب، احمد بن حنبل رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، محمد بن جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (آپ کے اللہ تعالیٰ پر یقین کا یہ عالم تھا) اگر کوئی آپ سے کہتا کہ اے ابویحییٰ تمہاری کل وفات ہوگی تو ان کے اعمال میں کوئی زیادتی نہ ہوتی، آپ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے اللہ تعالیٰ سے چار ہزار قرآن مجید ختم کرنے کے بدلے میں ایک حورِعین کو خرید لیا، جب میں نے آخری ختم کیا تو میں نے ہاتفِ غیبی سے آواز سنی کہ تم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا میں وہ حورِعین ہوں جس کو آپ نے خریدا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کے کچھ عرصہ کے بعد ان کی وفات ہوگئی، ۲۲/ ربیع الآخر جمعہ کی رات آپ کی وفات ہوئی اور جمعہ کی نماز کے بعد دفن ہوئے (طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۶۱)

□...... **ماہِ ربیع الآخر ۲۸۷ھ**: میں حضرت ابوبکر بن ابی عاصم رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بہت بڑے امام تھے، اور کثرت سے تصانیف کیں، آپ کی ولادت شوال ۲۰۶ھ میں ہوئی، آپ اصبہان کے قاضی تھے، جو کچھ ملتا تھا آپ اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے، فرماتے تھے کہ:

میں جب سے اصبہان کا قاضی بنا ہوں تو میری آمدن چار لاکھ درہم ہوئی، لیکن میں نے ان سے ایک گھونٹ پانی یا ایک لقمے کے برابر کچھ خرچ نہیں کیا اسی طرح میں نے اس میں سے کبھی پہننے کے لباس بھی نہیں خریدا۔

۱۳ سال تک آپ قاضی کے عہدے پر فائز رہے، منگل کی رات آپ کی وفات ہوئی، آپ کی مشہور کتابیں درج ذیل ہیں: ''المسند الکبیر، الآحاد والمثانی، المختصر فی المسند''

ابوالولید الطیالسی، عمرو بن مرزوق، ابوعمر الحوضی، محمد بن کثیر، محمد بن ابوبکر المقدمی، شیبان بن فروخ، ہدبہ بن خالد، محمد بن عبداللہ بن نمیر، ابراہیم بن محمد الشافعی اور یعقوب بن حمید بن کاسب رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ام الضحاک عاتکہ (یہ آپ کی بیٹی ہیں) احمد بن جعفر بن معبد، قاضی ابواحمد العسال، محمد بن اسحاق بن ایوب، عبدالرحمٰن بن محمد بن سیاہ، احمد بن محمد بن عاصم، احمد بن بندالشعار اور محمد بن معمر بن ناصح رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کے بیٹے حکم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۳۵، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۰۱، تاریخِ بغداد ج ۵ ص ۱۰۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۸۸ھ:** میں ابوالقاسم عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کی وفات ہوئی، آپ عباسی خلیفہ المعتضد باللہ کے وزیر تھے، ولادت ۲۲۶ھ میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۹۷)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۹۴ھ:** میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن احمد بن عبدالسلام نیشاپوری الخفاف رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ مصر میں رہتے تھے، احمد بن سعید الرباطی، محمد بن رافع اور محمد بن اسماعیل البخاری رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، ابوعبدالرحمٰن نسائی، محمد بن ابیض، ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی اور ابومحمد عبداللہ بن الورد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، مصر میں آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۸۹)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۹۷ھ:** میں حضرت ابومحمد عبید بن غنام بن قاضی حفص بن غیاث الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ابوبکر بن ابی شیبہ، محمد بن عبداللہ بن نمیر، جبارۃ بن مغلس، علی بن حکیم الاودی اور ابوکریب رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوالعباس بن عقدۃ، یزید بن محمد بن ایاس الموصلی، ابوالقاسم الطبرانی اور ابوبکر عبیداللہ بن یحییٰ الطلحی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کی ولادت ۲۱۱ھ میں ہوئی، ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۵۸)

□......**ماہِ ربیع الآخر ۲۹۷ھ:** میں حضرت ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کا لقب مطین تھا، احمد بن یونس، یحییٰ بن بشر الحریری، سعید بن عمرو الاشعثی، یحییٰ الحمانی اور علی بن حکیم رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوبکر النجاد، ابنِ عقدۃ، طبرانی، ابوبکر اسماعیلی، علی بن عبدالرحمٰن البکائی، علی بن حسان الجدیلی اور ابوبکر بن ابی دارم رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، ۹۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۴۲، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۰۷)

□......**ماہِ ربیع الاول ۲۹۸ھ:** میں حضرت شیخ الاسلام ابوعثمان سعید بن اسماعیل بن سعید بن منصور نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوعثمان الحیری کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۲۳۰ھ میں ہوئی، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: محمد بن مقاتل، موسیٰ بن نصیر، حمید بن الربیع اور محمد بن اسماعیل الاحمسی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوعمرو احمد بن نصر، ابوبکر، ابوالحسن (یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں) ابوعمرو بن مطر اور اسماعیل بن نجید رحمہم اللہ، آپ کی دعا کا قبول ہوجانا لوگوں میں مشہور تھا، گورنر ابوصالح نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۶۶)

Iqra Ghufran

مفتی محمد رضوان

دہلی کا ایک سفر (قسط۲)

دہلی مرحوم جس سے تاریخِ اسلامی کی بہت سی روایات وابستہ ہیں، اور بے شمار یادگار اور متبرک مقامات یہاں واقع ہیں، ان سب پر تو وقت کی تنگی اور مصروفیت کے باعث حاضری نہ ہوسکی، لیکن چند ایک مقامات پر حاضری کا موقع ملا۔

بستی نظامُ الدین میں

مؤرخہ 27 /فروری 2008ء۔19 /صفر 1429ھ بروز بدھ بستی نظامُ الدین میں حاضری ہوئی۔

بستی نظامُ الدین دراصل اس وقت دہلی شہر کا حصہ ہے، اگرچہ اس کو نئی دہلی کہا جاتا ہے، لیکن کسی زمانے میں یہ ایک بستی کی شکل میں تھی، اور حضرت نظامُ الدین اولیاء رحمہ اللہ کی خانقاہ وقیام گاہ بھی یہیں تھی، اور اسی نسبت سے آج تک اس علاقہ کا نام ''بستی نظامُ الدین'' پڑا ہوا ہے۔

اس علاقے میں حضرت نظامُ الدین اولیاء، امیر خسرو، خواجہ بختیار کاکی، نصیر الدین چراغِ دہلی رحمہم اللہ اور چند دیگر بزرگوں کے مزارات واقع ہیں، اور اسی علاقہ میں حضرت نظامُ الدین اولیاء کے مزار کے قریب عالمی تبلیغی جماعت کا مرکز نظامُ الدین بھی واقع ہے۔

مرکز نظامُ الدین کے صدر دروازے کے سامنے والی گلی میں القریش مسجد کے قریب ہمارے ماموں زاد بھائی جناب حکیم محمد افضال صاحب آج کل رہائش پذیر ہیں۔ [۱]

جن کا مرکز نظامُ الدین اور تبلیغی جماعت سے گہرا تعلق ہے، اور وہ آج کل تبلیغی جماعت کی ضروریات سے متعلق بعض اشیاء کو تیار اور فروخت کرتے ہیں، مثلاً ٹوپیاں، چرمی موزے، سلیپنگ بستر، اور سفری مچھر دانی؛ انہوں نے اپنی کوششوں سے ایک ایسی سفری مچھر دانی تیاری کی ہے جو بند ہونے کے بعد بالکل مختصر سے رول کی شکل میں محدود ہو جاتی ہے، اور سفر وحضر میں ساتھ رکھنے اور لانے لیجانے میں بوجھ ودقت محسوس نہیں ہوتی۔

---

[۱] بعض حضرات سے معلوم ہوا کہ اس علاقہ کا قدیمی نام غیاث پور ہے، جس کا کچھ تذکرہ ہمایوں کے مقبرے کے ضمن میں آگے آتا ہے۔ محمد رضوان

یہاں قیام کے دوران حضرت نظامُ الدین اولیاء کے مزار پر حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف بھی حاصل ہوا حضرت نظامُ الدین اولیاء دراصل سلسلۂ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے، اور حضرت بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے خلیفہ وجانشین تھے، اور حضرت خواجہ قطبُ الدین صاحب رحمہ اللہ برصغیر میں سلسلۂ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ معینُ الدین اجمیری رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے۔

شیخ نظامُ الدین اولیاء کا اصل نام سید محمد ہے، اور آپ سلطانُ المشائخ اور محبوبِ الٰہی کے لقب سے مشہور ہیں، آپ کی ولادت اکتوبر 1238ء کو بدایوں کے مقام پر ہوئی، بدایوں اور دہلی میں ظاہری وباطنی علوم حاصل کرنے کے بعد پاکپتن حضرت بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی عبادت وریاضت اور روشن ضمیری کی بناء پر صرف 23 سال کی عمر میں 1261ء عیسوی کو اپنے شیخ کی طرف سے خلافت اور دہلی کی نیابت سے سرفراز ہوئے، دہلی میں پہنچ کر آپ نے بستی نظامُ الدین اولیاء میں سکونت اختیار کی، جو اس زمانے میں قصبہ غیاث پور کے نام سے مشہور تھا، آپ کی قیام گاہ چند ہی دِنوں میں مرجعِ خلائق بن گئی۔

حضرت سلطانُ المشائخ نے دہلی کے تین مسلمان حکمران خاندانوں کا زمانہ پایا ہے، یعنی خاندانِ غلاماں، خاندانِ خلجی اور خاندانِ تغلق (تینوں خاندانوں کے تقریباً سات بادشاہ آپ کے معاصر ہوئے ہیں) یہ نسبت بھی آپ کے لیے ایک عظیمُ الشان اہمیت رکھتی ہے۔

آپ کی ذات میں کچھ ایسی کشش وجاذبیت تھی کہ علماء، صوفیاء، مؤرخین اور شعراء سب ہی آپ کے گرویدہ تھے، چشتی روایات کے مطابق آپ شاہی دربار اور سیاسی معاملات سے عملی طور پر الگ تھلگ رہے، آپ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے بانی قرار پائے، جو سلسلۂ صابریہ کی طرح سلسلۂ چشتیہ کی ایک شاخ ہے۔

سلطان علاؤالدین خلجی جن کا شمار تاریخِ عالَم کے عظیمُ المرتبت فرمانرواؤں میں ہوتا ہے، اس کا لڑکا جس کا نام خضر خان تھا، وہ حضرت خواجہ نظامُ الدین اولیاء کا مرید تھا، اس نے حضرت خواجہ صاحب کی زندگی ہی میں ان کے مدفن کے لیے ایک عالیشان گنبد تعمیر کروایا، لیکن خواجہ صاحب نے طبیعت کی سادگی اور شریعت کی پابندی کی وجہ سے اس میں اپنے جسدِ خاکی کو دفنانے کی ممانعت کردی، جس پر اس شہزادے نے اس کے دونوں طرف کمرے بنوا کر اُسے مسجد میں تبدیل کردیا، جو مسجد جماعت خانہ کے نام سے مشہور ہوئی،

بعد میں اس مسجد کے صحن میں حضرت خواجہ نظامُ الدین کو دفن کیا گیا، اوران کے مزار پر بعد میں ایک گنبد تعمیر کیا گیا (تاریخ پاک وہند، صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹، مصنفہ: محمد عبداللہ ملک)

مگر حضرت سلطانُ المشائخ کے مزار پر دیگر بے شمار مزارات کی طرح بدعات کا بازار گرم پایا، یہ اس دَور کا بہت بڑا المیہ ہے کہ اولیائے کرام کی تعلیمات وہدایات کو اپنانے اور اختیار کرنے کے بجائے آج کل عوام کا بڑا طبقہ ان حضرات کی نِری تعظیم اور بے جا عقیدت کو ہی اپنے لیے دنیا وآخرت کی نجات کا اصل سرمایہ سمجھتا ہے، اور پھر اس تعظیم وعقیدت میں بھی شریعت کی حدود کو پھلانگ کر بسا اوقات شرک وضلالت تک پہنچ جاتے ہیں، ورنہ کم از کم بدعت سے تو کم کسی درجے پر تو ٹھہرتے نہیں۔

نظامُ الدین مرکز میں حاضری

حکیم محمد افضال صاحب کے یہاں قیام کے دوران مرکز نظامُ الدین میں جمعہ کی نماز سمیت کئی دیگر نمازوں کے لیے بھی حاضری ہوتی رہی۔

اور حکیم محمد افضال صاحب کے توسط سے مرکز کے مخصوص احباب اور مرکز کے قریب چند کاروباری حضرات سے ملاقات کا موقع ملا۔

یہ مرکز دراصل دنیا بھر میں تبلیغی کام کا بنیادی مرکز ہے، اسی مرکز میں رہ کر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ (بانیٔ تبلیغی جماعت) نے تبلیغی کام کی بنیاد ڈالی، اور تبلیغی کام کے مرکز کی حیثیت سے اس کا انتخاب فرمایا۔

اس مسجد کا قدیمی نام بنگلے والی مسجد معروف ہے۔

اس وقت نظامُ الدین میں واقع تبلیغی مرکز تہ خانہ (Base Ment) سمیت پانچ منزلہ عمارت میں قائم ہے۔

لوگوں کے رش اور ہجوم کے باعث مرکز کی یہ جگہ تنگ پڑ رہی ہے، بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ مرکز کے متصل ایک وسیع جگہ مرکز کے لیے فراہم کر لی گئی ہے، جو اُمید ہے کہ جلد ہی مرکز کی عمارت میں شامل کر لی جائے گی۔

مرکز نظامُ الدین میں کیونکہ تبلیغی کام کے نظم ونسق کے اُمور اہلِ علم حضرات سے متعلق ہیں، اور آج کل مولانا زبیر صاحب اور مولانا سعد صاحب تبلیغی مرکز کے اہلِ حل وعقد میں شمار ہوتے ہیں، اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ (بانیٔ تبلیغی جماعت) کی جو آخر وقت تک خواہش تھی کہ یہ کام اہلِ علم

حضرات کی سرپرستی میں انجام پائے؛ اس پر کسی نہ کسی درجے میں عمل ہے۔

اور اسی لیے دیگر ملکوں (خصوصاً یہاں) کے مقابلے میں کسی حد تک ہندوستان کی تبلیغی جماعت کے حلقوں میں علمائے کرام کی عظمت اور قدرومنزلت کا عنصر زیادہ نمایاں ہے، جس کی بعض دیگر ممالک میں کافی حد تک کمی نظر آتی ہے۔

ہمایوں کے مقبرہ (Humayun Tomb) پر

مؤرخہ 27/فروری 2008ء۔19/صفر 1429ھ بروز بدھ بعد عصر ہمایوں کے مقبرے پر جانا ہوا۔

یہ مقبرہ مرکز نظامُ الدین کے قریب تھوڑے فاصلے پر ہی واقع ہے۔

مقبرے کی یہ عمارت انتہائی حیرت انگیز اور پُرفضا ہے اور سُنا گیا ہے کہ بعض جہات سے یہ مقبرہ آگرے کے تاج محل پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس مقبرے میں ہمایوں بادشاہ کے علاوہ، داراشکوہ بھی مدفون ہے۔

یہ مقبرہ عہدِ اکبری کے ابتدائی دَور کی اہم ترین اور مشہور عمارات میں شمار کیا جاتا ہے، جسے ہمایوں کی بیوی اور اکبر کی سوتیلی والدہ حاجی بیگم نے اپنی نگرانی میں تعمیر کرایا تھا۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ 1556ء۔963ھ میں دلی میں میرک مرزا غیاث کی نگرانی میں ہمایوں بادشاہ کے مقبرے کی تعمیر کا آغاز ہوا، جو اس وقت جمنا کے کنارے تھا، 8 سال خرچ ہوکر 1565ء میں یہ عمارت مکمل ہوئی۔

اس مقبرے کی کُرسی 22 فٹ بلند ہے، اور پختہ کرسی کے اردگرد قرآن خوانی کے لیے چھوٹے چھوٹے حجرے بنے ہوئے ہیں، نیز قبر کے چاروں طرف مسقّف برآمدے بھی ہیں، اور عمارت کے چاروں کونوں پر مینار ہیں۔

ہمایوں کی اصل قبر کے اوپر ایک بلندو بالا گنبد ہے، جس کے کندھے پہلوانوں کی طرح اُبھرے ہوئے ہیں، باہر سے یہ گنبد کافی بلند نظر آتا ہے، لیکن اندر سے اس گنبد کی دوہری تہہ ہے، جس وجہ سے اندر سے اونچائی کا احساس نہیں ہوتا (ملاحظہ ہو: تاریخ پاک وہند صفحہ ۶۳۲؛ مصنفہ: محمد عبداللہ ملک)

ہمایوں کے مقبرہ سے متصل بیرونی احاطے میں سلطان معزُ الدین کیقباد کے دَور میں تعمیر شدہ محل کے کھنڈرات بھی موجود ہیں۔

Idara Ghufran

معزُ الدین کیقباد نے یہاں بہت شاندار محل اور شاہانہ انداز کا عالی شان باغ بنایا تھا جو کہ اُس وقت دریائے جمنا کے کنارے تھا اور اسے اپنا دارُ السلطنت بنا دیا تھا، اس وقت اس علاقے کو کیلوکھڑی اور اس محل کو قصرِ معزی کہا جاتا تھا۔

معزُ الدین کیقباد دراصل سلطان غیاثُ الدین بلبن کی (1287ء میں) وفات کے بعد اس کی وصیت کے برعکس ''کیخسرو'' کے بجائے تخت نشین ہوا تھا، معزُ الدین کیقباد ''بغرا خان'' کا بیٹا تھا، اور تخت نشینی کے وقت ۱۸ سال کا ایک ناتجربہ کار انسان تھا، خودغرض درباریوں نے اس کی نوعمری سے فائدہ اُٹھا کر اُسے عیش ونشاط کے غلط راستے پر لگا دیا تھا، اور خود اُس کی آڑ میں سیاہ سفید کے مالک بن بیٹھے تھے۔

کیلوکھڑی کے محل میں کیقباد شب وروز شراب وکباب کے نشے میں مَست رہنے لگا، اور بالآخر فالج کا شکار ہوا، اس دوران تُرک اُمراء نے اُس کے تین سالہ شیر خوار بیٹے ''کیومرث'' کو تخت نشین کرلیا تاکہ اختیارات تُرکوں ہی کے ہاتھ میں رہیں، اور حالات ایسے پیدا ہوئے کہ کیقباد اپنے محل میں بے یار ومددگار بسترِ مرگ پر پڑا تھا اور کسی کو اس کے علاج تک کی فکر نہ تھی؛ 1290ء کے آغاز میں ایک روز کسی خلجی سپاہی نے اُسے ٹھوکریں مار مار کر ختم کر دیا اور اسی کے بستر کی چادر میں لپیٹ کر دریائے جمنا کی لہروں کے سپرد کر دیا۔

کیومرث کی حکومت کا ڈھونگ چند روز باقی رہا، حتیٰ کہ جلالُ الدین فیروز خلجی (جو کہ سلطان غیاثُ الدین بلبن کے معتمَد اُمراء میں شمار ہوتا تھا اور معزُ الدین کیقباد کے دَور میں وزیرِ دفاع کے عہدے پر متعین تھا) نے تختِ شاہی پر قبضہ کر کے خاندانِ غلاماں کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا اور خاندانِ خلجی کی بنیاد رکھی (ملاحظہ ہو: تاریخ پاک وہند صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۷، ۱۵۲؛ دلّی کے تاریخی مقامات صفحہ ۱۲۱ و ۱۶۵؛ مصنفہ: صوفی خلیق احمد انجم)

سلطان جلالُ الدین فیروز خلجی نے معزالدین کیقباد کے بنائے ہوئے محل میں سکونت اختیار کی اور معز الدین کیقباد کی نامکمل عمارتوں کو مکمل کیا، اس محل کے سامنے اور دریائے جمنا کے کنارے نیا باغ بنایا، اور وہاں عمارتیں بنائیں، مسجد اور بازار کی بنیاد رکھی، بعد میں اس کو شہرِ نو کے نام سے موسوم کیا، سلطان جلالُ الدین کے تاج پوشی کی رسم اسی محل میں ادا کی گئی اور سلطان تقریباً ایک سال تک یہاں مقیم رہا اور بعد میں اُس وقت کے شہرِ دہلی میں منتقل ہو گیا (ملاحظہ ہو: تاریخ پاک وہند صفحہ ۱۵۲؛ دلّی کے تاریخی مقامات صفحہ ۱۰۱ و ۱۲۲)

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سلطان جلالُ الدین خلجی کے دَور میں چنگیز خان (جو تاریخِ عالم میں قہرِ الٰہی

Idara Ghufran

کے نام سے مشہور تھا) کے نواسے ''الغوخان'' نے بہت بڑی فوج کے ساتھ دلّی پر حملہ کیا تھا، جلالُ الدین خلجی کی فوج نے منگولوں (جن کو بعد میں مغلوں کا نام دیا گیا) کا ڈٹ کر ایسا مقابلہ کیا کہ بڑی تعداد میں ان کے فوجی مارے گئے، اور شکست کھا گئے، الغوخان چار ہزار مغل عورتوں اور بچوں کے ساتھ سلطان جلالُ الدین خلجی کی پناہ میں آ گیا اور اسلام قبول کرلیا۔

سلطان جلالُ الدین خلجی نے الغو کو اپنا داماد بنالیا۔

سلطان جلالُ الدین نے الغوخان اور تمام مغل اُمراء کو غیاث پور میں حضرت نظامُ الدین اولیاء کے مقبرے کے قریب آباد کیا جہاں ان لوگوں نے عالیشان عمارتیں اور گھر بنائے اور اس جگہ کا نام مغل پورہ رکھا گیا

(دلی کے تاریخی مقامات صفحہ ۱۰۱، ۱۲۳، ۱۶۶)

مرزا غالب کے مزار پر

تبلیغی مرکز نظامُ الدین کے صدر دروازے کے سامنے کی طرف تھوڑا سا مغربی سمت میں عرس محل کے نام سے ایک قدیم عمارت قائم ہے، جس میں بعض لوگ وقتاً فوقتاً مشاعرہ کی محفلیں منعقد کرتے رہتے ہیں۔

اس محل کے اندر مغربی سمت میں مشہور شاعر مرزا غالب کا مزار ہے، جس پر فاتحہ خوانی کا موقعہ حاصل ہوا۔

دہلی کے چڑیا گھر میں

مؤرخہ 28 /فروری 2008ء۔20 /صفر 1429ھ بروز جمعرات صبح 10 بجے کے لگ بھگ دہلی کے چڑیا گھر میں جانوروں کو بنظرِ عبرت دیکھنے کے لیے جانا ہوا۔

چڑیا گھر کے مین گیٹ سے باہر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے مستقل اور مسلسل ہدایات اور ٹکٹ وغیرہ کے بارے میں ضروری معلومات کا اعلان ہوتا ہوا سُنائی دیا، مثلاً:

کتنی عمر کے افراد اور بچوں کے لئے ٹکٹ کی کتنی رقم مقرر ہے اور اندر داخل ہونے والوں کے لئے کن کن چیزوں کی پابندی ضروری ہے اور اوقاتِ کار کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اُس وقت چڑیا گھر میں لوکل لوگوں کے داخلے کا ٹکٹ 10 روپیہ اور مخصوص عمر کے بچوں کا ٹکٹ 5 روپیہ مقرر تھا؛

چڑیا گھر کے اندر صفائی کا معیاری انتظام دیکھنے میں آیا، اور سیاحوں کی خاطر اندرونی راستوں میں رہنمائی کے لئے تیر سے راستوں پر نشانات بنے ہوئے بھی نظر آئے، جن کے واسطہ سے چڑیا گھر میں گھومنے میں

سہولت رہتی ہے؛ نیز چڑیا گھر کے اندر تفریح کرانے کے لیے مخصوص قسم کی کُھلی گاڑیاں بھی موجود تھیں جو مخصوص رقم کے عوض چڑیا گھر میں گُھمانے میں مصروف تھیں۔

چڑیا گھر میں کوئی کھانے پینے کی چیز لے جانا اور جانوروں کو ڈالنا منع ہے، اسی طرح کوئی نشہ آور چیز یہاں تک کہ سگریٹ وغیرہ اندر لے جانے کی اجازت نہیں تاکہ چڑیا گھر کے جانور ہر قسم کی مضر اور نقصان دہ چیزوں سے محفوظ رہیں۔

چڑیا گھر کے علاوہ دیگر تفریح گاہوں (Monuments) کے بارے میں بھی بہتر نظم وضبط کا علم ہوا۔

عمدہ تفریح گاہیں کسی بھی ملک اور وہاں کے باشندوں کے لئے سیاحوں کی آمدورفت کی وجہ سے بہت بڑی آمدنی کا ذریعہ ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ سیاحوں کے رجوع اور توجہ ودلچسپی کے لئے تفریح گاہوں کا انتظام اور آثارِ قدیمہ کا تحفظ اور ان کو خوبصورت ومزین کرنا اور لوگوں کے سامنے ان سے متعلق معلومات کی تشہیر و فراہمی یہ سب چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

کچھ مقامات کا خود مشاہدہ کرنے اور کچھ وہاں کے معتبر باشندوں سے بات چیت کرنے، یا ان سے متعلق پمفلٹ اور اخبارات وغیرہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ دہلی شہر میں کافی تعداد میں تفریح گاہیں تیار کی گئی ہیں، اور قدیم تفریح گاہوں کو مزین وخوبصورت بنانے کے لئے بھی کافی جدوجہد سے کام لیا گیا ہے، خاص طور پر چند ایک پُرانے دور کے باقیات وآثارِ قدیمہ کو مزین کرنے اور ان کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے۔[۱]

اور سرکاری وغیر سرکاری سطح پر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ سے شہر کی تفریح گاہوں اور چند ایک آثارِ قدیمہ کی تشہیر اور ان کی نمائش پر بھی کافی زور دیا گیا ہے۔

پھر تفریح گاہوں اور ان آثارِ قدیمہ کو خراب ہونے سے بچانے اور ان کو سیاحوں کی غیر ضروری دسترس سے باز رکھنے کے لئے معقول سیکورٹی مقرر کی گئی ہے، جو ہر تفریح گاہ میں اس کی شان کے مطابق داخل ہونے والوں کی نگرانی کرتی ہے۔

اس قسم کی باتوں کی ھدایات تحریری طور پر مین دروازوں پر لگا دی گئی ہیں۔

---

[۱] لیکن ظاہر ہے کہ بھارت کی موجودہ حکومت ہندوؤں پر مشتمل ہے، اس لیے دہلی میں مسلمانوں کی طویل تاریخی داستان کی عکاسی کرنے والے بہت سے متبرک مقامات ومقابر اور آثار کا نہ تو کہیں کوئی تعارف کا اہتمام ہے اور نہ ہی موجودہ نسل کو ان باقیات کا کوئی علم ہے۔

Idara Ghufran

جامع مسجد دہلی میں حاضری

مؤرخہ 4 / مارچ 2008ء۔۲۵/صفر ۱۴۲۹ھ بروز منگل دہلی کی جامع مسجد میں حاضری ہوئی، اور ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا موقع حاصل ہوا۔

جامع مسجد (Jama Masjid) جو شاہجہاں کے دور میں لال قلعہ کی مغربی سمت میں قریب ہی ایک پہاڑی پر 1650ء۔۱۰۶۰ھ میں تعمیر کی گئی۔

جامع مسجد کی عمارت کی تاریخِ تکمیل ان الفاظ سے تعبیر کی گئی:

''قبلۂ حاجات آمد مسجد شاہجہاں''

۱۰۶۰ھ

مسجد کے سامنے کے سِروں پر چالیس میٹر کی بلندی والے مینار واقع ہیں، جو کہ دہلی کا طائرانہ نظارہ پیش کرتے ہیں، اس کے ایک مینار کو عوام کی آمدورفت کے لئے کھولا گیا ہے، جس کے لئے اس وقت دس روپے کا ٹکٹ جاری کیا جاتا ہے۔

شاہجہاں کا دَور مغلیہ فنِ تعمیر کے انتہائی عروج وارتقاء کا دَور شمار کیا جاتا ہے، شاہجہاں کے دَور میں مغلیہ فنِ تعمیر منتہائے کمال کو پہنچا ہوا نظر آتا ہے۔

شاہجہاں کے عہد کے فنِ تعمیر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس دَور کی عمارات میں نفاست، پاکیزگی اور محبت جھلکتی نظر آتی ہے؛ شاہجہاں کو بجاطور پر عمارات کا شہزادہ اور انجینیئر بادشاہ کہا جاتا ہے؛ مؤرخین نے عہدِ شاہجہانی کو فنِ تعمیر کا سُنہری زمانہ کہا ہے، بلکہ اُس عہد میں فنِ تعمیر کا معیار ہر اعتبار سے بلند اور اپنی نزاکت وباریکی اور مضبوطی کی وجہ سے ضربُ المثل ہوگیا تھا۔

دہلی کی یہ جامع مسجد عہدِ شاہجہاں کی وجاہت اور شان وشوکت کی مظہر ہے، اور اپنی بلندی، نفاستِ تعمیر اور تعمیراتی حسن وتناسب کے لحاظ سے ایک پُرشکوہ اور مغلیہ عہد کے ذوقِ تعمیر کا یگانۂ روزگار شاہکار ہے۔

یہ مسجد دوسوفٹ لمبی اور ایک سوبیس فٹ چوڑی ہے، مسجد میں سُرخ پتھر بکثرت استعمال کیا گیا ہے، اندرونی حصے میں سنگِ مَرمَر کا استعمال کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو: تاریخ پاک وہند صفحہ ۵۳۲، ۵۳۴، ۶۳۴)

لال قلعہ (Red Fort) میں

مؤرخہ 5 / مارچ 2008ء ۲۶/صفر ۱۴۲۹ھ بروز بدھ دہلی کے مشہور تاریخی لال قلعہ میں جانے کا موقعہ

حاصل ہوا۔ دہلی کا یہ لال قلعہ شہابُ الدین محمد شاہجہاں بادشاہ کے دور میں 1639ء۔۱۰۴۸ھ میں تعمیر کیا گیا قلعہ کی لمبائی ۳۲۰۰ فٹ اور چوڑائی ۱۶۰۰ فٹ بیان کی گئی ہے۔ یہ قلعہ سرخ رنگ کے پتھروں سے بہت مضبوط طریقہ پر تعمیر کیا گیا تھا، اس قلعے کی پاکیزہ اور طرح طرح کی فرحت بخش عمارتیں اور نشیمن اور عظیمُ الشان ایوان کسی دَور میں ایک دلرُبا نظارہ پیش کرتی تھیں، جس کے اَثرات آج بھی محسوس ہوتے ہیں اور اس دَور کی یاد دِلاتے ہیں، اس قلعے کے گرد ایک چوڑی خندق ہے، جس میں اس وقت تو پانی نہیں ہے، لیکن کسی دَور میں یہ صاف شفاف پانی سے بھری ہوئی ہوتی تھی، اور اس میں تیرتی ہوئی مچھلیاں اس خندق کے نظارے کو دوبالا کرتی تھیں، اس قلعے کے مشرقی جانب کسی دَور میں جمنا کی ایک نہر بہتی تھی، جو اس شاہی محل ''لال قلعہ'' میں داخل ہوکر قلعے کے تالابوں اور حوضوں کو بھرتی اور باغوں کو شاداب کرتی اور فواروں کے راستے سے باہر نکل کر عجیب وغریب منظر پیش کرتی تھی، مگر اب قلعہ کے ساتھ نہر کا وجود نہیں رہا، تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ لال قلعہ کی تعمیر مکمل ہونے میں آٹھ سال کا عرصہ خرچ ہوا تھا۔

قلعہ کے دیوانِ خاص کی پیشانی پر سعدُ اللہ خان چنیوٹی کا یہ شعر کندہ ہے:

اگر فردوس بَر روئے زمین است — ہمیں است وہمیں است وہمیں است

(ملاحظہ ہو: تاریخ پاک وہند صفحہ ۵۳۴،۶۳۴)

لال قلعہ کے اندر بہت پُرانی ایک مسجد بھی واقع ہے، جس کا نام تاریخ میں ''موتی مسجد'' ملتا ہے، یہ مسجد سنگِ مَرمَر سے تعمیر کی گئی ہے، اسے اورنگزیب عالمگیر نے تعمیر کرایا تھا اور پانچوں نمازیں سنتیں اور نفلیں عالمگیر اس میں ادا کیا کرتے تھے (دلّی کے تاریخی مقامات صفحہ ۱۷۱)

معلوم ہوا کہ پہلے تو یہ مسجد نمازیوں کے لیے کُھلی رہتی تھی، مگر اس وقت بند تھی۔

دہلی میں ٹورسٹ (Tourist) بسیں

دہلی کے لال قلعہ کے قریب پہنچ کر ایسی بہت سی بسیں کھڑی ہوئی نظر آئیں، جن پر ''ٹورسٹ'' لکھا ہوا تھا، اور دہلی میں قیام اور آمدورفت کے دوران جگہ جگہ روڈوں پر بھی یہ بسیں گزرتی ہوئی نظر آئیں، تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ دہلی شہر کی تفریح گاہوں میں سیر وتفریح کرانے کے لئے سیاحوں کی خاطر ٹورسٹ بسیں بڑی تعداد میں چلتی ہیں، جو کہ ہر مسافر سے ایک مخصوص کرایہ کی مقدار وصول کر کے مختلف سیر گاہوں میں سیر کراتی ہیں، تفریح گاہوں کے پورے کوائف ٹورسٹ بسوں والوں کی طرف سے چھپے ہوئے لوگوں کو

پیش کیے جاتے ہیں، جن میں تفریح گاہوں سے متعلق ضروری درجہ کی تاریخی اور دیگر معلومات درج ہوتی ہیں۔

ان بسوں میں ملکی باشندوں کے علاوہ غیر ملکیوں کی بھی بہت بڑی تعداد سیر وتفریح کرتی ہے، اور سرکاری و غیر سرکاری سطح پر آمدنی کا یہ ایک معقول ذریعہ ہے، اور سیاحوں کی سہولت کا اچھا انتظام ہے۔

ریلوے کا نظام

عوامی دنیا میں ریل کا سفر دوسرے ذرائع کے مقابلہ میں آرام دہ اور بہتر شمار کیا جاتا ہے، اگر اس محکمہ کی کارگذاری بہتر ہو اور بروقت مسافروں کو اپنی منزلوں تک پہنچنے کی سہولت میسر ہو تو بسوں وغیرہ کے مقابلہ میں ریل کے سفر کو ہی عام طور پر لوگ ترجیح دیتے ہیں۔

مختلف ذرائع سے معلوم ہوا کہ بھارتی ریلوے کا محکمہ مسافروں کو بہت سی سہولیات فراہم کر رہا ہے، بچوں کے علاوہ ساٹھ سال سے زائد عمر کے افراد کے ٹکٹ کے نرخوں میں مخصوص مراعات رکھی گئی ہیں، اور غریبوں کے لئے مستقل ریلیں چلائی گئی ہیں، اور حال ہی میں عام ٹکٹوں کے نرخوں میں کمی کی گئی ہے، اور مزید کئی نئی ریلیں شروع کی گئی ہیں۔

ہندوستانی ریلوے کے محکمے نے کوشش کی ہے کہ ٹریک اور لائنوں کے معیار کو بہتر رکھا جائے، ملک کے ہر حصے تک ریل کے سفر کو پہنچایا جائے اور ممکنہ حد تک ڈبل ٹریک بچھائے گئے ہیں تاکہ بیک وقت دونوں اطراف سے ٹرینیں بلاخطر گزر سکیں اور ایک کو دوسرے کے انتظار میں کہیں ٹھہرنا نہ پڑے اور اس کی وجہ سے ٹرینیں اپنے مقررہ وقت سے مؤخر نہ ہوں۔

ہندوستان میں مال گاڑیوں کا نظم بھی اچھا معلوم ہوا، جس کی وجہ سے سرکاری وغیر سرکاری سطح پر مال کی نقل و حمل کے سلسلہ میں ریلوے کو مقبولیت حاصل ہے۔

نیز وہاں کے جن ریلوے اسٹیشنوں پر جانا ہوا، تو وہاں مسافروں کو سنوانے کے لئے لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ سے ہونے والے اعلانات سے اندازہ ہوا کہ اُن کا ساؤنڈ سسٹم بہت بہتر ہے کہ اسٹیشن کے کسی بھی حصے پر موجود شخص کو اعلان کی مکمل گفتگو صاف سُنائی دیتی اور سمجھ آتی ہے۔

پتہ چلا کہ ہندوستان اپنی بہتر کارکردگی کی وجہ سے ریل کے معیاری ڈبے اور دیگر متعلقہ اشیاء خود تیار کر رہا ہے۔ اور ریلوے کا محکمہ اس وقت خسارے سے محفوظ ہو کر حکومت کے لئے فائدہ کا باعث بن رہا ہے؛ اور

یہ محکمہ حکومت کو خاطر خواہ منافع فراہم کر رہا ہے۔

دہلی میں ٹریفک (Traffic) کا نظام

مختصر قیام اور مشاہدے کے دوران دہلی میں ٹریفک کا نظام قدرے بہتر نظر آیا، تقریباً ہر چوک میں الیکٹرک اشارے نصب تھے، اور جتنے اشاروں سے گزرنا ہوا تقریباً تمام اشارے چالو حالت میں تھے۔ بجلی نہ ہونے یا اشارہ خراب ہونے کی کوئی شکایت نظر نہیں آئی۔ ظاہر ہے کہ اگر اشارے چل رہے ہوں تو ٹریفک کا نظم بہتر طریقہ پر چلتا ہے، اور اشارہ نہ چلنے کی صورت میں کئی پولیس والوں کی موجودگی کے باوجود بھی ٹریفک کا نظام قابو میں نہیں آتا۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ گاڑیوں کی پارکنگ کے لئے حکومت کی طرف سے مناسب جگہیں فراہم کی گئی ہیں، اور سخت قانون کے باعث عموماً لوگ غلط جگہ گاڑیوں کو پارک کرنے سے گریز کرتے ہوئے نظر آئے۔

دہلی میں موٹر سائیکل چلانے اور پیچھے بیٹھے ہوئے دونوں افراد کے لئے ہیلمٹ پہننے کے قانون پر سختی ہے، یہی وجہ ہے کہ بڑی گزرگاہوں پر کوئی موٹر سائیکل سوار ایسا نظر نہیں آیا جو ہیلمٹ کے بغیر ڈرائیونگ کر رہا ہو، یا پیچھے بیٹھا ہوا ہو۔

ہمارے خالہ زاد بھائی جناب شمشیر احمد صاحب نے بتلایا کہ دہلی میں ٹریفک کے محکمہ کی طرف سے ایک سہولت یہ دی گئی ہے کہ گاڑی کی پوری کاپی اور کاغذات کو ساتھ لے کر پھرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ حکومت کی طرف سے اس کے لئے ایک مختصر سا کمپیوٹرائزڈ کارڈ جاری کر دیا گیا ہے، جس میں گاڑی کی ملکیت اور ضروری معلومات موجود ہیں، انہوں نے اپنی موٹر سائیکل کا یہ کارڈ بھی مجھے دِکھلایا۔

میٹرو ٹرین کے علاوہ تقریباً دہلی کے اکثر حصوں کے لئے حکومت کی طرف سے سرکاری بسیں بھی چلتی ہوئی نظر آئیں، جن پر واضح انداز میں مخصوص نمبرز درج تھے، اور وہ اپنے اپنے مخصوص علاقوں کے لیے رواں دواں تھیں، ان بسوں کے ذریعہ سے بے شمار لوگ سفر کرتے ہیں، ان بسوں کے ٹھہرنے کے لیے شہر میں جگہ جگہ راستوں کے متصل اسٹاپ بنے ہوئے ہیں، عام طور پر بسیں ان مخصوص اسٹاپوں پر ہی آ کر ٹھہرتی ہیں، اور تقریباً ہر اسٹاپ پر محدود چھت بنا کر اس کے نیچے مخصوص نشستیں بھی مسافروں کے بیٹھنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ دہلی شہر کے تقریباً ہر حصے میں آٹو رکشہ بھی چلتے ہیں جن میں حکومت کے قانون کے مطابق میٹر لگے ہوئے ہیں، اگرچہ خود سے عام طور پر لوگ رکشہ والوں سے بھاؤ تاؤ طے کر کے چلتے ہیں، لیکن کوئی

میٹر سے سفر کرنا چاہے تو اس سے رکشہ والوں کو انکار نہیں ہوتا۔ میٹر کے ایک حصہ میں کلومیٹر کی مقدار اور دوسرے حصہ میں رقم کی مقدار دکھائی دیتی ہے۔ اس طریقۂ کار میں عوام کے لئے بڑی سہولت ہے۔

آٹو رکشہ کے علاوہ دہلی شہر میں بہت کثرت سے سائیکل رکشہ بھی موجود ہیں، سائیکل رکشہ میں عام طور پر لوگ مختصر سفر طے کرتے ہیں، اور ہر طبقہ کے امیر وغریب لوگ سائیکل رکشہ سے سفر کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

ٹیکسیاں دہلی شہر میں کم تعداد میں دیکھنے میں آئیں۔

بہر حال وہاں مجموعی طور پر ٹریفک کا نظام قدرے بہتر معلوم ہوا۔

معاشی حالات (Economical Circumstances)

ہندوستان میں عوام کی غربت کا مسئلہ تو کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں اور انتہائی غریب درجے کے لوگوں کی بھی بہت بڑی تعداد وہاں آباد ہے۔

اور تعلیم یافتہ طبقے کا تناسب بھی کچھ زیادہ نہیں۔

دہلی کے مختلف مقامات مثلاً جامع مسجد کے بیرونی احاطہ وغیرہ میں ایسے غریبوں کی بڑی تعداد نظر آئی کہ جنہوں نے کھلے میدان میں اپنے رہنے سہنے کا ڈیرہ لگایا ہوا تھا، ان کے بارے میں معلوم ہوا کہ رات دن یہ لوگ یہیں رہتے ہیں۔

بارش وغیرہ کے وقت نہ جانے کس طرح گزارہ کرتے ہوں گے۔

لیکن ہمارے میزبان محمد اعظم صاحب کے بقول کیونکہ ہندوستان ایک بڑا ملک ہے، اس کے باوجود مجموعی رقبے اور آبادی کے تناسب کو دیکھتے ہوئے معاشی اور تعلیمی حالات پہلے کے مقابلے میں اب بہترائی کی طرف جارہے ہیں اور سرکاری وملکی خزانہ کے اعتبار سے تو حالات بہت بہتر ہیں، اور اس کی ایک بنیادی وجہ سرکاری وغیر سرکاری سطح پر معاشی اعتبار سے بہتر کارکردگی ہے۔

اس وقت تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ کے لئے حوصلہ افزا کاروباری ومعاشی ذرائع تیزی سے مہیا کیے جارہے ہیں، اوران کے لئے معقول تنخواہوں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔

بوڑھوں، معذوروں اور معاشی ذرائع سے محروم لوگوں کے لئے حکومت کی طرف سے مختلف وظائف و سہولیات کا بندوبست کیا جارہا ہے۔

لیکن مختلف ذرائع سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کی مراعات وسہولیات میں عام طور پر امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، واللہ اعلم۔

ہمارے میزبان محمد اعظم صاحب نے بتلایا کہ اس وقت ہندوستان میں کئی کمپنیاں اپنی معیاری کارکردگی کی وجہ سے دنیا بھر کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔

خاص طور پر ہندوستان کی ٹاٹا (Tata) اور برلا (Birla) کمپنی نے ہندوستان کی معاشی ترقی میں اونچے درجہ کی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے، جو کہ معیاری اور سستی اشیاء تیار کرکے نہ صرف اندرونِ ملک کے لئے سہولیات فراہم کررہی ہیں، بلکہ بیرون ممالک کی توجہ اور میلان کا بھی مرکز بنی ہوئی ہیں۔

محمد اعظم صاحب نے یہ بھی بتلایا کہ ہندوستان کی ٹاٹا کمپنی نے بہت جلد ایک کار (car) مارکیٹ میں لانے کا اعلان کیا ہے، جس کی قیمت صرف ایک لاکھ روپیہ رکھی گئی ہے، اتنی سستی گاڑی کے مارکیٹ میں آنے سے پہلے ہی دنیا بھر میں اس کا چرچا ہے۔

اس کے علاوہ پرائیویٹ اور انفرادی سطح پر بھی بے شمار لوگوں نے مختلف مصنوعات سازی کا اپنی اپنی حیثیت کے مطابق سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، گھروں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی جگہوں میں مختلف قسم کی مشینریاں لگا کر مصنوعات سازی کا سلسلہ جاری ہے اور وہ مصنوعات اندرون ملک کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی بھیجی جارہی ہیں۔

اسی کے ساتھ ملک کے اکثر لوگوں کا بیرون ممالک کی مصنوعات کے بجائے اپنے ملک کی اشیاء و مصنوعات کے استعمال کی طرف رجحان پایا جاتا ہے اور سیاسی سطح پر بھی اپنے ملک کی مصنوعات کو زیادہ پذیرائی اور پروٹوکول دینے کی کوشش کی جاتی ہے جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ہندوستان میں ایم بی سٹر کار اس وقت وی آئی پی کے طور پر سیاسی لوگوں کے زیرِ استعمال ہے۔

ہندوستان کی ماروتی (Maruti) کار کے علاوہ اسکوٹر میں بجاج (Bajaj) اور موٹر سائیکل میں ہیرو (Hero) اب بھی بہت بڑے طبقے میں مقبول سواریاں سمجھی جاتی ہیں۔

کمپیوٹر ہارڈ ویئر کے علاوہ سافٹ ویئر کے میدان میں بھی ہندوستان کا کردار اونچا اور دنیا بھر میں مقبول سمجھا جارہا ہے۔

ان سب اور ان جیسی دیگر وجوہات کی بناء پر ہندوستان کا معاشی نظام آہستہ آہستہ مستحکم سے مستحکم تر ہوتا جا

رہا ہے۔

اس وقت پاکستانی کرنسی کے مقابلہ میں ہندوستان کی کرنسی کی پوزیشن بہت مستحکم ہے، اور اس وقت پاکستانی ایک سو ساٹھ یا اس کے لگ بھگ روپوں کے عوض ہندوستان کے سو روپیوں کا تبادلہ ہو رہا ہے، جبکہ مختلف لوگوں سے معلوم ہوا کہ نواز شریف صاحب کے سابقہ دَورِ حکومت میں انڈین ایک سو بتیس روپیوں کے عوض پاکستان کے سو روپیہ کا تبادلہ ہو رہا تھا، جس کی وجہ اس وقت پاکستانی معیشت کی بہترائی تھی۔

وہاں اس وقت حکومت کی طرف سے مختلف ذرائع ابلاغ کو لوگوں میں دنیاوی اعتبار سے شعور پیدا کرنے کے لئے اچھے طریقے پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

الحمدللہ تعالیٰ ہمارا وطن پاکستان ہر طرح کے ذخائر سے مالا مال اور روئے زمین کے قیمتی خطوں میں سے ہے۔ اگر محنت، لگن اور امانت و دیانت کے ساتھ اس سے استفادہ کیا جائے تو اس کا دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی صفِ اوّل میں شمار ہو سکتا ہے۔

سیاسی حالات(Political Circumstances)

وہاں کے اخبارات اور مختلف لوگوں سے حاصل شُدہ معلومات سے اندازہ ہوا کہ اس وقت ہندوستان کے سیاسی حالات اتنے بُرے نہیں ہیں، باوجودیکہ ہندوستان میں مختلف مذاہب اور مختلف قوموں کے لوگ کثرت سے آباد ہیں، جن میں معاشرے کے اعتبار سے اونچ نیچ کا بہت بڑا فرق ہے، اور اس وقت بھی مختلف سیاسی جماعتوں کے اتحاد سے مخلوط حکومت قائم ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود سیاسی سسٹم کو فیل یا ناگفتہ بہ ہونے سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، اس کی ایک بنیادی وجہ تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ بتلائی جاتی ہے کہ وہاں کا عدالتی، فوجی اور سیاسی نظام اپنی اپنی حدود میں رہ کر ایک دوسرے کی مداخلت کے بغیر قدرے آزادی کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

خاص طور پر عدالتی نظام کو آئینی و قانونی لحاظ سے اپنے فیصلوں میں عام طور پر سیاسی دباؤ کا سامنا نہیں، اور اسی لئے وقتاً فوقتاً عدالت کی طرف سے ایسے فیصلے آتے رہے ہیں جو مختلف سیاسی وزراء و عہدیداران کے خلاف ہوتے ہیں، دوسری طرف فوج اپنے ملک کی عوامی و سیاسی تحفظ کی ذمہ داریوں سے غافل نہیں، اگرچہ کئی علاقوں میں مسلمان باشندوں کے خلاف سیاسی و فوجی سلوک کچھ بہتر نہیں رہا، جو کہ ایک مستقل اور الگ موضوع ہے۔

بہر حال سیاست، عدالت اور فوج کے تینوں شعبوں کے باہمی کردار کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ تینوں شعبے ایک دوسرے کے معاون بن کر ملکی استحکام وترقی کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

البتہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ ہندوستان کے سیاسی حلقوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مسلمانوں سے متعصّبانہ اور نفرت آمیز رویہ رکھتے ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی جتنی تعداد ہندوستان میں آباد ہے اس کے تناسب سے انہیں مختلف عہدوں اور ترقی کی راہوں پر گامزن نہیں ہونے دیا جاتا، اوران کی سعی وکوششوں کو ایک سطح تک محدود رکھا جاتا ہے، اور یہ بھی ہندوؤں کے مقابلہ میں عام طور پر مسلمانوں کے ہندوستان میں غربت وافلاس کا شکار ہونے کی ایک ظاہری وجہ اور سبب ہے۔ اور غالبًا ترقی کے مواقع میسر نہ آنے کی وجہ سے مسلمانوں کی بڑی تعداد تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے میں حوصلہ محسوس نہیں کرتی؛ اور ہندوستان کے بیشتر سیاسی میدان اور معاشرے میں مؤثر کردار ادا کرنے والے شعبوں میں مسلمانوں کی بہت کمی محسوس ہوتی ہے۔ اور بعض شعبوں میں دُور، دُور تک مسلمانوں کے کسی ایک فرد کا بھی نام ونشان نہیں ملتا۔

اٹاری بارڈر اور دہلی کے اسٹیشن پر انتظامیہ کے مختلف لوگوں سے خود میں نے قبلہ کا رُخ معلوم کیا تو نہ صرف یہ کہ انہوں نے لاعلمی کا مظاہرہ کیا بلکہ بعض لوگوں کو قبلہ کی حقیقت ہی معلوم نہیں تھی، کہ قبلہ کسے کہا جاتا ہے؟ اس قسم کے حالات دیکھ کر اپنے وطنِ عزیز پاکستان کی قدر وقیمت اوراس کی اہمیت کا شدت کے ساتھ احساس ہوا۔ (جاری ہے............)

ایک اہم اطلاع

ادارہ غفران کی مطبوعہ اور مفتی محمد رضوان صاحب کی تالیف ’’ماہِ ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام‘‘ کے چوتھے ایڈیشن میں صفحہ ۱۴۴ پر مسئلہ نمبر ۱۶ میں کچھ اصلاح وترمیم کی گئی ہے، اس مسئلے کو آئندہ درجِ ذیل طریقے سے پڑھا جائے:

(مسئلہ نمبر ۱۶)......اور اگر قربانی کرانے والے کے ملک میں عید ایک دن بعد میں ہوئی اور جس ملک میں اس کی قربانی انجام دی جارہی ہے وہاں عید ایک دن پہلے ہوئی تو اس کی قربانی وہاں کے تیسرے دن (۱۲/ ذی الحجہ کے) غروب تک معتبر ہوجائے گی، اس کے بعد معتبر نہ ہوگی، کیونکہ اس کے بعد قربانی کا جانور ذبح ہونے والی جگہ میں قربانی کا وقت ختم ہو چکا ہوگا۔

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

مہنگائی ملک میں بدامنی وفساد کا سبب

آجکل ملک تاریخی مہنگائی کے دور سے گزر رہا ہے، اور موجودہ حکومت کو مہنگائی کا یہ بحران گزشتہ دورِ حکومت سے ورثہ میں ملا ہے۔

گزشتہ دورِ حکومت میں ملکی خزانہ کی لوٹ مار اور بے دریغ استعمال کی جو روایات قائم ہوئیں، شاید آگے چل کر آہستہ آہستہ ان کے چند مظاہر اور نمونے عوام کے سامنے آئیں۔

بہرحال اس وقت روزمرہ کی اشیائے ضروریہ (Essentials) میں جو مہنگائی کی ایک خطرناک لہر چلی ہوئی ہے، اس سے ملک کی اکثریت کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی ہے۔

مہنگائی ایک ایسا ناسور ہے جو کسی بھی ملک اور اس کے باشندوں کو مختلف مسائل ومصائب میں مبتلا کر دیتا ہے، اس سے ملک میں بے روزگاری اور بدامنی پھیلتی اور فسادات پھوٹتے ہیں اور جسمانی ونفسیاتی بیماریوں میں ترقی ہوتی ہے اور جہالت جیسے معاملات جنم لیتے ہیں۔

کیونکہ جب مہنگائی کا دور دورہ ہوتا ہے اور ایک شخص کی ضروریات جائز اور حلال آمدنی سے پوری نہیں ہوتیں، تو وہ ناجائز اور حرام آمدنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، جس میں رشوت، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، اور نہ جانے کیا کیا حرام وناجائز ذرائع آمدنی کی صورتیں ترقی پکڑ کر انسان کی اپنی اور دوسروں کی دنیا وآخرت کی خرابی کا باعث بنتی ہیں۔

اس کے علاوہ مہنگائی سے تنگ آ کر بہت سے لوگ چوری، ڈکیتی اور قتل وغارت گری کو اپنا مستقل پیشہ بنا لیتے ہیں، جبکہ بعض لوگ معاشی حالات سے تنگ آ کر خودکشی کا ارتکاب کر کے اپنی دنیا کو خیرباد اور اپنے آپ کو آخرت کے عذاب کا مستحق بنا لیتے ہیں۔

تعلیمی اخراجات میسر نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنی اولاد کو کم عمری اور ان پڑھ حالت میں ہی روزی روٹی کے بندوبست پر لگا دیتے ہیں، یا پھر وہ ویسے ہی رہ کر آوارہ بن کر معاشرے کے لئے ناسور بنتے چلے جاتے ہیں۔

جبکہ بیماریوں کے علاج ومعالجہ کا مناسب انتظام (Madical Faciliteis) نہ ہونے سے بہت سے

لوگ بیماری کی دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں، اور دل و دماغ پر جو معاشی تنگی کے اثرات پڑتے ہیں، ان کے نتیجہ میں انسان کی زندگی بدمزہ ہو جاتی ہے،، ذہنی ٹینشن (Mental Tension)، گھر گھر میں لڑائی جھگڑوں کو وجود ملتا ہے۔

اور پھر ہمہ وقت مال اور زر کی تلاش میں لگ کر دین کی بنیادیں بھی یقینی طور پر متأثر ہوتی ہیں، اور علم و عمل کے میدان ماند پڑ جاتے ہیں۔

ان حالات میں حکومت سمیت بہت سے عوام بھی بڑے بڑے سودی قرضوں کی لپیٹ میں آجاتے اور جکڑے جاتے ہیں، جس کے دنیاوی اور اخروی تباہ کن نتائج کسی ہوش مند مسلمان سے مخفی نہیں۔

غرضیکہ مہنگائی کے نتائج و اثرات پورے ملک اور اس کے باشندوں پر اجتماعی و انفرادی طور پر پڑتے ہیں۔

ایسے موقع پر حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے اقدامات کریں جن سے مہنگائی پر قابو پایا جاسکے، مثلاً کفایت شعاری اور کم خرچ بالانشین کے اصولوں پر عمل کریں، خواہشات کے بجائے ضروریات کی حد تک اپنے اخراجات کو محدود رکھیں، ملک میں معاشی و کاروباری ذرائع بڑھائیں۔

اور عوام کو بھی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں اور اضاعت (Wastage) سے بچیں، اور ان کے بجائے صحیح مستحق غرباء و مساکین کا تعاون کرنے میں اپنے مال کو خرچ کریں۔

اگرچہ ہم مادی دنیا میں رہ کر مادیات سے اتنے مغلوب ہو جاتے ہیں کہ مہنگائی کے صرف مادی اسباب ہی تک اپنی نظروں کو محدود کر لیتے ہیں، اور ہمیں مہنگائی کے مادی اسباب کا انکار بھی نہیں، وہ اپنی جگہ ہیں اور ان کی اصلاح کی کوششیں کرنا ضروری ہیں، لیکن ہمیں مادیت سے آگے بڑھ کر مہنگائی کے روحانی اسباب کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے، جن سے ہم پوری طرح بے خبر ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔

قرآن و سنت کی ہدایات و تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ گناہوں کی نحوست مہنگائی کا بہت بڑا سبب ہے۔ لہٰذا ہمیں انفرادی و اجتماعی سطح پر ہونے والے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے۔

وہ احادیث و روایات جو پیشینگوئیوں پر مشتمل ہیں اور جن میں قربِ قیامت کی نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں اور قیامت سے پہلے امت میں رونما ہونے والے فتنوں کی خبر دی گئی ہے اور فتنوں کے اسباب اور ان فتنوں سے بچاؤ کے لئے ہدایات دی گئی ہیں۔

ان احادیث و روایات کو خاص طور پر سامنے رکھ کر اپنے حالات کا جائزہ لینا چاہئے اور پھر انہی کی روشنی میں

اپنے احوال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ [۱]

ورنہ یہ فتنے جان و مال سے گذر کر ایمان سے بھی محروم کر سکتے ہیں۔

نعوذ باللّٰہ من الفتن ماظھر منھا و مابطن.

---

[۱] ایسی احادیث و روایات اور ان کی مناسب مختصر تشریح آج کل ماہنامہ ''التبلیغ'' کے رنگین صفحات پر شائع ہو رہی ہے، ان کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ٹریفک میں بدنظمی کیوں؟

ہمارے ملک میں خاص کر شہری زندگی میں روڈوں پر بہت زیادہ بدنظمی دیکھنے میں آتی ہے، جس کی وجہ سے مختصر سا سفر کرنا بھی بعض اوقات بہت کٹھن اور دشوار ہو جاتا ہے، اور پُل صراط کی دُشواریوں اور قطعِ مسافت کا مراقبہ کرا دیتا ہے۔

غور کرنے سے اس کی کئی وجوہات معلوم ہوتی ہیں:

اس میں شک نہیں کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے گزرگاہوں پر مسافروں اور سواریوں کا بے حد رش اور ہجوم ہوگیا ہے، جس کے نتیجہ میں مسافروں کو کھلا راستہ نہیں ملتا اور اس کی وجہ سے مختصر سفر میں زیادہ وقت خرچ ہوتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ حکمران اور عوام بھی ٹریفک کی بدنظمی میں اپنی اپنی حیثیت سے پوری طرح شریک اور ذمہ دار ہیں۔

چنانچہ حکومت کی طرف سے منصوبہ بندی کے تحت راستوں اور گزرگاہوں کو حسبِ ضرورت وسیع نہیں کیا جاتا، اور گاڑیوں کی پارکنگ کے لئے بھی مناسب جگہیں فراہم نہیں کی جاتیں۔

اس کام کے لئے تو ممکن ہے کہ حکمران ملکی خزانہ اور فنڈ نہ ہونے کا شکوہ لے کر بیٹھ جائیں اور اپنے معذور و بے قصور ہونے کا دعویٰ کریں۔

لیکن اولاً تو اگر ملکی خزانہ کے بے جا ضیاع سے بچنے کا اہتمام کیا جائے اور حکمرانوں کی عیاشیوں اور فضول کے پروٹوکول پر جو بیش بہا پیسہ خرچ کیا جاتا ہے، اس کا سدِّ باب کیا جائے، اور اس کے علاوہ جو فضول کی تقریبات میں پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے، اس سے بچنے کا اہتمام کیا جائے اور جو بھی اس طرح کے فضول اخراجات ہیں، جو نہ صرف یہ کہ ملک کی ضرورت نہیں بلکہ شرعی و اسلامی اعتبار سے جائز بھی نہیں، ان سب کو یکسر ختم کر کے کفایت شعاری کو اپنایا جائے تو آج ملکی خزانہ میں کمی اور فنڈ کی قلت کا جو رونا رویا جاتا ہے اس سے کافی حد تک حفاظت ہو جائے گی۔

دوسرے ٹریفک کو چلانے اور جاری رکھنے اور بدنظمی سے بچنے کے لئے مؤثر اقدامات اٹھائے جائیں۔

ہمارے یہاں عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ بہت سے چوراہوں پر تو سُرخ اور ہری بتی کے الیکٹرک اشارے ہی

نہیں لگے ہوئے ، جس کی وجہ سے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا مصداق بن کر مسافر اپنی من مانی کرتے ہیں چوراہوں پر الیکٹرک اشاروں کا انتظام کردینے سے ٹریفک کی بدنظمی سے کافی حد تک نجات حاصل کی جاسکتی ہے، اسی کے ساتھ جن جن مقامات پر اشارے نصب ہیں، ان کی اصلاح اور ان کو ہمہ وقت بجلی فراہم رکھنے کا اہتمام کیا جانا چاہئے۔

عام طور پر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اشارے لگے ہوئے ہونے کے باوجود کسی چھوٹی موٹی فنی خرابی کی وجہ سے اشارے بند پڑے رہتے ہیں، اور ایک طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کی درستگی واصلاح کی طرف توجہ نہیں کی جاتی، یہ بہت بڑی غفلت بلکہ غفلت کی انتہاء ہے، جبکہ اس غرض کے لئے باقاعدہ محکمہ قائم اور تنخواہ دار عملہ موجود ہے، لیکن دوسرے اداروں کی طرح کام چوری کے مرض نے اس عملہ کو بے حس اور حرام خور بنایا ہوا ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ اشاروں کے لئے فراہم کردہ بجلی کا کنکشن، ان متعلقہ علاقوں کے عام کنکشنوں سے قائم ہوتا ہے، جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں اس قسم کے سرکاری کاموں کے لئے اسپیشل کنکشن فراہم کئے جاتے ہیں، جن میں ہمہ وقت بجلی کی فراہمی جاری رکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اشارے لگے اور چلے ہوئے ہونے کے باوجود ایک بدنظمی یہ دیکھنے میں آتی ہے کہ الیکٹرک اشاروں کے چلنے کا نظام ٹریفک کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر ترتیب (Adjust) نہیں دیا جاتا، مثلاً جس طرف کی ٹریفک کو گزرنے کے لئے جتنا وقت درکار ہوتا ہے، اس کو مدِ نظر رکھ کر اتنی دیر سے پہلے ہی اشارہ بند ہوجاتا ہے یا پھر دیر تک جاری (چالو) رہتا ہے اور اس طرف کی ٹریفک کے گزر چکنے کے باوجود اشارہ کھلا رہتا ہے۔

غرضیکہ اشاروں کے کھلنے اور بند ہونے میں وہاں کی مقامی ٹریفک کے بہاؤ اور دباؤ کو ملحوظ رکھ کر منصوبہ بندی نہیں کی جاتی، جس کے نتیجہ میں ایک طرف ٹریفک کا دباؤ بڑھتے بڑھتے بعض اوقات پچھلے اشارے تک پہنچ جاتا ہے اور دوسری طرف کی سڑک خالی اور ویران پڑی رہتی ہے، اور جب اشارے چلنے کے باوجود ٹریفک میں بدنظمی دیکھنے کو ملتی ہے تو اس اشارہ کا مقصد حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اشاروں کو بند کرکے ٹریفک پولیس خود کھڑی ہوکر ٹریفک کو چلاتی اور روکتی ہے۔

قطع نظر اس سے کہ پولیس کی یہ نفری ٹریفک کے بے ہنگم بہاؤ کو کنٹرول کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوتی ہے، خود یہ دوہرا انتظام کہ الیکٹرک اشاروں کے ہوتے ہوئے بھی جگہ جگہ پولیس کھڑی کرنی پڑے،

یہ ٹریفک کے متعلقہ اداروں کے نظام کی کمزوری اور راہ چلنے کے آداب سے اَنجان اور ٹریفک کے ضابطوں سے اعراض کرنے والی اپنی قوم کی بدنظمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس خرابی کو دور کرنے کے لئے ضرورت ہوگی کہ ماہراور تجربہ کار و دیانت دار افراد پر مشتمل ٹیم متعلقہ مقامات کا آکر بار بار مشاہدہ کرکے اشاروں کے چلنے اور بند ہونے کے اوقات کار کی صحیح منصوبہ بندی کے تحت تعیین کرے۔

اور ہر بڑے شہر کے تمام راستوں (Routs) کا جائزہ لے کر گاڑیوں کی مختلف کیٹیگریاں بنا کراُن کے لیے الگ الگ راستوں (Routs) کی تعیین کرے۔ [1]

خصوصًا پسینجر گاڑیاں، سوزوکیاں، ویگنیں وغیرہ جس طرح کی ڈرائیونگ، اوورٹیکنگ وغیرہ کرتی ہیں، اور جابجا راستہ روک کر کھڑی ہوجاتی ہیں، اور سواریاں اُتارتی چڑھاتی ہیں؛ یہ بذاتِ خود بدنظمی کا بڑا سبب ہے، اس طبقے کی مادر پدر آزادی پر روک لگانے کی سخت ضرورت ہے، اس طبقے کی سینہ زوری میں خود ٹریفک پولیس کا راشی عملہ پورا پورا معاون اور حصہ دار ہے، جواُن سے ماہانہ بھتے وصول کرکے ان کو سڑکوں پر دندنانے اور ٹریفک کے بہاؤ پر خلل انداز ہونے کے لیے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔

اس کے علاوہ ٹریفک پولیس میں بھرتی شدہ نفری جو اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھانے میں کوتاہی کا مظاہرہ کرتی ہے، ان کا کڑا احتساب اور نااہلوں اور کرَپٹ لوگوں کی چھانٹی ہونی چاہئے، کہ اس محکمے کے سُدھرنے سے ٹریفک کا آدھے سے زیادہ نظام خود سُدھر جائے گا۔

اگر امانت داری کے ساتھ ہر علاقہ کی ٹریفک پولیس کو اس علاقہ کے نظم کا ذمہ دار قرار دے دیا جائے اور بدنظمی کی صورت میں ان سے مناسب باز پرس اور مواخذہ یا ترقی روکنے اور مراعات وغیرہ میں کمی جیسے قوانین بنائے جائیں اور اسی کے ساتھ ذمہ داریوں کا احساس دلانے کے لئے مختلف ترغیبی و تاکیدی اقدامات کئے جائیں تو کافی حد تک اس کوتاہی کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

---

[1] چندسال پہلے کی بات ہے جو کسی ذریعہ سے معلوم ہوئی کہ فیصل آباد میں جبکہ ٹریفک کا معاملہ بہت گھمبیر صورت اختیار کر چکا تھا، جاپان سے ماہرین کی ٹیم منگوا کر بھاری معاوضے پر انہوں نے سارے شہر کے راستوں (Routs) کو ٹریفک کی کیٹیگریاں بنا کر اور کچھ دیگر بنیادی عوامل طے کرکے اس انداز سے منظّم و مرتب کیے کہ جو مسئلہ عرصے سے سُلجھ نہیں پا رہا تھا، نئے نظم کے تحت دِنوں میں حل ہوگیا؛ اور سنا ہے یہ کام سارے شہر کے راستوں (Routs) کے نقشے اپنے سامنے پرکھ کر انہوں نے گھنٹوں میں کرلیا تھا، جو ہمارے ملک کے ماہرین کے لیے قابلِ عبرت واقعہ ہے۔

علاوہ ازیں بہت سے ٹریفک پولیس کے افراد کے طرزِ عمل کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو ٹریفک قوانین اور ٹریفک کو کنٹرول کرنے، چلانے اور روکنے کی صحیح تربیت وتعلیم ہی نہیں دی جاتی، جس کی وجہ سے وہ بے ڈھنگے انداز میں ٹریفک کو چلاتے اور روکتے ہیں اور ٹریفک کو قابو میں کرنے کے لئے صحیح اشاروں سے بھی واقف نہیں ہوتے، اس لئے ضرورت ہے کہ ان کو ٹریفک سے متعلق ہدایات وقوانین سے پوری طرح روشناس کرایا جائے اور ان کو ٹریفک اصولوں کی صحیح تعلیم وتربیت دی جائے۔

بدقسمتی سے دوسرے محکموں کی طرح اس محکمہ میں بھی ہمارے یہاں صلاحیت واستعداد کے بجائے سفارش اور رشوت کے بل بوتے پر افراد بھرتی کئے جاتے ہیں، جو ملک وملت کے لئے بہت بڑا ناسور اور بہت مہلک لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے ملک کی اس سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

دوسرا کام جو عوام سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ گاڑیوں کو غلط جگہ پارک کرنے اور غلط طریقہ پر ڈرائیونگ کرنے سے پرہیز کیا جائے، کیونکہ یہ بھی ٹریفک میں بدنظمی کی ایک بڑی وجہ ہے۔

ہمارے ہاں عوام کو عام طور پر اس کا لحاظ وخیال ہی نہیں ہوتا کہ جس جگہ گاڑی پارک کی گئی ہے اس کی وجہ سے ٹریفک میں کتنی بدنظمی پیدا ہوگئی ہے، اور اس کی وجہ سے کتنے لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور لوگوں کو ذہنی کوفت کے علاوہ جانی ومالی نقصان کا کس قدر سامنا ہے، بسا اوقات ایک گاڑی کے غلط پارک ہونے کی وجہ سے کئی کئی کلومیٹر تک ٹریفک کا جام اور بند لگ جاتا ہے۔

بعض اوقات راستے کے کنارے پر جگہ ہونے کے باوجود کنارے سے ہٹ کر گزرگاہ والی جگہ میں گاڑی پارک کر کے ڈرائیور گھنٹوں گھنٹوں کے لئے غائب ہوجاتا ہے، یا سامنے بیٹھ کر تماشہ دیکھ رہا ہوتا ہے، یہ بہت بڑی بے حسی اور حماقت وسفاہت بلکہ ظلم وستم ہے۔ اس لئے عوام کو چاہئے کہ وہ گاڑی غلط جگہ پر پارک کرنے سے گریز کیا کریں۔ پھر بعض اوقات قریبی جگہ میں گاڑی پارک کرنے کی مناسب جگہ موجود ہوتی ہے، لیکن ذرا سی دور چلنے کی زحمت سے بچنے کے لئے غلط جگہ گاڑی پارک کر کے ایک کاہل شخص دوسروں کو غیر معمولی کوفت پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔ ایسے شخص کو سوچنا چاہئے کہ اگر میں چند قدم پیدل چلنے کی زحمت برداشت کرلوں گا تو اس سے اس کا اپنا بھی کوئی نقصان نہ ہوگا بلکہ فائدہ ہی ہوگا، وہ اس طرح سے کہ پیدل چلنا کئی جسمانی بیماریوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور آج پیدل چلنے کا عمل چھوڑ دینے کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں۔

ایک خرابی لوگوں میں بلاوجہ کی جلد بازی کی وجہ سے یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہر شخص دوسرے سے آگے نکلنے کی طلب اور تڑپ میں اپنی قطار کو چھوڑ کر دائیں بائیں جہاں سے بھی تھوڑا بہت راستہ نظر آتا ہے گھستا چلا جاتا ہے، اور آگے پہنچ کر دوسری طرف سے آنے والی ٹریفک کو روک کر کھڑا ہوجاتا ہے اور دوسری طرف سے آنے والی قطار میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ جب دونوں طرف سے جانے والوں کے سامنے آنے والے رکاوٹ بن کر کھڑے ہوجائیں گے تو پھر ٹریفک کیوں کر چل سکے گی۔

اس لئے عوام کو اس بدنظمی اور جلد بازی سے بچنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ جس طرح ہمیں کسی کام کے لئے جلدی ہے اسی طرح ہم سے آگے موجود لوگوں کو بھی ہوسکتی ہے، اور بلکہ ہم سے زیادہ اہم ضرورت ہوسکتی ہے، اور اگر نہ بھی ہو تب بھی شرعی واخلاقی اور قانونی اعتبار سے آگے والوں کا حق پیچھے والوں سے مقدم ہے، ان سے آگے نکلنے کی دوڑ میں دوسروں کو روک کر کھڑا ہوجانا کیوں کر جائز ہوسکتا ہے؟

پھر اس بدنظمی سے وہ مقصد بھی حاصل نہیں ہو پاتا جس کے لئے یہ ساری جدوجہد کی جارہی ہے، یعنی جلدی منزل پر پہنچنا، کیونکہ اس بدنظمی کی وجہ سے ایک کے بجائے ٹریفک جام ہوجانے کے نتیجہ میں تمام مسافر ہی تاخیر کا شکار ہوتے ہیں، تو جو ایک شخص کا جزوی وانفرادی فائدہ تھا وہ بھی حاصل نہ ہوا، اور اس سے بڑھ کر اجتماعی نقصان ہوا، یہ کیسی عقلمندی ہے۔

اس سلسلہ میں بھی قوم کو مختلف ذرائع سے باشعور بنانے اور گاڑی چلانے کا اجازت نامہ (لائسنس) ملنے کے لئے متعلقہ ہدایات وقوانین سے آگاہی پر عمل درآمد اور مروجہ رشوت خوری کی بنیاد پر اجازت نامہ (لائسنس) جاری کرنے سے پرہیز ضروری ہے۔

ٹریفک میں بدنظمی کے انفرادی واجتماعی ملکی وملّی نقصانات

پھر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ٹریفک نظام میں بدنظمی کا نقصان صرف شخصِ واحد کی ذات تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ درحقیقت وہ پورے ملک کا اجتماعی نقصان ہے، جس کی مختصر روئیداد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بڑے بڑے حادثات رونما ہوجاتے ہیں، جن میں جانی ومالی نقصان ہوجاتا ہے، اور یہ حادثہ کسی کے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے۔ اسمیں کسی خاص شخص یا فرد کی تخصیص نہیں۔

ٹریفک کے جام ہونے اور جگہ جگہ رکنے کی وجہ سے کسی مریض کی جان چلی جاتی ہے کہ وہ شفاخانہ اور ہسپتال پہنچنے سے پہلے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے یا اتنی تاخیر ہوجاتی ہے کہ ہمیشہ کے لئے معذور ہوجاتا

ہے، یا پھر کم از کم چھوٹی بیماری، بڑی بیماری کی شکل اختیار کرلیتی ہے، اور مریض جو دیر تک تکلیف و ایذاء میں مبتلا رہا، وہ اس کے علاوہ ہے۔

نیز اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی نمازیں قضاء ہو جاتی ہیں، یا کوئی جہاز، ٹرین وغیرہ کی سواری چھوٹ جاتی ہے، اور منزل پر وقتِ مقررہ پر نہ پہنچنے کے علاوہ حاصل شدہ ٹکٹ کی وجہ سے پیسہ بھی ضائع ہو جاتا ہے بعض اوقات کسی دینی یا دنیاوی پروگرام اور تقریب سے انسان محروم ہو جاتا ہے، مقررہ وقت پر ملازم اپنے مقامات پر نہیں پہنچتے یا اپنے کام وکاج چھوڑ کر انتظار کرنے والے لوگ پریشان ہوتے ہیں، اور گاڑیوں کے بار بار چلنے، رکنے اور اسٹارٹ رہنے کی وجہ سے گاڑیوں کی مشینری بھی متاثر ہوتی ہے اور اس کی عمر گھٹتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر انسان کی عمر اور زندگی کے قیمتی اوقات جو اس کا اصلی سرمایہ ہیں، وہ دنیا و آخرت کے مفید کام پر خرچ ہونے کے بجائے فضولیات کی نذر ہو جاتے ہیں۔

یہ سب اور ان جیسی اور بھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں، جن پر اگر تفصیلی غور کیا جائے تو طویل دفتر بھی دنیا و آخرت کے ناقابلِ تلافی نقصانات کی فہرست کے لئے ناکافی ہیں۔

اور اس اجتماعی نقصان کا سارا بوجھ ملک کی معیشت و معاشرت پر پڑ کر مہنگائی، غربت و افلاس اور انتشار و افتراق کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

ان مشکلات سے بچنے کا حل

ہماری گزشتہ معروضات کو پیشِ نظر رکھ کر ٹریفک کی بدنظمی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہوگی کہ حکمرانوں سے لیکر ٹریفک سے متعلق ذمہ دار افراد اور عوام سب مل کر اپنی اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ و باخبر ہوں اور ذرائع ابلاغ اور میڈیا جو فحاشی، بے راہ روی وغیرہ پھیلانے میں مصروف ہے، اس کا رُخ قوم کو باشعور بنانے کی طرف پھیرا جائے، بار بار مختلف طریقوں اور ذریعوں سے لوگوں میں شعور اور سلیقہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، اہلِ علم حضرات بھی اپنی تحریروں اور تقریروں میں ان موضوعات کو شامل فرمائیں، اور انفرادی طور پر بھی جس کو جتنی توفیق ہو وہ دوسرے کو ان باتوں سے آگاہ کرنے کی کوشش کرے۔

اس کے علاوہ ماہرین کی خدمات حاصل کر کے شہر کے تمام ٹریفک کے راستوں (Routs) کو مکمل منصوبہ بندی سے ازسرِ نو مرتب و منظّم کیا جائے۔

بسلسلہ: فقہی مسائل (پاکی ناپاکی کے مسائل: قسط۱۳) مفتی محمد امجد حسین

حیض ونفاس کی حالت کے بقیہ احکام

حیض ونفاس دونوں قسم کی ناپاکیوں کے بہت سے احکام مشترک ہیں نماز، روزہ، تلاوت، مسجد میں داخلے، طواف، قرآن مجید کو چھونے اور میاں بیوی والے خصوصی تعلقات (مباشرت) کی ممانعت، دونوں میں یکساں ہیں۔ اسی طرح نماز کی قضا بھی معاف ہونا اور روزے کے صرف ادا کا معاف ہونا قضا کا معاف نہ ہونا، اس میں بھی دونوں کا ایک ہی حکم ہے خواہ فرض روزہ ہو یا نفل۔ دونوں کے متعلق ان مذکورہ احکام کی کچھ مزید جزئیات وتفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

ذکر، دعاء وغیرہ کے مسائل

جس نماز کے وقت میں حیض یا نفاس آیا ہے وہ نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی خواہ نماز کے بالکل آخری، تنگ وقت میں ہی یہ ناپاکیاں شروع ہوئی ہوں یا فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض یا نفاس پیش آ گیا تب بھی وہ نماز (ٹوٹ جائے گی اور اس کی قضا) معاف ہو جائے گی، لیکن وہ شروع کی ہوئی نماز اگر نفل یا سنت ہے تو بعد میں قضا لازم ہوگی۔ حیض والی عورت کے لئے یہ بہتر ومستحب ہے کہ جب نماز کا وقت ہو تو وضو کرے اور جتنی دیر میں نماز پڑھا کرتی تھی اتنی دیر جائے نماز پر بیٹھ کر اللہ، اللہ، استغفار، درود شریف، تسبیحات وغیرہ کا ورد کرتی رہے تاکہ عادت قائم رہے کیونکہ حیض ونفاس کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت تو جائز نہیں لیکن اذکار وتسبیحات، قرآن مجید کی وہ آیات جو دعائیہ ہیں جیسے ربنا آتنا، ربنا ظلمنا انفسنا وغیرہ آیات، دعائے قنوت اور سورہ فاتحہ بنیت دعاء پڑھنا (نہ کہ بنیت تلاوت) جائز ہے اسی طرح مختلف وقتوں اور کاموں کی مسنون دعائیں بھی اُن موقعوں پر پڑھنا جائز ہے، معلّمہ یعنی پڑھانے والی خاتون حیض ونفاس کی حالت میں آیت توڑ توڑ کر، ایک ایک کلمہ کر کے (الگ الگ سانس میں) پڑھا سکتی ہے (بوجہ ضرورت اور تعلیم کے حرج ہونے کے) اسی طرح ان مذکورہ کلمات، تسبیحات وغیرہ کو جبکہ یہ کسی جگہ لکھی ہوئی ہوں حائضہ ونفاسہ کو انہیں چھونا بھی منع نہیں اور نہ ہی پاس رکھنا منع ہے۔

کھانے پینے کا حکم

حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا، اور دیگر استعمالی چیزوں کو استعمال کرنا، کھانا پینا وغیرہ جائز

ہے۔ان دونوں قسم کی ناپاکیوں میں عورت کو کھانے پینے کے لئے ہاتھ دھونا، کلی کرنا مستحب ہے، پورا وضو کر کے کھانا پینا بہتر ہے۔

حیض ونفاس بند ہونے پر روزہ، نماز کے وقت کے متعلق تفصیل

حیض یا نفاس والی رمضان میں دن کو پاک ہوئی تو یہ روزہ نہیں ہوا اس دن کے روزہ کی بھی قضا رکھے گی لیکن پاک ہونے کے بعد شام تک روزے داروں کی طرح ہی رہے، کھانے پینے سے رکی رہے۔

حیض یا نفاس سے رات کو پاک ہوئی تو اگر حیض سے دس دن پورے ہونے پر اور نفاس سے چالیس دن پورے ہونے پر پاک ہوئی ہے تو صبح کا روزہ بہرحال لازم ہے خواہ صبح صادق ہونے سے لمحہ بھر پہلے ہی پاک ہوئی (یعنی پاک ہوتے ساتھ ہی صبح صادق ہوگئی صبح ہونے میں اتنا وقت بھی باقی نہ تھا کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی تب بھی صبح کا روزہ لازم ہے) اور حیض سے دس دن سے کم میں اور نفاس سے چالیس دن سے کم میں پاک ہوئی ہے رات کو، تو اگر صبح صادق ہونے میں اتنی دیر باقی ہے کہ (پانی وغیرہ فراہم کر کے) پھرتی سے غسل کر سکے تو صبح کا روزہ لازم ہے اور اگر پاک ہونے کے بعد صبح صادق ہونے میں اتنا وقت باقی نہیں کہ پھرتی سے غسل کر سکے تو صبح کا روزہ صحیح نہ ہوگا اس روزہ کی بھی قضا کرے گی لیکن یہ دن بھی روزے داروں کی طرح ہی بغیر کھائے پیئے گزارے گی (باقی یہ ملحوظ رہے کہ پاک ہونے کے بعد صبح صادق ہونے تک اگر وقت میں اتنی گنجائش تھی کہ غسل کر سکتی تھی لیکن سستی یا کسی اور وجہ سے غسل نہیں کیا تو صبح کا روزہ اس پر لازم ہے اور یہ روزہ صحیح ہوگا، گو ناپاکی کی حالت میں ہی شروع ہوا ہو اس عورت کو چاہئے کہ روزہ بھی رکھے اور غسل بھی کرے خواہ غسل کرتے کرتے یا غسل سے پہلے ہی صبح صادق ہو چکی ہو، تاکہ صبح کی نماز ضائع نہ ہو)

حیض ونفاس بند ہونے کے بعد ان مذکورہ صورتوں میں نماز کے متعلق بھی اس طرح کی تفصیل ہے جو روزہ کے متعلق ہے صرف تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ پہلی صورت یعنی جب حیض دس دن رات اور نفاس چالیس دن رات پورا آنے کے بعد پاک ہوئی ہو تو جس نماز کے وقت میں پاک ہوئی اس نماز کا وقت ختم ہونے میں اگر اتنی دیر باقی ہے کہ ایک دفعہ تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ سکتی ہو تب وہ نماز اس پر لازم ہوگی اور اس کی قضا پڑھے گی لیکن اگر اس نماز کا وقت ختم ہونے میں اس سے بھی کم وقت ہے تو پھر وہ نماز بھی اس سے معاف ہے (جبکہ روزہ میں اس صورت میں صبح صادق ہونے میں تکبیر تحریمہ کہنے کے بقدر وقت باقی نہ ہو تب بھی روزہ لازم ہوتا ہے)

اور دوسری صورت یعنی حیض دس دن رات سے پہلے اور نفاس چالیس دن رات سے پہلے بند ہوا ہو تو جس

نماز کے وقت میں بند ہوا ہے اگر اس نماز کا وقت ختم ہونے میں اتنی دیر باقی ہے کہ (پانی وغیرہ فراہم کر کے) پھرتی سے غسل کر کے ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہو تب اس نماز کی قضا اس پر لازم ہوگی ورنہ نہیں (جبکہ اس صورت میں روزہ میں صبح صادق سے پہلے غسل کر سکنے کے بقدر وقت ہونے سے بھی وہ روزہ لازم ہو جاتا ہے خواہ ساتھ تکبیر تحریمہ یعنی ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکنے کی گنجائش نہ بھی ہو)

ملحوظہ: واضح رہے کہ حیض یا نفاس کا غسل کر کے اگر وقت میں اتنی کم گنجائش ہو کہ محض اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہو سکتی ہو تو فوراً نماز شروع کر لے یہ نماز قضا نہیں بلکہ ادا شمار ہوگی گو وقت میں صرف ابتداء ہی ہوئی ہے نماز کی تکمیل وقت کے بعد ہی ہوئی ہو، البتہ فجر کی نماز میں غسل کے بعد وقت اتنا تنگ ہو کہ سلام پھیرنے سے پہلے پہلے سورج طلوع ہو جائے گا تو شروع نہ کرے بلکہ بعد میں قضا کرے کیونکہ نماز شروع بھی کرے گی تو دورانِ نماز طلوعِ شمس کا وقت ہو جانے پر وہ نماز ٹوٹ جائے گی (سورج کے روزانہ طلوع کے اوقات مستند نقشوں میں دیکھے جا سکتے ہیں اسی طرح دیگر نمازوں کے اوقات بھی)

سجدہ، اعتکاف، دینی کتب چھونے، پڑھنے اور سفر کے مسائل

حیض و نفاس کی حالت میں سجدہ کی آیت عورت سنے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

اعتکاف بھی اس حالت میں جائز نہیں، اگر پاکی کی حالت میں اعتکاف شروع کیا پھر حیض آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور صرف اس ایک دن کے اعتکاف کی قضا اس پر لازم ہوگی جس میں اعتکاف ٹوٹا ہے

اس ناپاکی کی حالت میں قرآن مجید چھونا تو جائز نہیں البتہ کسی کپڑے سے جو بدن سے الگ ہو، لباس کا حصہ نہ ہو اور نہ قرآن مجید کا حصہ اور اس سے پیوست ہو (جیسے قرآن مجید کی جھولی) تو اس کپڑے میں پکڑ کر قرآن مجید کو اٹھا سکتی ہے (عورت کی اوڑھنی اور دوپٹہ اس کے لباس کا حصہ ہے وہ جب اوڑھے ہوئے ہو تو اس سے چھونا، پکڑنا بھی جائز نہ ہوگا)۔ قرآن مجید کے علاوہ باقی دینی کتابیں اس ناپاکی کی حالت میں چھونا جائز ہے لیکن بلا ضرورت ان کا چھونا، اٹھانا بھی بے ادبی ہے۔ اور ان کتابوں میں جہاں قرآن مجید کی آیت لکھی ہو وہاں ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ حالت حیض میں سفر شروع کیا پھر راستے میں پاک ہوئی تو جتنا سفر ناپاکی کی حالت میں ہوا وہ شرعی مسافت میں شمار نہ کیا جائے گا، لہٰذا پاک ہونے کے بعد اگر آگے اتنی مسافت بنتی ہو جو شرعاً نماز میں قصر کے لئے معتبر ہے یعنی کلومیٹر کے حساب سے تقریباً سوا ستتر کلومیٹر (77.1/4) تب تو مسافر شمار ہوگی اور آگے کی نمازوں میں قصر کرے گی اور اگر اس سے کم مسافت باقی ہو منزل تک، تو پوری نماز پڑھے گی۔

حج وعمرہ کے مسائل

حج یا عمرہ کا احرام حیض و نفاس کی حالت میں عورت شروع کرسکتی ہے۔ احرام میں داخل ہونے کے لئے ناپاکی کی حالت کے باوجود موقعہ ہو تو غسل کرنا مستحب ہے۔ یہ غسل طہارت کے لئے نہیں ہوگا (کیونکہ طہارت تو دورانِ حیض و نفاس حاصل نہیں ہوسکتی، طہارت کے لئے حیض و نفاس کا منقطع ہونا شرط ہے) بلکہ یہ غسلِ نظافت ہوگا۔

حالت حیض میں عورت حج وعمرہ کے تمام مناسک ادا کرسکتی ہے صرف طواف نہیں کرسکتی، کیونکہ طواف کے لئے پاکی شرط ہے (جس طرح نماز کے لئے شرط ہے) اور نیز طواف مسجد حرام میں ہوتا ہے اور اس ناپاکی میں عورت مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی، پاک ہونے کا انتظار کرے، پاک ہونے پر طواف کرے۔

ایسی عورت کے لئے طواف قدوم جو کہ سنت ہے، طواف وداع جو کہ واجب ہے، اور طواف زیارت جو کہ فرض اور حج کا رکن ہے کے احکام فقہاء نے تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے طوافِ زیارت سب سے اہم ہے کہ اس کے بغیر حج مکمل ہی نہیں ہوتا اور نہ احرام سے نکل سکتی ہے اور اس کا وقت یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) کی صبح سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ایام نحر سے پہلے حیض آجائے تو طواف زیارت کی ادائیگی کے لئے اسے انتظار کرنا پڑے گا، اگر ایام نحر میں پاک ہوگئی تب تو طواف زیارت وقت پر ہی ادا کرلے گی اور اگر ایام نحر میں پاک نہ ہوئی یعنی ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب تک تو جب بھی پاک ہوجائے طوافِ زیارت ادا کرے عذر کی وجہ سے تاخیر ہونے پر اس پر دم لازم نہ ہوگا۔

بعض دفعہ روانگی کا وقت آجاتا ہے اور عورت ابھی پاک نہیں ہوئی ہوتی یہ صورت خواتین کے لئے پریشان کن ہوتی ہے اس کا اصل حل تو یہ ہے کہ وہاں کی حکومت ایسی عورتوں کے فلائٹ وغیرہ کے موخر کرنے کی سہولت فراہم کرے لیکن کوئی اور صورت نہ ہو تو پھر عورت اسی حالت میں طوافِ زیارت ادا کرے تو طواف ادا ہو کر فریضہ اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔ اور ناپاکی کی حالت میں طواف کرنے کی وجہ سے اس پر حدود حرم میں بڑے جانور، گائے، بیل یا اونٹ کی قربانی لازم ہوگی تاکہ کفارہ ہوجائے اور استغفار بھی کرے۔ آج کل ایسے خدشے کی صورت میں مانع حیض گولیاں، دوائی بھی عورتیں استعمال کرتی ہیں جنکی ایک گونہ گنجائش ہے جبکہ کوئی اور خرابی اس میں نہ ہو، اور دوائی کے استعمال سے خون نہ آیا تو عورت پاک ہی شمار ہوگی۔ (جاری ہے............)

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ مفتی محمد امجد حسین

معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط ۱۸)

بیع غیر منعقد یا بیع باطل

بیع باطل وہ ہے جو اپنی اصل اور ذات کے اعتبار سے ہی غیر معتبر اور لغو ہو (مَا لَا يَصِحُّ اَصلاً) اس میں بیچنے والا قیمت کا اور خریدنے والا چیز کا مالک نہیں بنتا۔ قیمت مالک کو واپس کی جائے گی اور خریدار کو اس چیز سے (جبکہ چیز اس کے پاس آجائے) کسی طرح فائدہ حاصل کرنا، استعمال کرنا، کسی کو دینا جائز نہیں ہوتا، بیعِ باطل کی اہم وقابلِ ذکر صورتیں درجِ ذیل ہیں:

(۱)......رضامندی نہ ہونا

فریقین مثلاً پہلے سے طے کرلیں کہ ہم جھوٹ موٹ بیع کریں گے خرید وفروخت مقصود نہ ہوگی، پھر سامنے آکر بیع کرلیں تو یہ بیع باطل ہے (ڈرامے، ناٹک وغیرہ میں جو فنکارانہ بیع وشراء ہوتی ہے وہ بظاہر اسی حکم میں داخل ہے)

(۲)......وجود کا یقینی نہ ہونا

جیسے درختوں پر پھل آنے سے پہلے (کہ ابھی شگوفے بھی ظاہر نہ ہوئے ہوں) پھل کی بیع، کھیت میں فصل اگنے سے پہلے کھیتی کی بیع، دریا میں موجود مچھلیوں کی پکڑنے سے پہلے بیع، جانور کے تھنوں میں دودھ دوہنے سے دودھ کی پہلے بیع، وغیرہ وغیرہ۔

(۳)......چیز کا معدوم ہونا (ابھی بالکل وجود نہ ہو)

فلیٹ کی تعمیر سے پہلے اس کی فروخت (مستقبل کے منصوبے کی بنیاد پر) کوئی بھی مصنوعات (Production) بننے سے پہلے ان کی فروخت (اس صورت میں جائز طریقہ استصناع کا ہے یعنی آرڈر پر مال تیار کرنا، جس کی الگ شرائط واحکام ہیں)

(۴)......بیچی ہوئی چیز میں ملکیت کی صلاحیت نہ ہونا

جیسے آزاد انسان، انسانی اعضاء واجزاء، عام خودرو گھاس، چراگاہ، دریاؤں، چشموں وغیرہ کا پانی بیچنا، خریدنا (یعنی پانی جب تک کسی نے اپنے برتن وغیرہ میں نہ بھرا ہو قدرتی بہنے کی جگہ میں بہہ رہا ہو یا کنویں وغیرہ میں ہو)

Idara Ghufran

(۵)......قابل قیمت نہ ہو

جیسے شراب، خنزیر مسلمان کے حق میں قابل قیمت مال نہیں۔ اسی طرح بہتا ہوا خون، نجس و بے کار چیزیں، مردار جانور وغیرہ۔

(۶)......بیچنے والے کی ملکیت نہ ہو

جیسے کسی سے لوٹی ہوئی، چھینی ہوئی، چوری کی ہوئی چیز وغیرہ

(۷)......دو عقد کرنے والوں کا نہ ہونا

سودا کرنے کے لئے دو فریق ضروری ہیں بائع و مشتری خواہ خود خرید و فروخت کریں یا اپنے اپنے وکیل وغیرہ کے واسطے سے، پس اگر ایک ہی شخص دونوں کے قائمقام ہو کر یوں بیع کرے کہ فلاں کی فلاں چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنی قیمت میں فروخت کی یا اپنی چیز فلاں کے ہاتھ اتنے کی فروخت کی تو یہ جائز نہیں کیونکہ عقد کے دونوں جانب ایک ہی شخص ہے۔

(۸)......عقد کرنے والے ایک یا دونوں میں عقد کی اہلیت نہ ہونا

مثلاً دیوانہ و مجنون یا ناسمجھ بچے کے ساتھ بیع و شراء کیا جائے۔

(۹)......چیز مشتری کے حوالے کرنے پر قدرت نہ ہونا

مثلاً اپنا بھاگا ہوا یا گم شدہ جانور فروخت کرنا جس کا کچھ اتہ پتہ نہیں اسی طرح گم شدہ چیز، مال فروخت کرنا (البتہ یہ جانور یا چیز اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے جو اقرار کرتا ہو کہ وہ چیز یا جانور میرے پاس ہے)

(۱۰)......ایسی چیز فروخت کرنا جس کی حقیقت معلوم نہ ہو

اس میں دھوکہ اور غرر [۱]

---

[۱] غرر کی ''حقیقت غیر یقینی حالت'' کے ہیں۔ اس کا معنیٰ ''دھوکہ'' کے کرنا توسّعاً ہے۔ غرر کے جتنے معاملات ہوتے ہیں ان میں قدر مشترک کے طور پر تین باتوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوتی ہے۔ ۱۔ بیع یا ثمن مجہول ہوتا ہے۔ ۲۔ یا مبیع کے حوالہ کرنے پر قدرت نہیں ہوتی غیر مقدور التسلیم ہوتا ہے۔ ۳۔ یا تعلیق التملیک علی الخطر یعنی تملیک کو کسی ایسے واقعہ کے ساتھ معلق کرنا جس کے وجود میں آنے اور نہ آنے دونوں کا احتمال ہو۔ مروج بیمہ، انشورنس کے اندر بھی غرر ہے جس کی وجہ سے انشورنس کی مروج تینوں قسمیں بیمہ زندگی، سامان کا بیمہ اور تھرڈ پارٹی انشورنس، سب ناجائز ہیں۔ امجد۔

ہوسکتا ہو جیسے اس طرح بیع کرنا کہ میں پانی میں جال پھینکوں گا اتنی قیمت لوں گا جتنی مچھلیاں آئیں اور آئیں یا نہ آئیں تمہاری قسمت، یا اسی طرح پانی میں غوطہ لگانا کہ جتنے موتی اس غوطے میں آئے اور نہ بھی آئے تو قسمت اور قیمت چکا دی۔ ان صورتوں کی ممانعت غرر کی وجہ سے ہے اور غرر والی بیع سے نبی علیہ السلام نے صراحۃً منع فرمایا ہے [۱]

غرر کے تحت مالی معاملات کی بہت سی صورتیں آتی ہیں جن کو اسی غرر کی بنیاد پر فقہاء ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ جدید اقتصادی نظام میں بھی غرر کی متعدد صورتیں ہیں جو اسی ضابطہ کے تحت ناجائز ٹھہرتی ہیں۔ جدید مالی معاملات میں غرر کی صورتوں کی نشاندہی، تفصیل اور ان کے ازالے واصلاح کی تجاویز وطریقہ کار پر اہل علم نے مستقل کام کیا ہے، اور مفصل مقالات وکتب مرتب کی ہیں (اردو زبان میں ''غرر'' کے موضوع پر مفتی ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی صاحب کے مطبوعہ مقالات جو قریبی عرصہ میں منظرِ عام پر آئے ہیں، قابلِ قدر ولائقِ ملاحظہ ومطالعہ ہیں)

(۱۱)......حقوق

یعنی منافع جو مادی وجود نہیں رکھتے ان میں سے وہ حقوق جو محض نقصان وضرر دور کرنے کے لئے شریعت نے عطا کئے ہیں جیسے شفعہ کا حق، یا جو مستقبل میں ثابت ہوں گے جیسے میراث کا حق (کہ مورث ابھی زندہ ہو) یا وہ حقوق جو دوسرے کی طرف شرعاً منتقل نہیں ہوسکتے جیسے قاتل سے قصاص لینے کا حق جو مقتول کے ولی یا اولیاء کو حاصل ہوتا ہے، ان تمام حقوق کی خرید وفروخت بھی ناجائز وباطل ہے۔

بیع فاسد کی صورتیں

بیع فاسد کا مختصر حکم پیچھے تعریف کے ضمن میں گزر چکا کہ اپنی ذات کے اعتبار سے صحیح ہو لیکن بعض خارجی وجوہات وصفات سے اس میں فساد آجائے۔ اور یہ کہ یہ بیع ہوجانے پر خریدار چیز کا مالک بن جائے گا لیکن یہ ملکیت حرام اور واجب الفسخ ہوگی۔

بیع فاسد کی چند اہم صورتیں یہ ہیں۔

(۱)...... چیز (مبیع) مبہم ومجہول ہو۔

---

[۱] عن ابی هريره رضی الله عنه قال :نهی رسول الله صلی الله علیہ وسلم عن بیع الغرر والحصاة (ترمذی شریف بحواله تقریرِ ترمذی ج ۱)

(۲)...... قیمت مجہول ہو،مثلاً گندم خریدنی ہے تو گندم کی مقدار، وصف بھی واضح و متعین ہو اور قیمت کی مقدار و وصف بھی۔ دونوں میں سے جونسی چیز کی مقدار وغیرہ مبہم ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی چیز اور قیمت کی تعین و وضاحت ،اشارہ سے بھی ہوسکتی ہے جب سامنے موجود ہوں ورنہ مقدار اور وصف بیان کرنے سے (کہ مثلاً باسمتی چاول ایک من،ٹوٹا یا سالم اتنے قیمت کی بیچی)

(۳)......خرید و فروخت میں ایسی شرط لگائی جائے جو شرعاً ناجائز ہو یا عقد کے تقاضے کے خلاف ہو یا اس شرط کی وجہ سے بائع یا خریدار میں سے کسی ایک کو خصوصی نفع حاصل ہو رہا ہو جبکہ ایسی مقتضائے عقد کے خلاف شرط عرف عام میں نہ لگائی جاتی ہو،

اگر ایسی شرط لگانے کا عرف ہو چکا ہو اور عرف و رواج ہونے کی وجہ سے ایسی شرط کی وجہ سے بعد میں اختلاف و تنازع پیدا نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔ جیسے آجکل الیکٹرانکس کی بہت سی چیزوں میں فری سروس کی شرط، یا زیادہ مقدار میں مال خریدنے کی صورت میں قیمت میں خصوصی کمی کرنے کی شرط۔اسی طرح بیع میں شرط لگانے کی بجائے عقد بیع سے پہلے یا بعد میں کسی سہولت کے لینے یا دینے کا وعدہ آپس میں کیا جائے تو اس کی حیثیت وعدہ کی ہی ہوگی شرط کی نہ ہوگی اس کی وجہ سے معاملہ فاسد نہ ہوگا اور جائز حدود میں رہتے ہوئے وعدہ پورا کرنا چاہیۓ۔

(۴)......بیع کو مستقبل کی طرف منسوب کرنا مثلاً مستقبل کی کوئی تاریخ ذکر کرکے کہا جائے کہ اس تاریخ کو ہم نے فلاں چیز فلاں قیمت پر خرید لی، بیچ لی۔تو یہ بیع بھی فاسد ہے۔البتہ اگر بطور وعدہ کے آپس میں کہہ دیں کہ فلاں وقت فلاں تاریخ کو ہم باہم فلاں چیز کا سودا کرلیں گے۔تو وعدہ کی حد تک یہ جائز ہے اور اس وعدہ سے یہ نہ سمجھیں گے کہ بیع ہوگئی اس لئے بیع کے احکام بھی جانبین سے جاری نہ ہوں گے۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ : آدابُ المعاشرت مولانا محمد ناصر

بچوں کو وقت کی اہمیت کی قدر کرانا

(اولاد کی تربیت کے آداب: تیرہویں وآخری قسط)

یہ بات واضح ہے کہ اگر وقت اور فراغت سے صحیح طرح فائدہ نہ اُٹھایا جائے تو عموماً ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور جس طرح دنیا میں یہ ناکامی ہوتی ہے، اسی طرح وقت کو ضائع کرنے پر آخرت کی ناکامی کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الصِّحَّةَ وَالْفَرَاغَ نِعْمَتَانِ مِنْ نِعَمِ اللهِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۲۴)

ترجمہ: ''صحت اور فراغت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے دو نعمتیں ہیں (لیکن) بہت سے لوگ صحت اور فراغت کے معاملے میں خسارے میں ہیں'' (ترجمہ ختم)

یعنی بہت سے لوگ وقت اور فراغت کی نعمت سے کام نہیں لیتے، بلکہ اُس کو ضائع کر کے دنیا اور آخرت کے کئی فوائد سے محروم رہتے ہیں۔

وقت کی اہمیت کے پیشِ نظر سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے دل ودماغ میں فراغت اور وقت کی اہمیت پیدا کریں، بچپنے میں جلدی اور آسانی سے ہر طرح کی عادت پیدا کی جاسکتی ہے، اور کیونکہ عادت میں ہمیشگی ہوتی ہے اس لیے ایک مرتبہ جب کسی چیز کی عادت ہوجائے تو ساری عمر اُس عادت کے اَثرات رہتے ہیں۔

بچوں میں وقت کی اہمیت پیدا کرنے کے لیے اُن کو کسی نہ کسی مفید اور اچھے کام میں مشغول رہنے کا گھر میں ماحول دیا جائے، گھر میں وقت ضائع کرنے کا ماحول بچوں کی زندگی پر بُرا اثر ڈالتا ہے، اسی طرح بچوں کے سامنے رات دن کا ایک نظامُ الاوقات (Time Table) ہو جس کے تحت وہ اپنا وقت گزاریں، پھر جیسے جیسے بچے جوانی کی طرف بڑھتے رہیں ویسے ویسے اُن کی مفید مصروفیات میں اضافہ ہوتا رہے، اور اُن میں اس طرح وقت گزارنے کی عادت پیدا نہ ہونے دی جائے جو دنیا یا آخرت کے فوائد سے خالی ہو، چہ

جائیکہ گناہ کے کاموں کی عادت ہو جائے۔

عام طور پر رات کے وقت کو فضول مشغلوں میں خرچ کرنا، اور دن کے وقت سونا، یا گلیوں اور بازاروں میں وقت کو بے دردی سے برباد کرنا، یا تعلیم سے چھٹی کے زمانے کو بے فائدہ گزارنا، سُستی، کاموں سے اُکتانا اور فراغت کو پسند کرنا، یہ ایسی خطرناک عادتیں ہیں جو وقت کی تباہی کا عام ذریعہ ہیں، اس لیے بچوں کو وقت کی بربادی کے تمام ذریعوں سے بچانے کی ایسی ہر ممکن تدبیر اور ذریعہ اختیار کرنا چاہیے جو اس موقع پر قابلِ عمل اور کارآمد ہو۔ اسی طرح وقت ضائع کرنے والے لڑکوں کی صحبت سے اپنی اولاد کو بچا کر رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ ایسے لڑکوں سے محفوظ اور بچ کر رہنا بہت بڑی عافیت ہے اور اُن کے ساتھ تعلقات اور دوستی سے بہت ساری بُری عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

پھر بچوں کو صرف بے فائدہ کاموں سے روک دینا ہی کافی نہیں بلکہ اگر بچہ بے فائدہ کاموں میں وقت خرچ کرے تو اُسے اُس کی خواہش، میلان اور ہمت کے مطابق ایسے فائدہ مند کام بتلائے جائیں جن میں وہ پریشان ہوئے بغیر اپنی صلاحیت استعمال کر سکے۔

اسی کے ساتھ اگر وقت ضائع کرنے پر وقتاً فوقتاً بچوں کو احساس دِلایا جاتا رہے اور نصیحت کی جاتی رہے تو اس سے بھی بچوں کے دِلوں میں وقت کی قدر و قیمت پیدا کی جاسکتی ہے؛ مثلاً کہا جائے کہ وقت مسلمان کا سب سے قیمتی سرمایہ اور سب سے قیمتی مال ہے، مگر یہ مال سب سے جلدی اور خود بخود ختم ہو جاتا ہے، اور ایک مرتبہ جب ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو دوبارہ اسے ہاتھ میں لانا ممکن نہیں؛ بے فائدہ کام میں گزر جانے والا وقت بھی زندگی کا حصہ تھا، اور پوری زندگی انہی منٹوں، سیکنڈوں اور سانسوں سے مل کر بنی ہے؛ اور مستقبل کے بارے میں لمبی لمبی اُمیدیں باندھنے کے بجائے اپنے موجودہ وقت کو صحیح طرح استعمال کرو کیونکہ موجودہ اور آنے والے لمحوں کو صحیح طرح خرچ کرنے سے ہی مستقبل میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے؛ جو لوگ اپنے وقت کی حفاظت اپنے مال وجائیداد سے زیادہ کرتے ہیں، اصل کامیابی اُنہیں ہی حاصل ہوتی ہے، اور فارغ اور بے کار رہنے کے ہزاروں نقصانات ہیں، پھر یہ فراغت انسان کی بے شمار صلاحیتوں کو بھی برباد کر دیتی ہے، اگر انسان مصروف رہے تو پھر فراغت اور بے کاری کے غلط اثرات سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ بچپنے سے ہی اگر بچوں کے دل میں وقت کی قدر و قیمت پیدا ہو گی تو بڑے ہونے کے بعد بھی وہ ایک منظّم زندگی گزار سکیں گے، اس لیے بچوں میں وقت کی قدردانی پیدا کرانا اور اُن کے وقت کو اُن کے لیے فائدہ مند بنانا نہایت ضروری ہے۔

Idara Ghufran

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب

اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل (قسط۲)

مؤرخہ ۲۵/شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق 4 / دسمبر 1999ء بروز ہفتہ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم نے ادارہ غفران، راولپنڈی میں تشریف لاکر اصلاحی مجلس میں اپنے ملفوظات وارشادات سے لوگوں کو مستفید فرمایا، جس کو مولانا محمد ناصر صاحب سلمہٗ نے کیسٹ سے نقل کیا، اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے (ادارہ......)

منتہی کے لیے ایک ہدایت اور نفس کی مثال

حضرت والا حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منتہی یعنی جو اپنی اصلاح کر چکا ہے، وہ بھی یہ نہ سمجھے کہ وہ فارغ ہو چکا ہے اور نفس کے اوپر غالب آ گیا ہے، نہیں بلکہ مشائخ نے نفس کی مثال یہ دی ہے کہ نفس ایک گھوڑے کے مثل ہے۔

جب لوگ تانگے میں گھوڑا جوڑتے ہیں تو شروع شروع میں گھوڑے کو سدھاتے ہیں، پہلے وہ ٹانگے مارتا ہے اور مختلف شرارتیں کرتا ہے، اس کے بعد جب وہ بالکل مَشّاق اور ٹرین ہوجاتا ہے تو پھر وہ تابعداری کے ساتھ ٹھیک کام کرتا ہے؛ لیکن تابعدار گھوڑے کے بارے میں بھی یہ خدشہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت بدک جائے اور بے قابو ہوجائے۔

اسی طرح نفس کا گھوڑا مجاہدے کے بعد شائستہ تو ہوجاتا ہے لیکن کبھی کبھی شوخی کر بیٹھتا ہے، اگر نفس کی طرف سے ذرا غفلت کردی تو اس غفلت نے اچھے اچھوں کے تقوے ختم کرادیے۔

اسی طرح مشائخ نے نفس کو اژدھا بھی کہا ہے کہ: نفس اژدھا است

مطلب یہ ہے کہ نفس سانپ کے مثل ہے، جو کبھی سردی کی وجہ سے ٹھٹھر جاتا ہے اور لگتا یہ ہے کہ مَر گیا، لیکن وہ مرا نہیں ہوتا بلکہ جیسے ہی گرمی آتی ہے، وہ فوراً پھنکار مارتا ہے۔

ایسے ہی تمام نفسانی رذائل کے نکالنے کے لیے اس نفس کی بہت ہی زیادہ مخالفت کرنی ہوتی ہے، بہت ہی زیادہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی نالائقی کا اعتراف

بہرحال حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گنہگار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے، میرا قلب ضعیف ہے، گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں، آپ ہی قوت دیجیے، میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے''

دیکھو! دنیا تو عالمِ اسباب ہے، یہاں سامان اور اسباب ہوگا تو کچھ بندہ کر سکے گا؛ اور پھر ہماری محنت ہی کیا ہے؟ اس کو نجات کا سامان سمجھنا بھی غلط ہے۔

خود حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ اور ملفوظات میں کئی جگہ فرمایا کہ جنت میں درجے کی تمنا کرنا یہ تو بڑوں کا کام ہے، مجھے تو جنتیوں کی جوتیوں میں بھی اگر جگہ مل جائے تو سمجھوں گا کہ اللہ کا بڑا کرم ہے، اور یہ بھی بر بنائے استحقاق نہیں ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ عذاب کا تحمل نہیں ہے۔

دیکھو اتنا بڑا شیخ، مجدد، مفسر، محدث، مصلح، امامِ رشد و ہدایت اپنے لیے کیا کہہ رہا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں اصلاح کی ضرورت نہیں ہے!

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے کہ اُن کو کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ جب آپ کی اللہ تعالیٰ کے سامنے برزخ میں پیشی ہوئی تو کیا ہوا؟

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے سارے اعمال کو ٹٹولا، تو وہ اس قابل نہ تھے کہ نجات کے لیے پیش ہو سکتے، کسی عمل میں اخلاص ہی نہیں تھا، وہ عبادتیں، وہ معمولات، وہ درس و تدریس وہ تبلیغ، تلقین اور اصلاح، اُن کی خانقاہیں قائم تھیں، مدرسے تھے، مگر سارے سکّے کھوٹے نکلے۔

تو جب اس درجے کے لوگوں کے یہ حالات ہیں، تو ہم کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ اپنے کسی عمل کو کھرا سمجھیں

نفس و شیطان کے ساتھ زندگی بھر کا مقابلہ

اب غور کرو کہ گناہ کون کراتا ہے؟ تو نفس اور شیطان گناہ کراتا ہے، ساری زندگی ان کے ساتھ مقابلے میں ہی جائے گی، ساری زندگی کشتی لڑنی ہوگی، یہ زندگی کا میدان ایک اکھاڑا ہے، ساری زندگی مجاہدہ کرنا ہے، یہ جو شروع میں آیتِ کریمہ تلاوت کرنے کی توفیق ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا. وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ (سورۃ العنکبوت

آیت نمبر ۲۹) ۱

کہ ”جو ہماری راہ میں ہمارے لیے مشقت اور محنت کریں گے انہیں ہم اپنے ثواب اور اپنے راستے یعنی جنت کے راستے دِکھا دیں گے اور اللہ تعالیٰ مخلصین کے ساتھ ہیں“

اور محسنین کے معنیٰ مخلصین کے بھی ہیں، یعنی محسنین اخلاص والے لوگ ہیں، تو اس آیت میں بھی احسان کا ذکر ہے، گویا کہ مجاہدہ کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جن میں احسان کی صفت ہوتی ہے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے اللہ جو گناہ میں نے اب تک کیے ہوں، انہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمادے، گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کروالوں گا“

تمام بنی آدم خطا کار ہیں

اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

كُلُّكُمْ خَطَّاءٌ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۴۲۳) ”تم سب کے سب خطا کار ہو“

لہٰذا ہم انسان ہیں، بشر ہیں؛ گناہ گار اور خطا کار ہیں، تو ہمیں اپنی خطاؤں کا اقرار کرلینا چاہیے۔

اسی وجہ سے یہ لفظ آئے ہیں کہ میں نہیں کہتا کہ آئندہ میں گناہ نہیں کروں گا میں تو ہوں ہی انسان اور بشر، اور انسان سے خطا اور بھول چوک ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ جو سورہ بقرہ کی آخری آیات میں دعائیں ہیں، اُن کے بارے میں کوئی تفسیر کے طور پر نہیں بلکہ لطیفۂ قرآنی کے طور پر عجیب فقرہ فرمایا کرتے تھے؛ وہ آیات یہ ہیں:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا (سورة البقرة آیت نمبر ۲۸۶) ۲

حضرت عارفی فرمایا کرتے تھے:

قرآن مجید کی اس دعا میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمادیا کہ تم ہم سے یوں کہو کہ! ”ہمیں عذاب نہ دیجیے، ہم سے خطأً گناہ ہوا ہو، یا بھول چوک سے ہوا ہو، آپ اپنے فضل سے معاف

---

۱ ترجمہ: ”اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں، ہم اُن کو اپنے (قرب وثواب یعنی جنت کے) رستے ضرور دکھادیں گے، اور بے شک اللہ تعالیٰ (کی رضا و رحمت) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے“ (ترجمہ از بیانُ القرآن)

۲ ترجمہ: ”اے ہمارے رب! ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے، اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں“ (ترجمہ از بیانُ القرآن)

کر دیجیے، اپنی رحمت سے معاف فرمائیے‘‘

معلوم ہوا کہ ہم سے خطاء اور بھول چوک ہوگی۔

اور حضرت عارفی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے سامنے جب دعا مانگا کرو، تو اقراری مجرم بن کر آیا کرو، اور اپنی خطاؤں کے اوپر معافی چاہا کرو؛ اللہ تعالیٰ کی عدالت یہاں کی سی نہیں ہے، وہ تو فضل کی عدالت ہے، رحمت کی عدالت ہے:

من گناہ گارم تو معزاری کنی　　　　جرم من کردم تو غفاری کنی

گناہ میں نے کیا ہے، آپ معاف کردیں، آپ کی ذات پاک کی خصوصی صفت ہے معاف کرنا اور میرا بشری تقاضا ہے گناہ کرنا۔

جرم ہا بینی و خشمِ ناوری

جرم دیکھ رہے ہیں لیکن غصہ نہیں کر رہے

عتابِ الٰہی کے وقت قبولیتِ دعا کی مثال

غور کرو اور سوچو! صبح سے شام تک ظاہر کے بھی گناہ ہو رہے ہیں، باطن کے بھی لیکن اللہ تعالیٰ کو غصہ نہیں آرہا، مخلوق کتنے گناہوں میں ملوث ہے، امت کس کی نام لیوا ہے؟ آج کون سا گناہ ایسا ہے کہ یہودیوں اور بنی اسرائیل نے وہ کیا ہو اور مسلمان نہ کر رہے ہوں، مگر قربان ہو جائیں اپنے اس مالک اور رب پر کہ بندوں کی ساری نافرمانیاں دیکھ رہے ہیں، جرم دیکھ رہے ہیں اور غصہ نہیں کر رہے، کیونکہ وہ اس سے پاک ہیں، وہ فوق ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سارے فرشتے سجدہ میں گر گئے لیکن اُس ملعون، نافرمانی کے پتلے نے سر نہیں جھکایا، حکم نہیں مانا، اس پر عتاب ہوا اور اس کے راندۂ درگاہ ہونے کا حکم ہوگیا، چنانچہ حکمِ الٰہی ہوا:

اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸) [۱] ’’نکل جا یہاں سے‘‘

مگر ابلیس نے بھی عین عتاب کے وقت درخواست پیش کردی:

’’اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ‘‘ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴) [۲]

---

[۱] ترجمہ: ’’یہاں سے ذلیل وخوار ہوکر نکل‘‘ (ترجمہ از بیانُ القرآن)

[۲] ترجمہ: ’’مجھ کو مہلت دیجیے، قیامت کے دن تک‘‘ (ترجمہ از بیانُ القرآن)

کہ قیامت تک کے لیے مجھے مہلت دیدیجیے،

ابلیس نے دعا مانگی تو کیا مانگی؟

اس عتاب کے وقت بھی اللہ تعالیٰ نے معتوب یعنی ابلیس سے فرمایا کہ جا دیدی، تو اللہ تعالیٰ کو طبعی غصہ کوئی تھوڑا ہی آتا ہے؛ اللہ تعالیٰ تو تمام طبعی جذبات سے فوق اور بلند ہیں۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے القاء شُدہ الفاظ ہیں، حضرت فرماتے ہیں:

''غرض اس طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار اور اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو کہ میں ایسا نالائق ہوں، میں ایسا خبیث ہوں، میں ایسا بُرا ہوں۔

غرض خوب برا بھلا اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے سامنے کہا کرو''

توبہ کی شرائط

غرضیکہ توبہ کرو، اور توبہ کی شرائط تینوں زمانوں سے متعلق ہیں، توبہ کے عمل کا تعلق ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں سے ہے، اور وہ اس طرح کہ ماضی پر ندامت ہو، اور موجودہ حالت میں فوراً گناہوں کو ترک کردے اور آئندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا عزمِ مصمم کرلے۔

توجب معافی اور عجز کا اقرار ہوگیا، ندامت ہوگئی تو توبہ مکمل ہوگئی۔

حضرت نے اکثر جگہ فرمایا ہے کہ اپنی نالائقی اور نااہلی کا اقرار بار بار زبان سے کیا کرو، اور یہ حقیقت بھی ہے کہ بندہ تو ہے ہی نالائق اور ناکارہ۔

صرف دَس منٹ روزانہ یہ کرلیا کرو

حضرت فرماتے ہیں:

''صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کرلیا کرو؛ لو بھائی! دوا بھی مت پیو، بدپرہیزی بھی مت چھوڑو، صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کرلیا کرو۔

حضرت آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا سامان ہوگا کہ ہمت بھی قوی ہوجائے گی، شان میں بھی بٹہ نہ لگے گا، دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی، غرض غیب سے ایسا سامان ہوجاوے گا کہ آج آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے''

حضرت نے صرف دس منٹ فرما کر وقت بھی مقرر کر دیا ہے کیونکہ حضرت تو بہت منتظم تھے، تو حضرت نے الفاظ بھی ہمیں بتلا دیے، اور آپ کو اور ہمیں کچھ نہیں کرنا پڑا، گویا کہ لقمہ بنا کر ہمیں دیدیا۔

نماز کی روح

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے۔ جیسے ہمارا بدن ہماری صورت اور ہماری روح ہماری حقیقت ہے۔

اسی طرح نماز کی صورت ارکان، قیام، قعود، قومہ، سجود، جلسہ اور اس جیسے دوسرے اعمال ہیں، یہ سارے اعمال ظاہر کے ہیں۔

جبکہ نماز کی حقیقت خشوع ہے۔

اور خشوع کی تعریف حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے کہ قلب وقالب دونوں ساکن ہو جائیں، نمازی اللہ کے سامنے ایسے کھڑا ہو جائے جیسے کہ لکڑی اور سوٹی کھڑی ہوتی ہے، گویا بے جان بن جائے۔

ہم تو نماز ایسے پڑھتے ہیں کہ ذرا برداشت نہیں کرتے، کہیں ذرا کھجلی ہو جائے تو فوراً کھجانے لگے، اور اِدھر اُدھر ہاتھ ہلانے لگے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (سورة المؤمنون آيت نمبر ٢) [1]

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نماز بغیر خشوع کے ادا ہوئی ہے تو ثواب تو ملے گا اور فرض سَر سے ادا ہو جائے گا لیکن نماز کی قبولیت کے لیے خشوع ضروری اور موقوف علیہ ہے۔

حج کی روح

اسی طرح سے حج کے ارکان طواف، سعی اور دوسرے منیٰ اور مزدلفے کے مناسک ہیں، یہ ظاہر کے ارکان ہیں، اور حج کی روح کیا ہے؟ تو حج کی روح عشق ہے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے پاکستان بننے سے پہلے کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک قافلہ جہاز کے ذریعہ ہندوستان سے چلا، اُس میں علماء، صلحاء اور مشائخ بھی تھے، اس جہاز میں اللہ کا ایک عاشق تھا، اور عشق کے جذبے میں کچھ پڑھتا پڑھاتا، جہاز میں چلا جارہا تھا، کبھی نعتیہ کلام پڑھتا

[1] ترجمہ: ’’جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں‘‘ (ترجمہ از بیانُ القرآن)

اور کبھی اللہ کی حمد کرتا، اس کو لوگوں نے کہا بھی کہ بھائی تم کیا ہر دَم یہ چیزیں پڑھ رہے ہو؟ بہر حال وہ صاحب ماشاء اللہ نماز، روزے اور دوسرے شریعت کے احکام کے پابند تھے۔

توجب وہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو معلم سب حضرات کو حرم کی طرف لے گیا اور بیتُ اللہ کے سامنے جا کر کہا:

شُفْ ذَاکَ بَیْتُ اللہِ!

دیکھ یہ ہے بیتُ اللہ!

بس جیسے ہی اُس اللہ کے عاشق نے بیتُ اللہ پر نظر ڈالی، وہیں پر جان دیدی، اور یہ شعر پڑھا:

چوں رسی بکوئے دِلبر بسپار جانِ مضطر — کہ مبادا بارِ دِگر بایں تمنا نہ رسی

جب کوچۂ محبوب تک رسائی ہو جائے تو اپنی بے قرار جان ان کی نذر کردو، کہ شاید پھر کبھی ایسا نظارہ نہ ہو سکے۔

اب تو یہ حالت ہے کہ بیتُ اللہ شریف کے چاروں طرف بڑی بڑی عمارتیں بن گئی ہیں، بیتُ اللہ شریف نظر نہیں آتا؛ لیکن اُس وقت ایسی صورت نہ تھی۔

رمضان کی روح

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے رمضانُ المبارک کے بارے میں فرمایا ہے کہ رمضانُ المبارک کا مہینہ بڑی اصلاح کا زمانہ ہے۔

اور رمضانُ المبارک میں جتنے بھی ظاہر کے اعمال ہیں، جیسے روزہ، رات کا قیام، اعتکاف، تراویح، یہ سب رمضانُ المبارک کا ظاہر ہے۔ اسی طرح رمضان کی بھی روح ہے، اور رمضان کی روح ان ظاہری اعمال کے اندر ہے اور وہ ہے مجاہدہ۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس مفتی محمد رضوان

اپنے کسی موقف سے رجوع اہلِ حق کا شعار ہے

ہمارے اکابر نے حق پرستی کی وہ مثالیں قائم فرمائی ہیں کہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں، ہمارے اکابر باوجود علم کے سمندر ہونے کے حق کی اتباع میں اتنے حریص تھے کہ اُنہیں اس کی تلاش وپیروی میں اپنی شان کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی، اور حق بات اگر اُنہیں اپنے کسی چھوٹے بلکہ دُشمن کی طرف سے بھی ملتی تھی تو اُسے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوتا تھا۔

لیکن اگر کسی بات کے حق ہونے پر شرح صدر نہیں ہوتا تھا تو پھر خواہ پوری دنیا ایک طرف ہو، اس سے متأثر ہونے کا کوئی ادنیٰ شائبہ بھی محسوس نہ ہوتا تھا، اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا ہمارے اکابر میں نمایاں مقام رہا ہے۔

اور آج اپنے کسی سابقہ موقف سے رجوع کر لینا ہمارے علمی معاشرہ میں بھی ایک عیب سمجھا جانے لگا ہے، اور اس کا تذکرہ کمزوری اور کوتاہی اور عیب کے ساتھ کیا جانے لگا ہے، جبکہ ظہورِ خطاء کے بعد رجوع کرنا ہمارے اکابر کے کمال کی شان تھی۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے حق پرستی کی یہ شان تھی کہ اگر کسی مسئلے میں بمقتضائے بشریت خطا واقع ہوئی تو اطلاع پاتے ہی فوراً رجوع فرماتے اور غلطی کا بالتصریح اقرار فرما لیا کرتے تھے (ملاحظہ ہو: تذکرۃُ الرشید جلد۲ صفحہ ۴۶)

اس سلسلہ میں حضرت حکیمُ الامت رحمہ اللہ سے متعلق ایک انتہائی مؤثر مگر مختصر مضمون پیشِ خدمت ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمہ اللہ جو کہ ابوحنیفۂ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے (یہ مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے علاوہ ہیں) انہوں نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی حیات میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی سوانح حیات پر ''تذکرۃُ الرشید'' نام کی ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی، جو کہ اہلِ علم حضرات کے لیے بطورِ خاص بہت مفید ہے۔

اس کتاب میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے تفقہ وافتاء کے ذیل میں مولانا میرٹھی رحمہ اللہ نے حضرت

گنگوہی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ کے مابین ایک مراسلہ کا ذکر کیا ہے، جو چند مسائل سے متعلق ہے اور ان مسائل پر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا موقف پہلے کچھ اور تھا اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے طویل مراسلت کے بعد وہ موقف تبدیل ہوگیا تھا، اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تحقیق کی طرف رجوع فرمالیا تھا۔ [1]

حضرت گنگوہی وحضرت تھانوی رحمہما اللہ کے اس مراسلہ کو حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمہ اللہ نے نقل کرنے سے پہلے تذکرۃُ الرشید میں جو کچھ فرمایا ہے، وہ اس دَور میں علماء کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''سب سے مقدم اس مراسلہ کا ہدیۂ ناظرین کرنا مناسب سمجھتا ہوں، جو حضرت امام ربانی قدس سرہ اور مولانا الحافظ الحاج القاری شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہٗ کے مابین ۱۳۱۴ھ میں پیش آیا۔

چونکہ علامۂ زمن مولانا اشرف علی صاحب زید مجدہٗ کا تبحرِ علمی ہندوستان کے ہر ہر عالم کو تسلیم ہے، اس لئے شکوک وشبہات کی تقویت اسی سے اندازہ ہوسکتی ہے اور اس کے ساتھ ہی مولانا تھانوی دام ظلہ کا وہ طبعی خداداد جوہر قابل لحاظ ہے جس کو سلامتیٔ قلب، اطاعتِ حق، فروتنی، وہیچ مدانی اور سچا اسلام یعنی گردن نہادن بطاعت کہا جاتا ہے، آپ کا رجوع الی الحق جو تکبر و نخوت علمی سے بے لوثی کی علامت اور برحق علم کے سچے اثر کا ثمرہ ہے آپ کے کمال کو اُس حد تک پہنچا رہا ہے کہ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے۔

یہ امتثال واذعان کی مثال علمائے زمانہ کے لئے مولانا تھانوی کی وہ پائیدار یادگار رہے جو مُردہ سنت کے زندہ کرنے میں اس چودھویں صدی کے اندر سب سے پہلے مولانا کے ہاتھوں ظاہر ہوئی۔

چونکہ مولانا تھانوی میرے عقیدہ میں سرتاجِ علماء ہونے کے علاوہ خود میرے محترم پیشوا اور

---

[1] یہ رجوع فیصلہ ہفت مسئلہ سے متعلق تھا، فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے حکم پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا تھا، اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے مکاتبت کے بعد اس میں مندرجہ مسائل میں اپنے جواز کے رجحان سے رجوع فرمالیا تھا، مگر افسوس کہ آج تک بعض علماء اس رسالہ کی تبلیغ کررہے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دینی آقا ہیں اس لئے اس پاکیزہ تحریر کو جوانشاءاللہ قیامت کے ہولناک دن میں مغفرت کی دستاویز اور قلبی سلامتی وایمان کی مہری سند بنا کر علیٰ روٴس الاشہاد مولانا کے ہاتھ میں دی جائے گی، سوانح میں شائع کرتا ہوں تاکہ احیاءِ سنت ممیتہ کی کسی درجہ میں تائید کا حصہ مجھ ناکارہ کو بھی مل جائے اور تھانوی آقا کی کسی ادنیٰ مرتبہ میں حشر کے دن مجھے بھی معیت نصیب ہوجائے (تذکرۃ الرشید جلداوّل صفحہ ۱۱۳)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی طرف سے اپنے مضامین سے متعلق ترجیح الراجح کا مستقل سلسلہ تھا، جس میں کسی مسئلے کی وضاحت یا رجوع کی اشاعت کی جاتی تھی۔

اس کے علاوہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اپنے وصایا میں بھی اس کا خاص اہتمام فرمایا ہے، چنانچہ آپ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ ہے:

”تالیفات کے بعض مقامات میں مجھ سے اختصارِ موہم یا زیادتِ موہمہ یا غفلت سے کچھ لغزشیں بھی ہوئی ہیں، جو اس وقت ذہن میں حاضر ہیں، ان کی اطلاع جزئی طور پر دیتا ہوں، اور جو اس وقت ذہن میں حاضر نہیں اُن کے لیے دو قاعدے عرض کرتا ہوں:

ایک یہ کہ میری کسی ایسی تصنیف میں جو اُس محل لغزش سے متاخر ہو اس کی اصلاح کر دی گئی ہو، اور متاخر ہونا تاریخ کے ملانے سے جو کہ ہر تصنیف کے آخر میں التزاماً لکھی گئی ہے معلوم ہوسکتا ہے، اور اسی سے یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ میری تالیفات میں جو مضمون متعارض ہو اُس میں اخیر کا قول میرا سمجھا جائے۔

دوسرا قاعدہ یہ کہ ایسے مواقع مشتبہ کو دوسرے علماء محققین سے تحقیق کر لیا جاوے، اور اُن کے قول کو میرے قول پر ترجیح دی جاوے، اسی طرح اگر میرا لکھا ہوا کوئی مشتبہ فتویٰ کسی کی نظر سے گزرے اُس میں بھی یہی تقریر معروض ہے، کیونکہ بعض اوقات لکھنے کے بعد خود مجھ کو بعض جوابوں کا غلط ہونا محقق ہوا ہے، میں نے سائل کا پتہ معلوم ہونے پر اس کو مطلع بھی کر دیا ہے، لیکن پتہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں یا اس سائل کے پاس میری تصحیح کے محفوظ نہ رہنے کی تقدیر پر احتمال غلطی پڑنے کا ہوسکتا ہے، اس لئے احتیاطاً یہ عرض کیا گیا“ (اشرف السوانح ج۳ص ۱۱۴و۱۱۵)

علم کے مینار مولانا محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۷)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

مضمون کا درجِ ذیل حصہ مفتی صاحب موصوف کا خودنوشتہ ہے

مدرسہ میں طلبۂ کرام کے حالات

مدرسہ میں تقریباً ہر طبقہ و برادری اور ہر علاقہ کے امیر و غریب طلبہ داخل تھے، آجکل کی طرح امیر و غریب برادری یا علاقے وغیرہ کی کوئی تخصیص نہ تھی، اور اسی کا نتیجہ تھا کہ ہر علاقہ، ہر طبقہ اور ہر برادری میں کسی نہ کسی درجے کے علماء کا وجود ہونے کی وجہ سے دینی حالت کچھ بہتر تھی۔

جب کسی علاقے یا برادری یا طبقہ کا کوئی طالب علم فارغ ہو کر جاتا تو اپنے علاقے میں اس کے کچھ نہ کچھ اثرات ضرور پڑتے تھے، بہت سے طلبہ تو اپنے علاقوں میں جا کر خواہ وہ پس ماندہ علاقے ہی کیوں نہ ہوں، امامت و خطابت یا درس و تدریس کی خدمت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے، اور اگر باضابطہ طریقہ پر مشغول نہ بھی ہوں تب بھی وہ جو کچھ حاصل کر کے جاتے تھے، ان کے متعلقین اور حلقے پر زیادہ نہ سہی تھوڑے بہت اثرات تو پڑتے ہی تھے۔

اور آجکل ہمارے ہاں صورتِ حال یہ ہے کہ دینی تعلیم و تعلم کا معاملہ عموماً مخصوص علاقوں اور طبقہ کے لوگوں کے ساتھ محدود ہو کر رہ گیا ہے، امراء و اغنیاء اور بعض اعلیٰ خاندان کے لوگوں نے اس شعبے سے اپنے آپ کو کافی حد تک الگ تھلگ کر لیا ہے، جس کے معاشرے پر کئی منفی اور مضر اثرات پڑے ہیں۔

مثلاً ایک نقصان تو یہ ہوا کہ امراء و اغنیاء جن کا معاشرے میں کوئی مقام و مرتبہ تھا ان کے بجائے غرباء تک معاملہ محدود رہ جانے سے ایک تو اس شعبے سے منسلک حضرات کی معاشرے میں قدر و اہمیت میں کمی آ گئی۔ دوسرے بہت سے غرباء و مساکین نے اس شعبے کو ایک پیشے کے طور پر اختیار کر لیا۔

تیسرے لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے پیشے کو برقرار رکھنے کے لئے دین کی خدمت میں وہ آزادی کی فضاء متأثر ہو گئی۔

Idara Ghufran

چوتھے عام مسلمانوں نے اہلِ علم کو اپنے سے الگ تھلگ ایک مخصوص قوم یا گروہ کا درجہ دے دیا۔

پانچویں اہلِ علم حضرات سے محروم علاقوں اور خاندانوں میں دین کا ماحول کمزور اور ماند پڑ گیا۔

اس کے علاوہ مدرسہ میں طلبۂ کرام کی تعلیم وتربیت کا معاملہ بھی بہتر تھا، جس کی وجہ سے فارغ التحصیل علماء میں دین کا شعور اور عمل کا جذبہ ہوتا تھا۔

اور آجکل اس کے برخلاف تعلیم وتربیت دونوں ہی پہلوؤں میں کمزوری پیدا ہوگئی ہے جس کے نقصانات سے خود طلبہ وعلماء بھی دوچار ہوئے، اور معاشرے کے دوسرے عام لوگ بھی۔

نیز مدرسہ کیونکہ شہر سے ہٹ کر ایسے علاقہ میں واقع تھا، جہاں شہری اور بازاری زندگی کی چھل پہل اور بھاگ دوڑ کی بجائے خاموشی، یکسوئی اور اطمینان تھا اور تعلیم وتعلم کے لئے ایسا ہی ماحول درکار ہوتا ہے، اس کے باعث تعلیمی مشاغل میں خلل انداز ہونے والی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر تھیں۔

فجر اور عصر کے بعد مدرسہ کے طلبہ چہل قدمی اور تفریح کیلئے جاتے تھے، فجر بعد تو کیونکہ اسباق شروع ہونے سے پہلے تک کم وقت ہوتا تھا اور اس وقت میں بہت سے طلبہ نے تلاوت واذکار کرنے ہوتے تھے، اور کچھ طلبہ ناشتہ وغیرہ بھی کیا کرتے تھے۔

البتہ عصر بعد مغرب تک تقریباً تمام طلبۂ کرام فارغ ہوا کرتے تھے اس لئے عصر کے بعد قریبی علاقوں کے مختلف راستوں سے چہل قدمی کرتے ہوئے طلبہ کافی دور تک چلے جاتے تھے، اور مغرب تک واپسی ہو جاتی تھی۔

اس چہل قدمی سے طلبہ کرام کو کافی فائدہ ہوتا تھا، ایک تو کھلی فضاء سے تازہ ہوا میسر آ کر جسم کے لئے صحت بخش ہوا کرتی تھی، دوسرے چہل قدمی کی شکل میں جسم کی ورزش ہو جاتی تھی، تیسرے ذہن کی یکسوئی اور دل ودماغ کی تازگی اور ذہنی بوجھ کو ختم کرنے میں یہ بڑی معین تھی۔

تعلیمی اوقات اور سبق میں طلبہ کی حاضری

مدرسہ میں سبق کے اوقات صبح سے لیکر دوپہر تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک تھے۔

اس پورے دورانیہ میں کُل چھ گھنٹے ہوا کرتے تھے، چار صبح سے دوپہر تک اور دو گھنٹے ظہر سے عصر تک ہوا کرتے تھے، اور ایک گھنٹہ پورے ساٹھ منٹ پر مشتمل ہوتا تھا، اس طرح صبح سے شام تک عام طور پر چھ گھنٹے اسباق ہوا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ بعض درجات کے کچھ اسباق ایسے بھی تھے جو ان اوقات کے علاوہ اضافی اوقات میں ہوا کرتے تھے، مثلاً عصر، مغرب یا عشاء کے بعد خاص طور پر دورہ حدیث کے سال میں شش ماہی کے بعد مغرب اور عشاء کے بعد بھی اسباق ہوا کرتے تھے۔

اسباق کے دوران اکثر طلبہ حاضری کا اہتمام کیا کرتے تھے، اور ہر سبق میں الگ حاضری ہوا کرتی تھی، جس کے لیے باقاعدہ رجسٹر مقرر تھے، بعض خاص خاص اعذار میں ہی غیر حاضری ہوا کرتی تھی۔

ہر جماعت میں طلبہ کی تعداد مختلف ہوا کرتی تھی، عموماً ہر درجہ میں تیس سے چالیس پچاس تک طلبہ کی تعداد ہوتی تھی۔ اور بعض جماعتوں میں اس سے کچھ کم وبیش بھی ہوتی تھی۔

چند اساتذۂ کرام اور ان کا اندازِ تدریس

یوں تو ہمارے تمام اساتذۂ کرام ہی قابلِ قدر اور قابلِ رشک شخصیات اور مقدس ہستیاں تھیں، البتہ مختلف صفات وکمالات کے اعتبار سے پھر ان میں باہم فرقِ مراتب تھا، ان میں سے چند حضرات کے مختصر احوال ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱)......حضرت مولانا مفتی نصیر احمد صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی نصیر احمد صاحب رحمہ اللہ جو کہ اب وفات پا چکے ہیں (رحمہ اللہ رحمۃً واسعہ) وہ حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے اور باصلاحیت وذی استعداد شخصیت کے مالک اور علوم دین کے ہر فن میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، ان سے ہم نے مشکوٰۃ شریف، ھدایہ، مؤطا امام مالک اور رسم المفتی وغیرہ پڑھی ہیں۔ اور افتاء کی مشق بھی انہیں کے زیرِ نگرانی کی ہے۔

آپ کو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ سے والہانہ محبت تھی، اور اسی وجہ سے فرصت کے اوقات میں آپ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے مواعظ وملفوظات اور دیگر کتب کے مطالعہ میں مشغول رہتے تھے، اس وقت آپ مدرسہ مفتاح العلوم میں رئیس مفتی کے عہدے پر فائز تھے۔

بسا اوقات گرمیوں کی دوپہر میں جبکہ لو چل رہی اور دھوپ چلچلا رہی ہوتی تھی، آپ اپنے دارالافتاء میں تنہا موجود ہوتے اور مطالعہ میں منہمک ہوتے۔

اس کے ساتھ آپ کے کلام اور گفتگو میں فصاحت وبلاغت کے وہ جوہر نظر آتے تھے، جن کو لفظوں میں بیان کرنا آسان کام نہیں۔

تدریس کے دوران آپ کا انداز گویا کہ ایک وعظ ہوتا تھا، جیسا کہ ایک بشیر ونذیر کی تصویر سامنے موجود ہو، اوران کے سبق کے دوران بیان ہونے والے ترغیبی وترہیبی مضامین دلوں میں بیٹھتے چلے جاتے تھے، موقع بموقع آپ حدیث، اور فقہ کے مضامین کو بیان کرتے وقت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے اشادات سے طلبہ کومستفید فرماتے تھے، اوراکثر ایسامحسوس ہوتا تھا کہ گویا کہ اس مضمون یا کتاب کی کوئی خاص شرح حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمائی ہےاوراسی سے استفادہ کر کے حضرت مفتی صاحب بیان فرمارہے ہیں۔

اسی وجہ سے آپ کے سبق میں کئی طلبہ کورقت طاری ہوجاتی تھی۔

آپ کے ہرفن میں استعداد کووہ کمال حاصل تھا کہ جب بھی آپ کسی فن کے موضوع یااس کے کسی خاص حصہ کا تذکرہ فرماتے تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ کواس فن پرمکمل عبوراورملکہ حاصل ہے،اورمطالعہ بالکل تازہ ہے۔

اور جب آپ کو بیان کے دوران کچھ جوش پیدا ہوتا تو آپ کی آواز، چہرے،جسم اور ہاتھوں کامخصوص انداز بیک وقت مضمون کی پوری عکاسی اور ترجمانی کرتا تھا، جس سے مخاطب کی نظریں آپ کے اوپر سے ایک لمحہ کے لئے ہٹ نہیں پاتی تھیں۔

اوراس لئے آپ کے سبق کے اثرات طلبہ کے دل ودماغ میں ایسے علم کی شکل میں منتقل ہوتے تھے جس میں عمل کا جذبہ ہوتا تھا۔

آپ اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے علمی وعوامی دنیامیں مقبول سمجھے جاتے تھے،اورآپ سے ملاقات و زیارت اوراستفادہ کے لئے آنے والے علماء وعوام کاایک سلسلہ جاری رہتا تھا۔

پھرآپ کے پاس آنے والے حضرات کچھ نہ کچھ آپ سے سیکھ کراور حاصل کر کے ہی عموماً جاتے تھے۔

کیونکہ آپ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا جذبہ بھی بہت تھا، کوئی موقعہ آپ اپنے ہاتھ سے فروگذاشت نہیں ہوجانے دیتے تھے،اورعقائدوعبادات، معاملات ومعاشرت اوراخلاق کے تمام شعبوں سے متعلق درجہ بدرجہ حکمت وبصیرت کوملحوظ رکھتے ہوئے رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔

اوراپنے موقف پر بہت مضبوطی سے نہ صرف قائم رہتے تھے، بلکہ اس کی تبلیغ میں بھی کوئی مداھنت وچاپلوسی سے کام نہیں لیا کرتے تھے۔

اسی وجہ سے آپ کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ رہنے والوں میں، دینداری، تقویٰ، اور عبادات سے لیکر اخلاق تک کے ہر شعبہ میں اثرات نظر آیا کرتے تھے۔

اپنے معمولات اور نظام الاوقات کی پابندی کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے، تقریر کے علاوہ تحریر کے شعبے میں بھی آپ کا اندازِ کتابت بہت منقح، اور منضبط ہوا کرتا تھا، اور اسی وجہ سے آپ سے ہر درجے کے طلبہ تحریر کی مشق حاصل کیا کرتے تھے۔

میں بھی ایک مختصر مدت تک حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے تحریر کی مشق کر کے استفادہ کرتا رہا۔

اس سلسلہ میں آپ کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ کاپی میں مختصر ایک یا دوسطروں کا مضمون لکھ کر حضرت مفتی صاحب موصوف کو دکھلایا جاتا تھا، جس کے نیچے آپ اپنے قلم مبارک سے اصلاح تحریر فرمادیا کرتے تھے، اور اس کے آگے طالب علم کو اسی جیسے کلمات لکھ کر لانا ہوتے تھے۔

اور جب تک ایک لفظ یا جملہ کو طالب علم کما حقہ تحریر کرنے کا سلیقہ حاصل نہیں کرلیا کرتا تھا، اس وقت تک اس کو بار بار تحریر فرما کر مشق کرانے کا اہتمام جاری رکھتے تھے۔ اور اس طرح آپ سے طلبہ کا مبتدی کیا منتہی طبقہ بھی استفادہ کر کے اپنی تحریر کی اصلاح کا سامان کرلیا کرتا تھا۔

حضرت مفتی صاحب تحریر میں بڑا بڑا کر کے یا پھیلا کے لکھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے، بلکہ چھوٹے حروف تحریر فرمایا کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ ایک صفحہ پر آپ کا بہت طویل مضمون سما جاتا تھا۔

حضرت مفتی صاحب موصوف کاغذ کو ضیاع سے بچانے کا بہت سخت اہتمام فرمایا کرتے تھے، آپ نے ایک چھوٹی سی قینچی دارالافتاء میں نشست گاہ کے ساتھ مخصوص جگہ رکھی ہوتی تھی، جس سے تحریر شدہ کاغذوں کے سادہ حصے کاٹ کر محفوظ کرلیا کرتے تھے، اور بوقتِ ضرورت کام میں لاتے تھے۔

فتویٰ نویسی میں بھی آپ کی شان بہت بلند تھی، مختصر اور جامع الفاظ میں صورتِ مسئولہ کا جواب تحریر فرمانے میں آپ کو خداداد ملکہ حاصل تھا، اور حاضر جوابی میں بھی آپ کی شان مثالی تھی، تسلیمی، تحقیقی والزامی ہر قسم کا جواب گویا کہ آپ کی زبان پر رکھا ہوتا تھا، جوں ہی کسی نے سوال کیا اور فوراً ہی اس کا جواب آ موجود ہوا، جیسا کہ پہلے سے تیار رکھا ہوا تھا۔

چائے نوشی کا آپ کو شوق تھا، لیکن ہر وقت نہیں بلکہ دن ورات میں دوتین مرتبہ، مگر آپ کو عام بازاری یا روایتی چائے پسند نہ تھی، بلکہ آپ کی چائے اس انداز سے تیار کی جاتی تھی کہ دودھ الگ برتن میں گرم کیا

جاتا تھا، اور چائے کا قہوہ الگ تیار ہوتا تھا، اور چائے کا قہوہ تیار ہوتے ہی اس میں دودھ ڈال کر تھوڑی دیر کے لئے ڈھکن ڈھک دیا جاتا تھا، مگر اس ڈھکن کو اوپر سے اتارنے کا طریقہ یہ تھا کہ حرکت دیئے بغیر بہت جلدی میں اسے اتارا جائے اور ڈھکن کی نیچے کی سطح پر لگا ہوا بھاپ کا پانی دوبارہ چائے میں شامل نہیں ہونا چاہئے تھا، ورنہ چائے کے لطف میں کمی آجاتی تھی۔

اور آپ کو اس سے اتنی مناسبت تھی کہ اگر کسی نے آپ کی غیر موجودگی میں چائے تیار کرتے وقت اس طرزِ عمل کی خلاف ورزی کی ہوتی، تو آپ کو چائے کے پہلے گھونٹ سے ہی اس کا احساس ہوجاتا تھا، یہ آپ کی لطافتِ طبع کی دلیل تھی۔

حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ نے حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کی صحبت بابرکت سے ایک طویل عرصہ تک استفادہ فرمایا، اور کئی علمی وفقہی مضامین ورسائل آپ کے قلم سے تحریر ہوئے، لیکن مفتی صاحب موصوف نے ان کی نسبت اپنے شیخ حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کی طرف کرنے کو پسند فرمایا۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کی وفات تک مدرسہ مفتاحُ العلوم میں قیام فرمایا، اور حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے وصال کی مختلف متوسلین کو آپ ہی کے قلم مبارک سے تحریری اطلاع ارسال کی گئی۔

چنانچہ حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے وِصال کے بعد جو اطلاع احقر کو جلال آباد سے بذریعہ خط بھیجی گئی، اُس کا مضمون درجِ ذیل تھا اور یہ خط حضرت مولانا مفتی نصیر احمد صاحب رحمہ اللہ کے قلم سے لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''حضرت والا کا وِصال شبِ جمعہ سوا بارہ بجے مؤرخہ ۱۷رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ، ۱۲رنومبر (۱۹۹۲ء) کو ہوگیا ہے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کی آخری نصیحت **''حُسنِ کلام وحُسنِ خُلق یعنی حِلم''**۔ والسلام

حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد حضرت مفتی صاحب موصوف وہاں سے ایک دوسرے قصبہ ''بڑوت'' میں ''پھونس والی مسجد'' میں منتقل ہوگئے تھے، اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔

(جاری ہے..........)

تذکرۂ اولیاء امتیاز احمد

اولیاءکرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت خواجہ شریف زندنی رحمہ اللہ / خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ

حضرت خواجہ شریف زندنی رحمہ اللہ

آپ حضرت مودود چشتی رحمہ اللہ (جن کا ذکر خیر پچھلے شمارے میں آچکا ہے) کے اجلّ خلفاء میں سے تھے، آپ کا لقب نیرالدین تھا ۴۹۲ھ میں آپ کی ولادت مقام زندنہ میں ہوئی، ریاضات ومجاہدات میں کمال تھا، چالیس سال تک آبادی سے متوحش ایک جنگل میں قیام فرمایا۔

اور درختوں کے پتوں وغیرہ پر گذر فرماتے رہے، فقر وفاقہ زیادہ پسند تھا، اکثر پرانا کپڑا پہنا کرتے تھے، تین دن میں افطار فرماتے، لیکن محض بے نمک کی سبزی پر قناعت کرتے۔ [۱]

---

[۱] حضرت خواجہ صاحب پر اس عمل سے رہبانیت کا شبہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ رہبانیت نہیں ہے۔

رہبانیت کیا ہے؟

رہبانیت، رہبان کی طرف منسوب ہے، راہب اور رہبان کے معنی ہیں ڈرنے والا۔

رہبانیت کی ابتداء

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل میں فسق وفجور عام ہوگیا، خصوصاً بادشاہوں اور رؤسا نے احکام انجیل سے کھلی بغاوت شروع کردی، ان میں جو کچھ علماءؔ وصلحاء تھے انھوں نے اس بدعملی کو روکا تو انکو قتل کردیا گیا، جو لوگ ان کے ظلم وستم سے بچ گئے انھوں نے دیکھا کہ اب منع کرنے اور مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں، اگر ہم ان لوگوں میں مل جل کر رہے تو ہمارا دین بھی برباد ہوگا، اس لئے ان لوگوں نے اپنے اوپر یہ بات لازم کرلی کہ اب دنیا کی سب جائز لذتیں اور آرام بھی چھوڑ دیں، کھانے پینے کے سامان جمع کرنے کی فکر نہ کریں، رہنے سہنے کے لئے مکان اور گھر کا اہتمام نہ کریں، لوگوں سے دور کسی جنگل پہاڑ میں بسر کریں، یا پھر خانہ بدوشوں کی طرح زندگی سیاحت میں گذار دیں، تاکہ دین کے احکام پر آزادی سے پورا پورا عمل کرسکیں، ان کا یہ عمل چونکہ خدا تعالیٰ کے خوف سے تھا، اس لئے ایسے لوگوں کو راہب یا رہبان کہا جانے لگا۔ ان کا یہ طریقہ چونکہ حالات سے مجبور ہوکر اپنے دین کی حفاظت کیلئے تھا اس لئے اصالۃً کوئی مذموم چیز نہ تھی، البتہ ایک چیز کو اللہ کیلئے اپنے اوپر لازم کر لینے کے بعد اس میں کوتاہی اور خلاف ورزی بڑا گناہ ہے، جیسے نذر اور منّت کا حکم ہے، کہ وہ اصل سے تو کسی پر لازم وواجب نہیں ہوتی، جو خود کوئی شخص اپنے اوپر کسی چیز کو نذر کر کے حرام یا واجب کر لیتا ہے تو پھر شرعاً اس کی پابندی واجب اور خلاف ورزی گناہ ہوجاتی ہے، مگر ان میں سے بعض لوگوں نے رہبانیت کا نام رکھ کر دنیا طلبی اور عیش وعشرت کا ذریعہ بنالیا، کیونکہ عام آدمی ایسے لوگوں کے معتقد ہوئے، تحفے تحائف اور نذرانے آنے لگے، لوگوں کا ان کی طرف رجوع ہوا تو فواحش کی نوبت آنے لگی، قرآن کریم نے آیت (وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا) میں ان کی اسی بات پر نکیر فرمائی، کہ خود ہی تو اپنے اوپر ترکِ لذات کو لازم کیا تھا، جو منجانب اللہ ان پر لازم نہ کیا گیا تھا، اور جب لازم کرلیا تو پھر اس کی پابندی ان کو کرنا چاہئے تھی، لیکن اسکی خلاف ورزی کی۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بے نیازی

ایک مرتبہ کسی معتقد نے کچھ نذرانہ پیش خدمت کیا، حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں یہ سب جنگل اسی سے بھرا پڑا ہے، اس نے حضرت کے اشارہ کی طرف دیکھا تو سونے کی ایک نہر بہہ رہی تھی۔

اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ جو شخص، حضرت رحمہ اللہ کا پس خوردہ (بچا ہوا کھانا) کھالیتا تھا مجذوب ہوجاتا تھا، رونے کا آپ پر غلبہ تھا، اکثر نعرہ مار کر روتے اور بے ہوش ہوجایا کرتے تھے، کسی نے دریافت کیا کہ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب آیت ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' کا خیال آتا ہے تو تاب نہیں رہتی، اس خیال سے کہ پیدائش تو عبادت کے لئے ہے اور میں زید، عمرو میں مشغول رہتا ہوں۔

وفات

آپ کی وفات تین یا دس رجب ۶۱۲ھ میں ہوئی اور پوری عمر آپ کی ایک سو بیس سال کی تھی، اور بعض کے قول کے موافق آپ کی وفات ۵۸۴ھ اور ۵۸۰ھ میں ہے۔ آپ کے مزار میں اختلاف ہے کہ کہاں واقع

﴿گذشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾

کیا رہبانیت مطلقاً مذموم و ناجائز ہے، یا اس میں کچھ تفصیل ہے؟

صحیح بات یہ ہے کہ لفظ رہبانیت کا عام اطلاق ترکِ لذات و ترکِ مباحات کیلئے ہوتا ہے، اس کے چند درجے ہیں، ایک یہ کہ کسی مباح و حلال چیز کو اعتقاداً یا عملاً حرام قرار دے، یہ تو دین کی تحریف و تغییر ہے، اس معنی کے اعتبار سے رہبانیت قطعاً حرام ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ وہ مباح کے کرنے کو اعتقاداً یا عملاً حرام قرار نہیں دیتا، مگر کسی دنیوی یا دینی ضرورت کی وجہ سے اس کو چھوڑنے کی پابندی کرتا ہے، دنیوی ضرورت جیسے کسی بیماری کے خطرہ سے بطور پرہیز کوئی جائز غذا چھوڑ دینا اور دینی ضرورت کہ کسی گناہ کے ذریعہ بن جانے کے خطرے سے کوئی مباح و جائز کام چھوڑ دینا، جیسے جھوٹ، غیبت وغیرہ سے بچنے کے لئے کوئی آدمی لوگوں سے اختلاط کچھ عرصہ کے لیے چھوڑ دے یا کم کردے، یا کسی نفسانی رذیلہ کے علاج کے لئے چند روز بعض مباحات کو ترک کردے اور اس ترک کی پابندی بطور علاج دواء کے اس وقت تک کرے، جب تک یہ رذیلہ دور نہ ہوجائے، جیسے صوفیائے کرام مبتدی کو کم کھانے کم سونے، کم اختلاط کی تاکید کرتے ہیں کہ یہ ایک مجاہدہ ہوتا ہے نفس کو اعتدال پر لانے کا جب نفس پر قابو ہوجاتا ہے، کہ ناجائز تک پہنچنے کا خطرہ نہ رہے تو یہ پرہیز چھوڑ دیا جاتا ہے، یہ درحقیقت رہبانیت نہیں، تقویٰ ہے جو مطلوب فی الدین اور اسلافِ کرام، صحابہ و تابعین اور ائمہ دین سے ثابت ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ کسی مباح کو حرام تو قرار نہیں دیتا مگر اس کا استعمال جس طرح سنّت سے ثابت ہے اس طرح کے استعمال کو بھی چھوڑنا، ثواب اور افضل جان کر اس سے پرہیز کرتا ہے، یہ ایک قسم کا غلو ہے، جس سے احادیث کثیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے، اور جس حدیث میں ''لا رھبانیة فی الاسلام'' آیا ہے یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں، اس سے مراد ایسا ہی ترکِ مباحات ہے کہ ان کے ترک کو افضل و ثواب سمجھے، بنی اسرائیل میں جو رہبانیت اوّل شروع ہوئی وہ اگر حفاظتِ دین کی ضرورت سے تھی تو دوسری قسم یعنی تقویٰ میں داخل ہے (صوفیاء کی اس سے یہی غرض تھی یعنی حفاظتِ دین، نہ کہ اتباعِ خواہشات) لیکن اہل کتاب میں غُلو فی الدین کی آفت بہت تھی، وہ اس غلو میں پہلے درجہ میں تحریم حلال تک پہنچے تو حرام کے مرتکب ہوئے اور تیسرے درجہ تک رہے تو بھی ایک مذموم فعل کے مجرم بنے۔ (معارف القرآن جلد ہشتم ص ۳۲۶)

ہے، بعض لوگ زندنہ میں بتاتے ہیں اور بعض شام میں۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولادِ طیبہ میں سے ہیں، گیارہ واسطوں سے آپ رحمہ اللہ کا نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ تک جاملتا ہے؛ ابوالنور، یا ابوالمنصور، آپ کی کنیت ہے، علومِ شریعت وطریقت دونوں میں کمال حاصل تھا، کلام اللہ شریف بھی حفظ تھا، روزانہ کلام مجید ختم فرمایا کرتے تھے، مقام ہارون (جونیشا پور کے قریب ہے) میں ۵۲۶ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، خرقۂ فقر وخلافت حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ سے حاصل کیا، لیکن اپنے دادا حضرت پیر خواجہ قطب الدین سے بھی دعائیں اور برکات حاصل کیں، ستر سال تک مجاہدہ فرمایا ہے، اس دوران میں نہ کبھی پیٹ بھر کر کھانا تناول کیا اور نہ سیر ہوکر پانی پیا، کہتے ہیں کہ مجاہدہ میں آپ اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، حضرت کو خلافت کے وقت شیخ نے ایک کلاہ چارترکی یعنی چارکلیوں کی ٹوپی پہنائی تھی، اور ارشاد فرمایا تھا کہ اس سے چارترکوں کی طرف اشارہ ہے، اوّل ترکِ دنیا، دوم ترکِ آخرت بجز ذات حق سبحانہ وتعالیٰ، سوم ترکِ خواب ونوم (یعنی شب بیداری اور ذکر اللہ کا اہتمام) چہارم ترکِ ہوائےنفس۔

کرامات

حضرت کا معمول اکثر سفر کا رہتا تھا، ایک مرتبہ آتش پرستوں کے شہر میں پہنچے، وہاں ان لوگوں نے بہت سی آگ جلا رکھی تھی، حضرت نے اپنے خادم کو بھیجا کہ وہاں سے آگ لے آؤ، تاکہ کھانا وغیرہ پکایا جائے ان لوگوں نے آگ دینے سے انکار کردیا، اور یہ کہا کہ یہ آگ پرستش کیلئے ہے، اس میں سے دینا ہمارے یہاں مذہباً جائز نہیں، حضرت رحمہ اللہ وہاں خود تشریف لے گئے اور ان کو بہت نصیحت فرمائی کہ آگ ہرگز پرستش کے قابل چیز نہیں، پرستش کے قابل صرف وہی ایک ذات وحدہٗ لاشریک ہے، آگ خود مخلوق ہے، اگر اس کی پرستش کروگے تو یہ تم کو خود جلائے گی، ورنہ یہ تمہیں قیامت کے دن نہیں جلائیگی، یہ سن کر وہ سب کہنے لگے کہ اچھا آپ آگ کو نہیں پوجتے....! اس لئے اس میں جاکر دکھلایئے کہ وہ اثر کرتی ہے یا نہیں؟ حضرت نے یہ سن کر وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کی، اس کے بعد ان کے پاس سے سردار کے ایک کم سن بچے کو گود میں لے کر اس آگ میں چلے گئے، اور تقریباً دو گھنٹہ اس آگ میں رہے، آگ نے اس بچہ تک میں کوئی اثر نہیں کیا، یہ ولایت ابراہیمی تھی، یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزہ کا پرتو تھا، اس پر وہ سب

لوگ مسلمان ہوگئے، اس سردار کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا، اور اس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا گیا، پھر حضرت شیخ کے خدام میں داخل ہوگئے۔

خواجہ معین الدین رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت شیخ کے ساتھ جارہا تھا دریا پر گذر ہوا، اتفاقاً کوئی کشتی موجود نہیں تھی، حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں بند کرلو، میں نے آنکھیں بند کرلیں، تھوڑی دیر میں ارشاد فرمایا کہ کھول دو، میں نے کھول کر دیکھا کہ دریا کے پار کھڑے ہیں، میں نہیں سمجھا کہ کس طرح گئے اور کیسے پہنچے (کرامات کے بارے میں پچھلے شمارے کو ملاحظہ فرمائیں حاشیہ میں کرامات کی حقیقت واضح کردی گئی ہے)

ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ میرا لڑکا ایک عرصہ سے گم ہے کہیں پتہ نہیں چلتا، حضرت اس طرف توجہ فرمائیں اور دعا کریں، حضرت نے تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور حاضرینِ مجلس سے کہا کہ چند بار سورۂ فاتحہ پڑھیں، اس غرض سے کہ اس کا لڑکا آجائے، حاضرین نے سورۂ فاتحہ پڑھی، آپ نے اس کے بعد اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ تمہارا لڑکا تمہارے گھر آگیا، اس کو سخت حیرت ہوئی، جا کر دیکھا تو وہ موجود تھا ،فوراً شکریہ کے لئے اس کو حضرت شیخ کی خدمت میں لایا، لوگوں نے اس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عرصہ سے ایک جزیرہ میں محبوس تھا، اسی وقت دفعۃً ایک بزرگ جو حضرت کی صورت کے تھے تشریف لائے اور فرمایا کہ چل اور میرے دونوں پاؤں اپنے پاؤں پر رکھوا کر آنکھیں بند کرادیں تھوڑی دیر میں ارشاد فرمایا کہ کھول دے، میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے گھر تھا۔

نصائح

حضرت شیخ کا مقولہ ہے کہ جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ اپنے آپ کو حق تعالیٰ شانہ کا دوست سمجھے، اول سخاوت دریا جیسی، دوسرے شفقت آفتاب جیسی، تیسرے انکساری زمین جیسی۔

وفات

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا وصال پانچ شوال ۶۱۷ھ میں ہوا، بعض لوگوں نے ۶۰۳ھ میں ہونا بھی بتلایا ہے، مکہ مکرمہ میں آپ کا مزار ہے، سنہ وفات ۵۹۷ھ اور ۶۳۳ھ بھی بتلایا گیا ہے۔

حضرت کے چار خلیفہ مشہور تھے، خواجہ معین الدین اجمیری، خواجہ نجم الدین صغری، شیخ سوری منگوہی، خواجہ محمد ترک، ان میں سے ہندوستان کا منتہائے سلاسل حضرت خواجہ معین الدینؒ ہیں وہی اس شجرہ میں بھی مذکور ہیں (تاریخ مشائخ چشت)

پیارے بچّو! حافظ محمد ناصر

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

پیشاب پاخانہ کے آداب

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی بات ہے کہ عرب میں ایک جگہ تھی، جس کا نام قباء تھا؛ اس جگہ کے رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں اللہ میاں نے قرآن مجید میں ایک آیت میں فرمایا کہ اس جگہ کے رہنے والے لوگوں میں بعض لوگ ایسے ہیں، جو صفائی، سُتھرائی کو بہت پسند کرتے ہیں، اور اللہ میاں اچھی طرح صفائی سُتھرائی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

جب یہ آیت ہمارے پیارے نبی پر نازل ہوئی تو اُنہوں نے قباء کے علاقے کے مسلمانوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح صفائی سُتھرائی حاصل کرنے پر قرآن مجید میں تمہاری تعریف کی ہے، تو تم کس طرح سے اچھی طرح صفائی سُتھرائی حاصل کرتے ہو؟

اس پر اُنہوں نے بتایا کہ ہم پیشاب وغیرہ کرنے کے بعد پانی کے ساتھ استنجا کر کے صفائی ستھرائی حاصل کرتے ہیں۔

تو حضور ﷺ نے اُن سے کہا کہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے، تو اب تم اس عمل کو چھوڑنا نہیں۔ [۱]

بچو! تم اس واقعے سے یہ بات سمجھ گئے ہو گے کہ پیشاب وغیرہ کرنے کے بعد پانی کے ساتھ اچھی طرح صفائی سُتھرائی حاصل کرنے والے لوگوں سے اللہ میاں محبت کرتے ہیں؛ تو بچو آج ہم تمہیں پیشاب اور اُس سے صفائی حاصل کرنے کے بارے میں اسلام کی اچھی باتیں بتائیں گے۔

بچو! پیشاب پائخانہ کرنے کو ہماری اُردو زبان میں قضائے حاجت کہتے ہیں، قضاء کا مطلب ہے پورا کرنا، اور حاجت کا مطلب ہے، ضرورت، تو قضائے حاجت کا مطلب ہوا ضرورت پوری کرنا۔

پیشاب پائخانہ کرنے کو قضائے حاجت اس لیے کہتے ہیں کہ پیشاب پائخانہ کرنا ایک ضرورت ہے، اور

---

[۱] ابنِ ماجہ، حدیث نمبر ۳۴۹۔

Idara Ghufran

ضروری کاموں سے جلدی فارغ ہوجانا چاہیے، اس لیے جب بھی پیشاب پائخانہ آرہا ہو، تو جلد ہی اس سے فارغ ہوجانا چاہیے، بلاوجہ پیشاب روک کر رکھنا اچھی بات نہیں، اور پیشاب پیٹ میں سنبھال کر رکھنے کی چیز بھی نہیں ہے، بلکہ پیشاب اسی لیے آتا ہے کہ اُس کو اپنے جسم سے نکال دیا جائے، پیشاب روک کر رکھنے سے کئی طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، اور پیشاب جلدی نہ کرنے سے کبھی پیشاب کپڑوں میں بھی نکل جاتا ہے، اور جسم یا کپڑوں پر پیشاب لگا ہو تو نماز بھی نہیں ہوتی، اور پھر اللہ میاں بھی ناراض ہوتے ہیں، اس لیے پیشاب پائخانہ آنے پر جلد ہی اس سے فارغ ہوجانا چاہیے۔

بچو! جس جگہ پیشاب، پائخانہ کیا جاتا ہے، اُسے ہماری زبان میں بیتُ الخلاء کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے تنہائی کی جگہ۔

کیونکہ پیشاب پائخانہ سب کے سامنے نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ایسی جگہ کرنا چاہیے جہاں کوئی دوسرا نہ دیکھ رہا ہو، دوسروں کی نظروں کے سامنے پیشاب کرنا بہت گندی بات ہے، اس سے اللہ میاں سخت ناراض ہوتے ہیں، اور دوسروں کے سامنے پیشاب کرنے سے شرم اور حیاء بھی ختم ہوتی ہے، اس لیے بیتُ الخلاء یعنی تنہائی کی جگہ میں ہی قضائے حاجت کے لیے جانا چاہیے، اور گلیوں، راستوں، درختوں اور جہاں سے لوگ گزرتے ہیں، اُن جگہوں پر پیشاب نہیں کرنا چاہیے، اسی طرح بعض بچے صاف پانی میں یا نہاتے وقت پیشاب کرلیتے ہیں، یہ بھی بہت گندی بات ہے، ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ اس طرح پیشاب کی چھینٹیں جسم پر لگ جاتی ہیں، اور صاف پانی میں پیشاب کرنے سے وہ ناپاک اور گندا ہوجاتا ہے، جب صاف پانی گندا ہوجائے گا تو پھر وضو اور پینے کے لیے اور دوسرے کاموں کے لیے کون سا پانی استعمال کیا جائے گا اور ویسے بھی صاف پانی گندہ کرنا گناہ ہے۔

بچو! تم جانتے ہو کہ بعض لوگوں کو گلیوں اور راستوں میں پیشاب کرنے کی عادت ہوتی ہے، یہ بھی بُری عادت ہے، اس کی وجہ سے گندگی اور خطرناک قسم کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں، اور پیشاب کی بدبو بھی پھیلتی ہے، جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور لوگوں کو تکلیف دینا بہت گندی بات ہے؛ اس لیے قضائے حاجت کے لیے بیتُ الخلاء ہی جانا چاہیے، لیکن بیتُ الخلاء میں بھی پیشاب آرام سے کرنا چاہیے، اس طرح پیشاب کرنا کہ اُس کی چھینٹیں جسم پر لگ جائیں، اس سے گناہ ہوتا ہے، اور ہمارے پیارے نبی نے

بتایا ہے کہ جولوگ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے، اللہ میاں اُنہیں قبر میں عذاب اور سزا دیں گے۔

بچو! ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء جاتے تھے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ [۱]

اور ہمارے پیارے نبی نے یہ بھی بتایا ہے کہ جب کوئی آدمی بیت الخلاء میں اللہ کا نام لے کر جاتا ہے تو بیت الخلاء میں موجود جن اُس شخص کو نہیں دیکھ سکتے لیکن جو کوئی اللہ کا نام لیے بغیر بیت الخلاء میں جاتا ہے تو جن اُس کو دیکھتے ہیں اور اُس کا مزاق اُڑاتے ہیں۔ [۲]

اس لیے تم بھی یہ دعا پڑھ کر بیت الخلاء میں جایا کرو، تا کہ بیت الخلاء میں موجود جن اور شیطانوں سے حفاظت ہو جائے؛ اسی طرح بیت الخلاء جاتے وقت اُلٹا پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے، اور قضائے حاجت کرتے وقت کعبے کی طرف رُخ کرنا یا کعبے کی طرف کمر کرنا بھی گناہ کی بات ہے، اس سے بھی بچنا چاہیے بچو بیت الخلاء سے باہر آتے وقت سیدھا پاؤں پہلے باہر نکالنا چاہیے اور یہ دعا پڑھنی چاہیے:

غُفۡرَانَکَ [۳]

اور اگر کسی کو پوری دعا یاد ہو تو اور بھی اچھی بات ہے، وہ پوری دعا یہ ہے:

غُفۡرَانَکَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡأَذٰی وَعَافَانِیۡ

بچو! پیشاب پائخانہ کرنے کے بعد پانی کے ساتھ صفائی حاصل کرنے کو استنجاء کرنا اور طہارت حاصل کرنا کہتے ہیں، استنجے کا مطلب ہے نجات، آزادی اور رہائی حاصل کرنا۔ پیشاب ناپاک اور گندی چیز ہے، اس لیے پیشاب کرنے کے بعد پانی کے ساتھ پاکی حاصل کر کے آدمی ناپاکی اور گندی چیز سے آزاد ہو جاتا ہے؛ اس لیے پیشاب سے پاکی حاصل کرنے کو استنجاء کرنا یعنی نجات حاصل کرنا کہتے ہیں۔

لیکن یاد رکھو کہ استنجاء کرنے کے لیے سیدھا ہاتھ استعمال نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اُلٹے ہاتھ سے استنجاء کرنا چاہیے، اور پانی کے ساتھ استنجاء کرنا چاہیے۔

بچو! ہمارے مذہب اسلام میں صفائی سُتھرائی کی بہت اہمیت ہے، کیونکہ پاکی اور صفائی ستھرائی کے بغیر اللہ میاں کی عبادت نہیں ہوتی، اس لیے بچپنے سے ہی پاک اور صاف سُتھرا رہنے کی عادت ڈال لینی چاہیے۔

---

[۱] (بخاری، حدیث نمبر ۱۳۹)

[۲] (شرح ابنِ بطال)

[۳] (ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۸)

بزمِ خواتین مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

خواتین کے لباس کے شرعی احکام (قسط ۱)

معزز خواتین! اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت اور دنیوی و اخروی فلاح کیلئے ہمیں جو دینِ اسلام عطا فرمایا ہے اس کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہیں زندگی کا کوئی شعبہ اسلام کی تعلیمات سے خالی نہیں ہے۔ انسان زندگی میں جو جو کام کرتا ہے ہر کام سے متعلق شرعی احکام موجود ہیں۔

لہٰذا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض بنتا ہے کہ جن کاموں سے ہمیں سابقہ پڑتا رہتا ہے ان سے متعلق شریعت کے ضروری ضروری احکام کا ہمیں علم ہو۔

لباس کی اہمیت

جن چیزوں سے زندگی میں کوئی بھی انسان مستغنی نہیں ہوسکتا ان میں سے ایک چیز لباس بھی ہے۔لباس کی ضرورت ہر انسان کو ساری زندگی رہتی ہے کوئی بھی انسان خواہ مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا، مسلمان ہو یا کافر، اس سے مستثنیٰ نہیں ہے نیز کوئی انسان بھی لباس کی ضرورت کا منکر نہیں ہوسکتا۔

لباس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

انسان میں اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر شرم وحیا کا مادہ رکھا ہے جس کی وجہ سے انسان خواہ کافر ہی ہو لیکن وہ اپنے قابل شرم اعضاء کے دوسروں کے سامنے کھلنے کو فطرۃً برا اور باعث شرم سمجھتا ہے۔اس لحاظ سے غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ستر پوشی اور لباس انسان کی فطری خواہش اور ضرورت ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب و ملت سے یا انسانوں کے کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

اس لئے حق تعالیٰ کی طرف سے لباس کی صورت میں ایسی چیز کا مہیا ہو جانا جس سے انسان اپنی فطری خواہش وضرورت کو بآسانی پورا کر سکے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے جس کی قدر کرنی لازم ہے۔

لباس کے فائدے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کی نعمت کا شکر ادا کرنے کیلئے یہ دعا تلقین فرمائی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ

ترجمہ: شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے لباس دیا جس کے ذریعہ میں اپنے ستر کا پردہ کروں اور زینت حاصل کروں‘‘

اس دعا سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ لباس کے دو بڑے فائدے ہیں ایک ستر پوشی اور دوسرے زینت و آرائشِ بدن۔

لباس کا مقصد

جس طرح مذکورہ دعا سے لباس کے دو فائدے معلوم ہوئے اسی طرح قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے بھی لباس کے یہی دو فائدے ارشاد فرمائے ہیں:

ارشاد ہے:

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: اے اولادِ آدم ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہارے ستر کو بھی چھپاتا ہے اور موجبِ زینت بھی ہے۔

اس آیت کریمہ میں اول تو اللہ جل شانہٗ نے اولادِ آدم کو اپنی ایک بہت بڑی نعمت یاد دلائی اور وہ نعمت لباس ہے۔ اس نعمت عطا فرمانے کو لفظ ’’اَنۡزَلۡنَا‘‘ سے تعبیر فرمایا کیونکہ جس چیز سے لباس تیار ہوتا ہے یعنی روئی وغیرہ وہ محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم ومشیت سے پیدا ہوتا ہے اگر وہ پیدا نہ فرمائے تو بندے کچھ نہیں کر سکتے پھر لباس کے دو فائدے بتائے ایک یہ کہ وہ شرم کے اعضاء کو چھپاتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ بتایا کہ لباس سے انسان حسین وجمیل نظر آتا ہے۔

پھر پہلے فائدے کو پہلے ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ لباس کا اصل مقصد ستر پوشی ہے زینت و آرائش ثانوی درجے کی چیز ہے۔ اس لئے لباس کا انتخاب کرتے وقت ستر پوشی والے مقصد کو ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے۔

لباس کیسا ہونا چاہئے

اسلام چونکہ ایک دین فطرت ہے اس لئے زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق اسلام کی تعلیمات اعتدال پر مبنی ہیں جس میں ایک طرف اسلامی تشخص و امتیاز کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور دوسری طرف انسان کے فطری تقاضوں اور بشری لوازمات کی رعایت کی گئی ہے۔ ﴿بقیہ صفحہ ۸۷ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

جمعہ کے دن عمامہ پہننے کی فضیلت والی روایات کی حیثیت

سوال

بعض لوگوں سے سُنا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن عمامہ پہننے اور عمامہ پہن کر جمعہ کی نماز پڑھنے کی اسلام میں بڑی فضیلت آئی ہے، یہاں تک کہ عمامہ پہن کر جونماز پڑھی جائے اُس کی فضیلت ستّر نمازِ جمعہ کے برابر ہے

کیا یہ بات درست ہے اور کیا جمعہ کے دن واقعتاً عمامہ پہننے اور عمامہ پہن کر نماز پڑھنے کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے؟ اور اگر ثابت ہے تو یہ احادیث سَند کے اعتبار سے کیا مقام رکھتی ہیں؟

وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

بعض روایات ایسی ہیں کہ جن میں عمامہ پہن کر جمعہ کی نماز پڑھنے کی فضیلت بغیر عمامہ کے جمعہ پڑھنے کے مقابلہ میں زیادہ بیان کی گئی ہے، اور جمعہ کے دن عمامہ پہننے والوں کے لیے فرشتوں کی دعائے مغفرت کا ذکر کیا گیا ہے۔

مگر ان روایات کو محدثین نے بے اصل اور مَن گھڑت قرار دیا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ایک روایت تو یہ پیش کی جاتی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلاَئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلیٰ اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ (مسند الشامیین للطبرانی، باب ماانتھی الینا من مسند مکحول الشامی، حدیث نمبر ۳۴۱۶ عن ابی الدرداء)

ترجمہ: ’’بے شک اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ پہننے والوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں‘‘ (ترجمہ ختم)

اور اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

صَلاَةُ تَطَوُّعٍ اَوْفَرِیْضَةٍ بِعَمَامَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَةً بِلاَ عَمَامَةٍ

وَجُمُعَةٍ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِيْنَ جُمُعَةً بِلاَ عَمَامَةٍ (جامع صغیر ج ۴ ، حدیث نمبر ۵۱۰۱ بحوالہ ابن عساکر عن ابن عمر تصحیح السیوطی صحیح و کنز العمال ج ۱۵ رقم حدیث ۴۱۱۳۹)

ترجمہ: ''عمامہ کے ساتھ نفل یا فرض نماز بغیر عمامہ کے پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں پچیس گناہ افضل ہے، اور عمامہ کے ساتھ پڑھے جانے والا جمعہ بغیر عمامہ کے پڑھے جانے والے جمعہ کے مقابلے میں ستّر گنا افضل ہے'' (ترجمہ ختم)

مگر چونکہ محدثین کے نزدیک یہ روایات موضوع اور مَن گھڑت ہیں، اس لیے ان فضائل کی تصدیق نہیں کی جاسکتی؛ البتہ اگر معاملہ ان روایات کی سند کے صرف ضعیف ہونے تک محدود ہوتا تو پھر فضائل کی حد تک ان روایات کو تسلیم کر لینے میں کوئی حرج نہ تھا۔

تاہم یہ مسئلہ اپنی جگہ علیحدہ ہے کہ عام حالات میں عمامہ پہننا حضور ﷺ کی سنت ہے، اگر چہ یہ غیر مؤکدہ سنت ہے۔

لہٰذا مذکورہ روایات میں بیان شُدہ فضائل سے قطع نظر کرتے ہوئے اور سنتِ غیر مؤکدہ سمجھتے ہوئے فی نفسہٖ عمامہ پہننا ثواب وفضیلت کا باعث ہے۔

یہاں اصل بحث عمامہ پہن کر جمعہ کی نماز پڑھنے کے خاص فضائل سے متعلق ہے، اور اس کے بارے میں عرض کیا جاچکا ہے کہ یہ روایات سند کے لحاظ سے اس درجے کی نہیں ہیں کہ اُن سے کوئی فضیلت ثابت ہوسکے۔

بطور سند اور اہلِ علم حضرات کے اطمینان کے لیے ان روایات کے موضوع ومن گھڑت اور غیر معتبر ہونے کے بارے میں محدثین کے اقوال ذکر کیے جاتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلاَئِکَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلیٰ اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لا اصل لہ تفرد بہ ایوب، قال الازدی ھو من وضعہ کذبہ یحییٰ و ترکہ الدار قطنی (قلت) اقتصر علیٰ تضعیفہ الحافظان العراقی فی تخریج الاحیاء و ابن حجر فی تخریج الرافعی واللہ اعلم (اللآلئ المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ج۲ ص۲۵)

عن انس مرفوعا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلاَئِکَتَہٗ مُوَکِّلِیْنَ بِاَبْوَابِ الْجَوَامِعِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِاَصْحَابِ الْعَمَائِمِ الْبِیْضِ یحییٰ حدث عن حمید وغیرہ احادیث باطلة (قلت)قال فی المیزان مماوضعہ علی حمید واللہ اعلم (اللآلئ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة ج۲ ص۲۵)

امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”صَلاَةُ تَطَوُّعٍ اَوْفَرِیْضَةٍ بِعَمَامَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَةً بِلاَ عَمَامَةٍ وَجُمُعَةٍ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ جُمُعَةً بِلاَ عَمَامَةٍ“ ......(ابنِ عساکر) فی التاریخ (عن ابن عمر) بن الخطاب وعزاہ ابن حجر الی الدیلمی عن ابن عمر ایضاً ثم قال: انہٗ موضوع (فیض القدیر الجزء الرابع، حرف الصاد،حدیث نمبر ۵۱۰۱)

اورامام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومما لایثبت مااوردہ الدیلمی فی مسندہ عن ابن عمر رفعہ (صلاة بعمامة تعدل بخمس وعشرین صلاة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة) وفیہ (ان الملائکة یشھدون الجمعة معتمین ویصلون علیٰ اھل العمائم حتی تغیب الشمس) وفی لفظ عنہ ایضاً (جمعة بعمامة افضل من سبعین بلاعمامة وعنہ وعن ابی ھریرة معاً (ان لِلّٰہِ عزوجل ملائکة وقوفا بباب المسجد یستغفرون لاصحاب العمائم البیض) وعن جابر(رکعتان بعمامة افضل من سبعین بغیرھا) وعن ابی الدرداء (ان اللہ وملائکتہ یصلون علیٰ اصحاب العمائم یوم الجمعة) (المقاصد الحسنة جلد ۱ صفحہ ۲۹۸)

امام ابنِ جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلاَئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ھٰذا حدیث لااصل لہٗ، والحمل فیہ علیٰ ایوب قال ابوالفتح الازدی ھٰذا من وضع ایوب قال العقیلی ولایتابع علیٰ ھٰذا الحدیث قال یحیی بن معین ھو کذاب وقال ابوحاتم والدار قطنی متروک......اِنَّ اللّٰہَ وَمَلاَئِکَتَہٗ مُوَکِّلِیْنَ بِاَبْوَابِ الْجَوَامِعِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ

يَسْتَغْفِرُوْنَ لِاَصْحَابِ الْعَمَائِمِ الْبِيْضِ،قال الخطيب : يحيىٰ بن شبيب يحدث عن حميد وغيره احاديث باطلة ،قال ابن حبان : يحدث عن ثورى بما لم يحدث به قط،لايجوز الاحتجاج به (الموضوعات لابن الجوزى ج۲ص۱۰۶)

امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلاَ ئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلىٰ اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رواه الطبرانى فى الكبير وفيه ايوب بن مدرک قال ابن معين انه كذاب (مجمع الزوائد ج ا ص ۳۳۸،باب التبكير الى الجمعة)

اور محمد بن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ عزوجل وَمَلاَ ئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلىٰ اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ(طب) من حديث ابى الدرداء وفيه ايوب بن مدرک قال الازدى هذامن وضعه (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة ج ا ص ۱۲۰ حديث نمبر ۸۱)

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلاَ ئِكَتَهٗ مُوَكِّلِيْنَ بِاَبْوَابِ الْجَوَامِعِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِاَصْحَابِ الْعَمَائِمِ الْبِيْضِ (خط) من حديث انس و فيه يحيٰى بن شبيب اليمانى، وقال السيوطى قال الذهبى فى الميزان هٰذا الحديث من وضع يحيٰى (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة ج۲ ص ۸۱)

قال الحافظ ابن حجر فى لسان الميزان هٰذا حديث منكر بل موضوع وفى سنده من لم اعرفه ولاادرى الأفة ممن (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الاحاديث الشنيعة، جلد ا صفحه ۱۴۶، حديث نمبر ۱۳۹)

علامہ ابنِ حجر ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والخبر المذكور فى العمامة لم يثبت بل الظاهر أنه موضوع فقد حكم الحفاظ على حديث: ”صلاة بعمامة تعدل بخمس وعشرين صلاة، وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة“ وحديث ”الصلاة فى العمامة بعشرة آلاف حسنة“ بأنهما موضوعان باطلان؛ فلو ورد ذالک اللفظ لذكروه (الفتاوىٰ

الکبریٰ الفقھیۃ، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ)

اور علامہ مبارک پوری لکھتے ہیں:

ومنھا مارواہ ابن عساکر والدیلمی عن ابنِ عمر مرفوعا"صَلاۃُ تَطوُّعٍ اَوْفَرِیْضَۃٍ بِعَمَامَۃٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً بِلاَ عَمَامَۃٍ وَجُمُعَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ جُمُعَۃً بِلاَ عَمَامَۃٍ"قال المناوی:قال ابن حجر:موضوع وکذالک قال الشوکانی فی کتابہ الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعہ وفی الباب روایات اخریٰ ذکرھا الشوکانی وغیرہ فی موضوعاتھم (تحفۃ الاحوذی، کتاب اللباس، باب فی سدل العمامۃ بین الکتفین، حدیث نمبر ۱۱۶۸)

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۲۱/۴/۱۴۲۹ھ

دارالافتاء والاصلاح ادارہ غفران، راولپنڈی

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۲ "خواتین کے لباس کے شرعی احکام"﴾

ٹھیک اسی اصول پر لباس کے بارے میں بھی اسلامی تعلیمات بڑی معتدل اور انسانی تقاضوں کی تکمیل کرنے والی ہیں۔

چنانچہ اسلام نے کسی مخصوص لباس کو متعین نہیں کیا اور نہ لباس کی کسی خاص وضع وہیئت کو متعین کر کے اپنے ماننے والوں کو فقط اسی طرز کا لباس پہننے کا پابند کیا ہے۔ بلکہ علاقے، زمانے، حالات، موسم اور ضرورت کے لحاظ سے مختلف طرح کا لباس پہننے کی آزادی دی گئی ہے، البتہ اسلام نے لباس سے متعلق کچھ اہم اور بنیادی اصول وآداب بتلائے ہیں۔

لباس کے انتخاب کے وقت ان اصولوں اور آداب کو ملحوظ رکھنا ہر مسلمان مرد وعورت کیلئے ضروری ہے ان اصول وآداب میں سے اکثر اصول وآداب تو ایسے ہیں جن کا لحاظ رکھنا مردوں وعورتوں سب کیلئے ضروری ہے اور بعض اصول ایسے ہیں جن میں مرد وعورت کا حکم مختلف ہے۔ یہاں چونکہ خواتین کے لباس سے متعلق احکام ذکر کرنے مقصود ہیں اس لئے مرد وعورت کیلئے الگ الگ احکام میں سے یہاں فقط وہ احکام ذکر کئے جائیں گے جن کا تعلق عورت سے ہے۔ (جاری ہے............)

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟ ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات وجوابات

۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ، بروز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار ستی صاحب نے اور نظرِ ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

کمیشن ایجنٹ کا کام

سوال: کیا کمیشن ایجنٹ کا کام ٹھیک ہے؟ جب کہ مال کسی دوسرے کا ہے، اور خریدار کوئی اور ہے، اور کمیشن ایجنٹ دونوں طرف سے کمیشن حاصل کرتا ہے۔

جواب: کمیشن ایجنٹ (Comission Agent) کو دو شرطوں کے ساتھ کمیشن لینا جائز ہے۔

ایک شرط یہ ہے کہ جس سے کمیشن لے رہا ہے اسے بتا کر کمیشن لے، دھوکہ دے کر اور چوری چھپے سے نہ لے

دوسرے یہ کہ اس کی کوئی شرح (Percentage) طے ہونی چاہئے ایسے نہ ہو کہ کچھ مقرر ہی نہ ہو اور بعد میں جھگڑتے رہیں، یہ کہے کہ پچاس روپے لے لیں، اور دوسرا کہے کہ نہیں میں تو سو روپے لوں گا، معاملہ کرنے والوں کے درمیان طے ہونا چاہئے (ملاحظہ ہو فتاویٰ محمودیہ ج ۱۶، ص ۶۱۷ تا ۶۲۰)

جائز صورت

مثال کے طور پر آپ نے مثلاً کسی دلال کو گاڑی دی، اور آپ نے اسے کہا کہ یہ گاڑی بکوادیں، اب وہ آپ سے بھی کمیشن لیتا ہے اور جس نے گاڑی لی ہے، اس سے بھی کمیشن لیتا ہے، تو اس کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ جتنا کمیشن آپ سے لے رہا ہو، آپ کو پہلے سے پتہ ہو اور اتنا ہی لے، اور جتنا اُس (خریدنے والے) سے لے رہا ہو اُس کو بھی پہلے سے پتہ ہو اور وہ اتنا ہی لے، تو ایسی صورت میں کمیشن لینا

جائز ہے (ملاحظہ ہو حوالۂ بالا)

مگر اس میں یہ ضروری ہے کہ کمیشن ایجنٹ کسی کے ساتھ غلط بیانی سے کام نہ لے۔

ناجائز صورتیں

اور اگر فروخت کنندہ یا خریدار یا کسی ایک یا پھر دونوں سے طے شدہ معاملہ کے بغیر دھوکہ دہی سے کمیشن بٹور رہا ہے، مثلاً یہ صورت ہو کہ کمیشن ایجنٹ نے مثلاً فروخت کنندہ سے یہ کہا کہ آپ کی گاڑی دس ہزار کی فروخت ہوئی حالانکہ وہ گیارہ ہزار کی فروخت ہوئی ہو، اور ایک ہزار بیچ میں بغیر اس کو بتائے اپنے پاس رکھ لئے تو یہ معاملہ ناجائز ہے۔

اور اگر کمیشن ایجنٹ نے مثلاً خریدار کو کہا کہ بارہ ہزار میں سودا ہو رہا ہے، حالانکہ سودا گیارہ ہزار میں ہو رہا ہے اور ایک ہزار بغیر اس کو بتائے خود لے لئے۔

یا دونوں کو دھوکہ دے کر پیسے بیچ میں دبا لئے مثلاً فروخت کرنے والے کو کہا کہ دس ہزار کا فروخت ہو رہا ہے، اور خریدرار سے کہا کہ بارہ ہزار کا سودا ہو رہا ہے تو یہ کمیشن ناجائز ہے۔

اور جس معاملہ میں یہ دھوکہ نہ ہو، جس سے لیا جا رہا ہے، اس سے طے بھی کر لیا جائے تو یہ جائز ہے، چاہے ایک طرف سے لیا جا رہا ہو یا دونوں طرف سے (کمافی حدیث صحیح مسلم ج۲ص۳، وترمذی ج۱ص۲۴۴)

حضور ﷺ نے بعض احادیث میں جو دلال کی آمدنی سے منع فرمایا ہے، اور اس کی آمدنی کو جو ناجائز قرار دیا ہے، اس سے مراد وہی دلال ہے جو دھوکہ دے کر لوگوں سے پیسے بٹورے۔

دھوکے سے کمیشن لینے کی ایک صورت اور بھی ہے، اس صورت میں جتنے کا سودا ہو رہا ہے، وہ بتا دیا جاتا ہے، اور رضامندی سے لیا جاتا ہے، اور جتنا کمیشن لینا ہوتا ہے، وہ بھی پہلے سے طے ہوتا ہے، لیکن ایک اور خلاف ورزی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے معاملہ ناجائز ہو جاتا ہے؛ وہ یہ کہ جو چیز بیچی جا رہی ہے، اس کے بارے میں غلط بیانی کرتا ہے، مثلاً موٹر سائیکل کی ٹینکی لیک ہے، یا اس میں جوڑ لگا ہوا ہے، یا اس کا انجن کچھ خراب ہے، اور اس نے وہ عیب چھپا لیا بتایا نہیں، بلکہ عیب بتانے کے بجائے، اس نے خریدار کے سامنے بے تکی تعریفیں شروع کر دیں، اور تعریفیں اتنی کیں کہ وہ بے چارہ خریداری پر آمادہ ہی ہو گیا، اس نے تعریفیں سن کر سوچا کہ بڑا اچھا سودا مل رہا ہے، یہ غلط بیانی ناجائز ہے، جیسا کہ خریدار چیز کی مصنوعی ساکھ سے دھوکہ میں آ جاتا ہے، مثلاً بھینس یا گائے جب منڈی میں آتی ہے، خصوصاً جو گائے

بھینس دودھ دینے والی ہوتی ہے، تو اس کا کئی دن پہلے سے دودھ نکالنا چھوڑ دیا جاتا ہے، اور اس کو خوب کھلایا جاتا ہے، مصنوعی اور اس کی مرغوب غذا کھلا کھلا کر اس کا پیٹ موٹا ہو جاتا ہے، اور اس کی کوکھیں خوب بھر جاتیں ہیں، اور دودھ روک روک کر اس کے تھن بڑے کر دیئے جاتے ہیں اور بتایا جاتا ہے، کہ یہ ایک وقت میں اتنا زیادہ دودھ دیتی ہے، مثلاً دس یا بیس کلو۔ تو ظاہر ہے کہ یہ دودھ کئی وقت کا رکا ہوا ہے اس لئے زیادہ ہوگا، تو اس طرح دھوکہ اور تلبیس کر کے چیز فروخت کرنا حدیث کی رو سے ناجائز ہے، اسی طرح کسی چیز پر اس طور سے غلط بیانی اور ملمع سازی کر کے دلالی کرنا اور اس پر کمیشن لینا ناجائز ہے۔

آج کل کے کمیشن ایجنٹ الا ماشاء اللہ کوئی بچا ہوا ہوگا، زیادہ تر اس شرط کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ان کا اس میں زیادہ کردار ہوتا ہے، کہ اِدھر سے چکنی چپڑی باتیں کر کے ایک کو راضی کر لیا اور اُدھر سے دوسرے کو راضی کر لیا، بیچنے والے کو بہکا دیتے ہیں کہ آجکل مارکیٹ ہے ہی نہیں، اور کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ گاہک خود ہی ہوتے ہیں، اور اس کو کہتے ہیں کہ مارکیٹ میں گاہک ہے ہی نہیں، اور جو گاہک موجود ہوتا ہے، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ تو ایک گاہک آ گیا ہے اسے میں نے بڑی مشکل سے تیار کیا ہے، ورنہ آگے تو منڈی اور گر رہی ہے، اور اسی طرح غلط بیانی کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہیں (ملاحظہ ہو فتاویٰ محمودیہ ج ۱۶ ص ۱۴۴ و ص ۱۴۵)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۵ ''اخبارِ ادارہ''﴾

- ......پیر ۸/ ربیع الآخر جناب وکیل طارق صاحب حضرت مدیر صاحب کی دعوت پر کسی معاملے میں مشورے کے لیے ادارہ میں تشریف لائے۔
- ...... پیر ۸/ ربیع الآخر حضرت مدیر صاحب حضرت نواب صاحب سے ملاقات کے لیے قبل عصر اسلام آباد تشریف لے گئے، ہمراہ مولانا الیاس کوہاٹی صاحب، مفتی یونس صاحب، مفتی امجد صاحب اور مولوی محمد ناصر صاحب تھے۔
- ......پیر ۱۴/ ربیع الآخر مولانا خلیل صاحب (زکریا مسجد) ادارہ میں تشریف لائے اور حضرت مدیر صاحب سے کچھ مسائل کے سلسلے میں گفتگو فرمائی۔
- ......بدھ ۲/ ۹/ ۱۶/ ۲۳/ ربیع الآخر کو بعد ظہر طلبۂ کرام کے لئے ہفتہ وار اصلاحی بیان ہوتا رہا۔
- ......جمعرات ۲۵/ ربیع الاول و ۳/ ربیع الآخر کو بعد ظہر انتظامی و تعلیمی امور کے متعلق مشاورتی مجالس ہوئیں، جن میں اندرونی سطح پر بعض انتظامی و تعلیمی مسئولیتوں میں ردوبدل کیا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۴)

حضرت ہاجرہ کے پاس قبیلہ جرہم کا آباد ہونا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلِكُ لَاتَخَافُوْا الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هَاهُنَا بَيْتُ اللهِ يَبْنِىْ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ وَاِنَّ اللهَ لَايُضِيْعُ اَهْلَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْاَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ فَكَانَتْ كَذَالِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ اَوْاَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَاءٍ فَنَزَلُوْا فِىْ اَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَاَوْطَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَاالْوَادِىْ وَمَافِيْهِ مَآءٌ فَاَرْسَلُوْا جَرِيًّا اَوْجَرِيَّيْنِ فَاِذَاهُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَاءِ فَاَقْبَلُوْا قَالَ وَاُمُّ اِسْمَاعِيْلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوْا اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَاحَقَّ لَكُمْ فِى الْمَاءِ قَالُوْا نَعَمْ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِىُّ ﷺ فَاَلْفٰى ذَالِكَ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ وَهِىَ تُحِبُّ الْاِنْسَ فَنَزَلُوْاوَاَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى اِذَاكَانَ بِهَا اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِنْهُمْ الخ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۱۱۳)

ترجمہ: ”حضرت ہاجرہ نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے اسماعیل کو بھی پلایا، اس کے بعد ان سے فرشتے نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ کوئی اندیشہ اپنی جانوں کے متعلق دل میں نہ لانا، کیونکہ یہاں خدا کا گھر آباد ہوگا، جس کی بناو تعمیر اس بچے اور اس کے والدِ بزرگوار کے ہاتھوں ہوگی، اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ اپنے اس گھر کے مکینوں کو کوئی گزند نہیں پہنچنے دیں گے۔

اور بیت اللہ جس قطع زمین پر واقع ہے اس کی سطح زمین سے بلند ٹیلہ نما تھی جسے سیلابی ریلے دائیں بائیں سے کاٹتے رہے، عرصے تک یہی صورتِ حال رہی۔

یہاں تک کہ ایک دفعہ قبیلہ جرہم کے ایک قافلے نے یا ایک گھرانے نے مقامِ کداء سے مکہ کے نشیبی علاقہ کی طرف جا کر پڑاؤ ڈالا اور ان کا گذر یہاں قریب سے ہوا۔

(دور سے جب) انہوں نے کچھ پرندے (بئرِ زمزم کی فضا میں) منڈلاتے ہوئے دیکھے تو آپس میں کہنے لگے ضرور یہ پانی پر منڈلا رہے ہیں، حالانکہ اس سے پہلے بھی ہم اس وادی سے گزرے اس وقت تو یہاں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا، آخرانہوں نے اپنا ایک یا دو آدمی بھیجے تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہاں پانی ہے۔

چنانچہ انہوں نے واپس آ کر پانی کی موجودگی کی اطلاع دی، اب یہ سب لوگ یہاں آئے اور اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس وقت پانی پر ہی (یعنی پانی کے ساتھ) بیٹھی ہوئی تھیں۔

ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں اپنے پڑوس میں قیام کرنے کی اجازت دیں گی؟

ہاجرہ نے فرمایا کہ ہاں! اس شرط کے ساتھ کہ پانی پر تمہارا کوئی حق (ملکیت) نہیں ہوگا، انہوں نے اس (شرط) کو تسلیم کرلیا۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب امِ اسماعیل کو پڑوسی مل گئے، انسانوں کی موجودگی ان کی چاہت بھی تھی، چنانچہ ان لوگوں نے خود بھی یہاں قیام کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو بھی بلوایا اور سب لوگ بھی یہیں آ کر قیام پذیر ہوگئے، اس طرح یہاں ان کے کئی گھرانے آ کر آباد ہوگئے'' (الیٰ آخر الحدیث)

تفسیری روایات کے مطابق یہ فرشتہ حضرت جبریل تھا جس نے حضرت ہاجرہ سے کہا یہ جگہ تمہارے بیٹے اور اس کی تمام اولاد کا مسکن ہوگا اور یہاں پر بیت اللہ ہوگا۔

قبیلہ جرہم اصلاً یمن کے باشندے تھے اور اس وقت یہ لوگ شام کی طرف جارہے تھے، راستے میں انہوں نے پرندے منڈلاتے دیکھے تو اس سے سے ان کو معلوم ہوا کہ یہاں پر کہیں پانی موجود ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ انہوں نے حضرت ہاجرہ سے یہ کہا کہ آپ ہم کو اپنے پانی میں شریک کرلیں ہم آپ کو اپنے جانوروں کے دودھ میں شریک کرلیں گے۔

سب سے پہلے مکہ میں رہائش اختیار کرنے والا جرہم قبیلہ ہی تھا۔

(ماخوز از تفسیرِ حقی، تفسیرِ طبری، عمدۃ القاری، تفسیرِ آلوسی) (جاری ہے............)

طب و صحت

حکیم محمد فیضان

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

خربوزہ (Melon) بطیخ

خربوزہ موسم گرما کا لذیذ اور بکثرت استعمال ہونے والا پھل ہے۔

خربوزہ بیل پر لگنے والا پھل ہے۔ یہ ملک کے ہر حصہ میں پایا جانے والا پھل ہے۔ ہندوستان میں لکھنؤ کے چتلی دار خربوزے بہت مشہور ہیں۔ اس کی بھی آم کی طرح متعدد اقسام پائی جاتی ہیں، جو رنگ ذائقہ اور سائز کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ پکا ہوا خربوزہ خوشبودار، خوش ذائقہ تسکین دینے والا اور جسم کی نشوونما کرنے والا پھل ہے۔ خربوزہ غذائیت سے بھرپور ایک عجیب پھل ہے جس کا گودا، چھلکا اور بیج فائدہ مند ہیں۔

خربوزہ کو عربی زبان میں بطیخ۔ فارسی میں خربزہ۔ انگریزی میں میلن (Melon) سندھی میں گدرو۔ بنگالی میں کھرج کہتے ہیں۔

مزاج۔ اطباء کے نزدیک میٹھے خربوزے کا مزاج گرم اول، تر دوم اور کچے پھیکے خربوزہ کا مزاج سرد اول تر دوم ہے۔ خربوزے کا بدل پھوٹ ہے۔

خربوزے کے چند فوائد اور خواص

اللہ تعالیٰ نے سبزیوں اور پھلوں میں یہ خاص حکمت رکھی ہے کہ یہ موسمی تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ اور خربوزہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خوبیاں رکھی ہیں، کیونکہ موسمی گرمی کا مقابلہ کرنے کی طاقت پیدا کرنیوالا وٹامن ڈی اس میں بکثرت موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہ وٹامن اے، وٹامن بی، فاسفورس، پوٹاشیم، کیلشیم، تانبا، کیریٹین، گلوکوز، گوشت بنانے والے اجزاء کے علاوہ روغنی اور نشاستہ دار اجزاء کا مجموعہ ہے۔

موسم گرما میں لوگ گرمی کی شدت یا گرم اشیاء کے استعمال کی وجہ سے اکثر پیشاب میں جلن کی شکایت کرتے ہیں، یا پیشاب کی رنگت سرخ ہوتی ہے، تیزابیت پیدا ہوتی ہے، اس کیلئے خربوزے میں قدرتی طور پر ایسے کیمیائی اجزاء اور نمکیات موجود ہیں جن سے گردہ، مثانہ اور آنتوں کے فاسد مادے خارج

Idara Ghufran

ہو جاتے ہیں۔ اگر گرمی یا کسی دوسری وجہ سے پیشاب سرخ یا جل کر آ رہا ہو خربوزے کا استعمال حیرت انگیز فوائد پہنچاتا ہے۔ پیشاب آور ہونے کی وجہ سے یہ گردہ کی اصلاح کرتا ہے اور گردہ و مثانہ کی پتھری کو خارج کرتا ہے۔ یورک ایسڈ و دیگر زہریلے اور جمنے والے فضلات کو پیشاب کے ذریعہ خارج کرتا ہے اس لیے چھوٹے بڑے جوڑوں کے درد میں بے حد مفید ہے۔ اس کا استعمال کمر کو مضبوط کرتا اور گرہست زندگی کو بھی خوشگوار بنا دیتا ہے کیونکہ خربوزہ منی اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔

مغز خربوزہ ایک چھٹانک پانی میں پیس کر ان کا شیرہ گڑ والے میٹھے چاولوں میں پکا کر کھانے سے بدن کا رنگ نکھرتا ہے، دماغ میں تری پیدا ہوتی ہے، نیند بھی اچھی آتی ہے۔

جن خواتین کو دودھ کم اترنے کی شکایت ہو ان کو خربوزہ استعمال کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے، کیونکہ دودھ پلانے والی عورتوں میں اس کے استعمال سے دودھ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ خربوزہ قبض کو دور کرتا ہے، بہترین قبض کشا تاثیر کا حامل ہے۔

نوجوان لڑکیوں میں پیڑو کے مقام پر بوجھ، لیکوریا، پیشاب کی جلن، سوزش اور خاص ایام کی خرابی دور کرنے کے لئے خربوزہ دوا بھی ہے اور بہترین غذا بھی، لگاتار چند دن ایک دو خربوزے استعمال کرنے سے ایام کی شکایات دور ہونے کے علاوہ چہرے کے داغ دھبے بھی صاف ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ خربوزہ کا باقاعدہ استعمال کرتے ہیں ان کا چہرہ داغ دھبوں سے پاک رہتا ہے اور بدن کی خشکی نہیں ہوتی، رگوں اور پٹھوں کی قدرتی لچک رہتی ہے، بھوک کو تسکین رہتی ہے۔ اس کے چھلکوں کا نمک درد گردہ کی دواؤں میں ڈالا جاتا ہے۔

گوشت گلانے کے لئے: اگر گوشت یا سبزی نہ گل رہی ہو تو خربوزے کی دو تین قاشوں کے چھلکے ڈالنے سے آسانی سے گل جاتی ہیں

درد گردہ کے لئے: درد گردہ کے تڑپتے ہوئے مریض کو اس کے خشک چھلکے ایک تولہ، تین چھٹانک عرق گلاب میں ایک جوش دے کر چھان کر سیاہ نمک تین ماشہ ملا کر پلانا فوری تسکین کا باعث ہوتا ہے۔

کیل مہاسے اور خوبصورتی میں اضافہ کے لئے: خربوزے کا خشک چھلکا، دال مونگ، بیسن، ہم وزن لے کر دہی میں ملائیں اور چہرے پر پتلا پتلا لیپ کریں انشاء اللہ چند روز میں چہرے کے کیل مہاسے، داغ دھبے مٹ جائیں گے اور چہرہ پر نکھار آ جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

اخبارادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□...... جمعہ ۲۶/ ربیع الاول و۴/ ۱۱/ ۱۸/ ربیع الآخر کو تینوں مسجدوں میں حسبِ معمول قبل از جمعہ وعظ اور بعد از جمعہ مسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں۔

□...... جمعہ ۱۸/ ربیع الآخر حضرت مدیر صاحب، جناب اظہار صاحب صراف کے یہاں اُن کی رہائش گاہ پر نزد رحمان آباد میں عشائیہ پر مدعو تھے۔

□...... ہفتہ ۱۹/ ربیع الآخر کو جناب مولانا عبدالرؤف صدیقی صاحب حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے گھر پر تشریف لائے۔

□...... ہفتہ ۱۲/ ربیع الآخر ظہر کو مفتی محمد یونس صاحب گاؤں سے واپس تشریف لائے، کل جمعہ کو بعد از جمعہ تشریف لے گئے تھے۔

□...... ہفتہ ۵/ ربیع الآخر ہندوستان سہارنپور میں حضرت مدیر صاحب کے پھوپھا جناب حافظ مظفر حسین صاحب (خلیفہ: حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ، مظاہر العلوم، سہارنپور) کا انتقال ہوا ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور درجات بلند فرمائیں۔

□...... ہفتہ ۵/ ربیع الآخر جناب حکیم کلیم اختر مرزا صاحب (پروفیسر اجمل طبیہ کالج، راولپنڈی) بعض طبی مسائل کی تحقیق پر گفتگو کے لیے حضرت مدیر صاحب کی دعوت پر ادارہ میں تشریف لائے۔

□...... اتوار ۲۸/ ربیع الاول و ۶/ ۱۳/ ۲۰/ ربیع الثانی کو بعد ظہر طلبۂ کرام کی بزمِ ادب اور بعد عصر ہفتہ وار مجالسِ ملفوظات منعقد ہوتی رہیں۔

□...... اتوار ۶/ ربیع الآخر مفتی قاسم صاحب (رئیس دارالافتاء مدرسہ عثمانیہ) کلرسیداں سے ہمراہ قاری اظہر صاحب، مفتی تاج الرحیم صاحب اور مولوی خلیل اللہ صاحب، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے اور دارالافتاء کے اُمور میں رہنمائی حاصل کرنے کے لیے تشریف لائے۔

□...... اتوار ۲۰/ ربیع الآخر حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم نے جناب عبدالوحید صاحب (پنڈی پرنٹرز) کی بھتیجی کا ''مسجدِ شیخاں'' میں بعد نمازِ عشاء مختصر بیان کے بعد مسنون نکاح پڑھایا۔ ﴿**بقیہ صفحہ ۹۰ پر ملاحظہ فرمائیں**﴾

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

4/اپریل 2008ء بمطابق 26 ربیع الاول 1428ھ : پاکستان: قبائلی علاقوں میں بغیر پائلٹ طیاروں کے حملے امریکہ کروار ہا ہے، پاک فوج کے ذرائع کی تصدیق ● پاکستان: زرداری کا نواز شریف کوفون متحدہ کے ساتھ مذاکرات پر تحفظات برقرار ● پاکستان: 3 ہزار میگاواٹ بجلی کی کمی کا سامنا بحران ڈیڑھ سال تک رہے گا، راجہ پرویز اشرف **5/اپریل:** پاکستان: معزول چیف جسٹس کا سرکاری پروٹوکول بحال، 30 دنوں میں بحالی کی خوشخبری دیں گے، وزیر قانون ● پاکستان: فوجی آپریشن، ملک وقوم کے مفاد میں نہیں، کم آمدنی والے دس لاکھ مکانات تعمیر کریں گے، وفاقی وزیر مکانات وتعمیرات، رحمت اللہ کاکڑ **6/اپریل:** پاکستان: شدید نعروں کی گونج میں 160 ارکان سندھ اسمبلی نے حلف اٹھالیا، 3 قراردادیں متفقہ منظور ● پاکستان: پنجاب میں حکومت سازی، پیپلز پارٹی اور ن لیگ میں فارمولا طے، مسلم لیگ ن کے 22 پی پی کے 13 وزراء ہوں گے **7/اپریل:** پاکستان: عدلیہ کا بحران پارلیمنٹ کے ذریعے حل کرلیں گے، وزیراعظم ● پاکستان: مشرف سے انتقام کا ارادہ نہیں، وہ جلد استعفیٰ دے دیں گے، پاکستان اور بھارت کے درمیان ویزہ سسٹم ختم ہونا چاہیے، نواز شریف ● پاکستان: نثار کھوڑو، سندھ اسمبلی میں بلا مقابلہ سپیکر، شہلہ رضا ڈپٹی سپیکر منتخب **8/اپریل:** پاکستان: قائم علی شاہ، وزیراعلیٰ سندھ منتخب، اسمبلی میں ارباب غلام رحیم پر بدترین تشدد ● پاکستان: بلوچستان اسمبلی کے 62 ارکان نے حلف اٹھا لیا، بگٹی کے قاتل گرفتار، لیویز نظام بحال، اختر مینگل کو رہا کیا جائے، قراردادیں منظور ● پاکستان: نام نہاد سکالر دین کے نام پر گمراہی پھیلا رہے ہیں، مفتی تقی عثمانی **9/اپریل:** پاکستان: وکلا کا شیر افگن پر تشدد، جوتے تھپڑ مارے گئے ● پاکستان: قائم علی شاہ نے حلف اٹھالیا، ق لیگ کی طرف سے اسمبلیوں کے بائیکاٹ کا اعلان، سندھ خانہ جنگی کی طرف جارہا ہے، ارباب غلام رحیم **10/اپریل:** پاکستان: کراچی میں ہنگامے پھوٹ پڑے 11 جاں بحق، ملیر بار کی عمارت اور 40 گاڑیاں نذرِ آتش ● پاکستان: پنجاب کے نومنتخب ارکان نے حلف اٹھالیا، بینظیر قتل کی عدالتی تحقیقات کرائی جائے، قرارداد متفقہ طور پر منظور پاکستان: وفاقی کابینہ کا اجلاس، پیمرا (Pakistan Institute of Media Regulatry Authority) ترمیمی آرڈیننس (ordinance) واپس، سیاست دانوں پر تشدد کی فوری تحقیقات کا حکم **11/اپریل:** پاکستان: قومی اسمبلی کا پہلا باضابطہ اجلاس، اپوزیشن کا بائیکاٹ، ایوان کے باہر نعرے بازی، ججوں کی بحالی پر بات نہ ہوسکی ● پاکستان: لاہور: گیس سلنڈر پھٹنے

Idara Ghufran

سے 8افراد جاں بحق،11زخمی ✍ **12 / اپریل:** پاکستان:مالی سال (2005,06) کے دوران ایک کھرب 58ارب روپے کی مالی بے قاعدگیاں،آڈٹ رپورٹ اور پیمرا آرڈیننس کے خاتمے کا بل قومی اسمبلی میں پیش ۔ پاکستان:ق لیگ کا بائیکاٹ، فارورڈ بلاک نے کاغذات واپس لے لئے،ن لیگ کے رانا اقبال اور رانا مشہود بلا مقابلہ سپیکر و ڈپٹی سپیکر منتخب ہوگئے ✍ **13 / اپریل:** پاکستان:دوست محمد کھوسہ نے حلف اٹھالیا،وزیراعلیٰ ہاؤس کو آئی ٹی یونیورسٹی بنانے کا اعلان ۔ پاکستان:افغانستان:خودکش حملوں میں6امریکی4 نیٹو اور۲ بھارتی انجینئرز سمیت 29ہلاک ۔ پاکستان: لاپتہ افراد کی رہائی کے لئے ہر ممکن کوششیں کریں گے،اعلانِ مری پر عمل درآمد کیا جائے گا،وفاقی وزیر قانون ۔ پاکستان:نوازشریف کا ذاتی سیکورٹی کے لئے عوامی خزانے سے رقم لینے سے انکار ✍ **14 / اپریل:** پاکستان:آئی جی سندھ کی تعیناتی پی پی ایم کیوایم کی راہیں جدا،متحدہ کا مرکز اور صوبے میں اپوزیشن میں بیٹھنے کا اعلان ۔ پاکستان:سابق حکومت کی معاشی پالیسیاں جاری رکھی جائیں گی، وفاقی وزیرخزانہ ✍ **15 / اپریل:** پاکستان:صدر اور پارلیمنٹ کے درمیان توازن قائم کریں گے یوسف رضا گیلانی ۔ پاکستان:ججوں کی بحالی کا طریق کار طے کرنے کے لئے آج نواز زرداری ،اہم ملاقات ہوگی ۔ پاکستان:بجلی کی ظالمانہ لوڈ شیڈنگ کے خلاف ملتان میں ہنگامے،واپڈا آفس ،بینک اور کئی گاڑیاں نذر آتش ،چیف ایگزیکٹو میپکو معطل ✍ **16 / اپریل:** پاکستان:30روزہ ڈیڈ لائن پر قائم ہیں مقررہ مدت میں عدلیہ بحال ہوگی حکمران اتحاد کا اعلان ۔ پاکستان:پرویز مشرف کو خطاب کرکے آئینی تقاضا پورا کرنا چاہئے صدر کے مواخذے پر مشاورت کے بعد حکمت عملی بنائی جائے گی،وزیراعظم ۔ پاکستان: وکلاء مزید آزمائش کے لئے تیار رہیں،قانون اپنا راستہ خود بنائے گا،جسٹس افتخار محمد چوہدری ✍ **17 / اپریل:** پاکستان:ڈرانے دھمکانے کی سیاست نہیں کرتے صدر کے بارے میں فیصلہ آئین کے مطابق ہوگا،وزیراعظم ۔ پاکستان:5روپے کی کمی کے ساتھ، پنجاب میں آٹے کا تھیلا 375 روپے میں ملے گا،وزیراعلیٰ ۔ پاکستان: پنجاب کی 17رکنی کابینہ کل حلف اٹھائے گی،مسلم لیگ9 پی پی6 متحدہ اور فنکشنل کا ایک ایک وزیر شامل ہے ✍ **18 / اپریل:** پاکستان: پٹرول اور ڈیزل مزید3 روپے فی لیٹر مہنگا، بھارت میں73 پیسے کمی کا اعلان ۔ پاکستان: ملک کو مضبوط اسلامی مملکت بنائیں گے ایٹمی پروگرام پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا، پاکستان ۔ پاکستان: ضمنی انتخابات کے شیڈول میں ترمیم ،پولنگ 18جون کو ہوگی ✍ **19 / اپریل:** پاکستان:وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے اعتماد کا ووٹ لے لیا،غربت ناانصافی اور دہشتگردی کے خلاف اعلانِ جنگ ۔ پاکستان: گریجویشن کا قانون ٹھیک نہیں،اٹارنی جنرل، آئین میں بی اے کی شرط کا کوئی ذکر نہیں، سپریم کورٹ

پاکستان: جاسوس سربجیت سنگھ کی پھانسی رکوانے کے لئے بھارت کا پاکستانی حکومت سے رابطہ **20 / اپریل:** پاکستان: دو تہائی اکثریت ملی تو صدر کے مواخذے کا سوچیں گے، ضرورت پڑی تو وزیر اعظم کا عہدہ سنبھال سکتا ہوں زرداری ۔ پاکستان: مغوی پاکستانی سفیر کی ویڈیو جاری، طالبان کے مطالبات تسلیم کرنے کی اپیل، اغواء اور ویڈیو سے کوئی تعلق نہیں، ترجمان مقامی طالبان **21 / اپریل:** پاکستان: مغوی سفیر کے بدلے صوفی محمد، مولانا عبدالعزیز سمیت 12 افراد کی رہائی کا مطالبہ **22 / اپریل:** پاکستان: سپریم کورٹ نے بی اے کی شرط ختم کردی ۔ پاکستان: کالعدم تحریک نفاذ شریعت کے بانی صوفی محمد کو رہا کر دیا گیا **23 / اپریل:** پاکستان: اعلانِ مری پر عمل درآمد ہوگا، 6رکنی کمیٹی عدلیہ بحالی کو حتمی شکل دے گی، آصف زرداری، نواز شریف ۔ پاکستان: ن لیگ 8 پی پی 6 رکنی پنجاب کابینہ نے حلف اٹھالیا، مسلم لیگ ن کے وزراء نے بازوں پر سیاہ پٹیاں باندھ کر حلف اٹھایا **24 / اپریل:** پاکستان: وفاقی کابینہ کا اجلاس 15 لاکھ ٹن گندم درآمد کرنے کا فیصلہ ۔ پاکستان: پنجاب کابینہ کا پہلا اجلاس اشتہاریوں کے خلاف کریک ڈاؤن، بلدیاتی اداروں کا ریکارڈ سیل، آڈٹ کرنے کا فیصلہ ۔ پاکستان: حکومت اور بیت اللہ محسود کے درمیان امن معاہدہ، جنوبی وزیرستان سے فوج کی واپسی کا فیصلہ **25 / اپریل:** پاکستان: نیٹو فوسز کی بمباری کے خلاف قومی اسمبلی میں احتجاج، آئندہ بھرپور جواب دیں گے، پاکستان ۔ پاکستان: ججز بحالی کمیٹی کا اجلاس، ڈیڈلاک برقرار، نواز شریف زرداری آج معاملات کو حتمی شکل دیں گے **26 / اپریل:** پاکستان: 30 دن تک عدلیہ بحال نہ ہوئی تو حکومت چھوڑ دیں گے، ن لیگ کا اعلان ۔ پاکستان: ججز بحالی کمیٹی نے سفارشات قیادت کو بھجوا دیں، قوم جلد خوشخبری سنے گی، وزیر اعظم ۔ پاکستان: اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی قومی اسمبلی میں عدلیہ بحالی کی قرارداد پیش نہ ہوسکی ۔ پاکستان: گندم بحران، 200 ڈالر فی ٹن برآمد، 500 ڈالر فی ٹن درآمد، ملک کو 45 ارب روپے کا نقصان **27 / اپریل:** پاکستان: مخلوط حکومت ذمہ داری سے کام کرے، صدر پرویز ۔ پاکستان: آئین توڑنے والے آج نہیں تو کل کٹہرے میں ہوں گے، پارلیمنٹ توڑنے کی کوشش کرنے والے ہاتھ توڑ ڈالیں گے، نواز شریف ۔ پاکستان: 30 جون سے پہلے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کریں گے، اسحاق ڈار **28 / اپریل:** پاکستان: صدر نے ججز کو برطرف کر کے غلطی کی، بحران حل نہ ہوا تو ہم بحالی کی قرارداد لا سکتے ہیں، ق لیگ ۔ پاکستان: وزیرِ قانون دبئی پہنچ گئے، شہباز آج روانہ، ججوں کی بحالی کے معاملے پر آج حتمی فیصلہ ہوگا ۔ افغانستان: کابل، حامد کرزئی پر قاتلانہ حملہ، رکن پارلیمنٹ ہلاک، اہم شخصیات سمیت 11 زخمی۔

Is There Any Picture On The Moon?

Now a days some believe that there is a picture of the Na'l (the shoes of the Holy Prophet) (p.b.u.h) is on the moon.

They are also saying that so many peoples have watched the picture on the moon. And one who conveys this message to any one he will get so many advantages while who denies this message will face losses.

And they also say that such person has did this and gained such advantages, and who denied this, suffered with such losses etc.

When common men listen these things become anxious, and ask the order of Sharia about such matters or some other shows their own opinions.

So it is necessary to know the real principle of sharia about this situation. First of all this thing should remembered that the moon is a solid thing, whose ground is not level and its circumstances are extra-ordinary. We see it because of sun light.

The soil of moon is not likewise so there shows some freckles on its surface. When we see these freckles and different shapes our imagination power becomes active, then we think that there is

any special picture on it. And the shapes or angles of freckles of the moon are changed with passage of time being the moon near or far from earth, or being the different sides of the moon towards earth, or with coming the clouds between the earth and the moon. And if a person starts looking these freckles with any kind of imagination these freckles seem like this. Moreover if it is said by some one with full confidence that it is true and he is also frightened by some one in case of denying this imagination then one feels it clearly. If a person starts looking these freckles with any kind of imagination, these freckles look like his own thoughts.

That's why people impose such conditions and restrictions to convince the people because people convinced by these tools. And that's why people day by day have been claiming of different thing about moon to spread their thoughts.

Some years before a ghastly and strayed person whose name was Gohir-e-shahi had claimed that his own picture is on the moon. He published some pamphlets and booklets to convince the people. Some his nonsense believers also exploit this situation to misguide other people. By different angles it was claimed, and it was written in it "If you look this booklet by so and so angle standing in front of the moon, it will not be difficult for you to reach the fact."

Now the mentioned person is passed away from this world and has reached in his place. But

at that time those people who have weak psyche and faith had accepted his claim, when they looked the given pamphlet with such imagination so they followed him. But those who have strong psyche and faith had saved from his cheating by grace of God.

As well there was a time when Ahle Tasheeh (Sheha) had published a pamphlet in which they claimed that there is resemblance of the name of Hazrat Ali علی on the moon. It was written in it that if we looked the name which was written in the pamphlet in front of moon again and again we would came to know that it was fact.

There was written Ali in that pamphlet by such a way that there was a resemblance in it with the written word "Ali" in freckles, like the freckles of the moon.

At that time some people convinced before this philosophy of Ahle Tasheeh. Some other incidents also came in front of us.

The aim of this topic is that in different times so many people have been claiming different rootless claims, and had played with the faith of innocent peoples by deceiving people with the freckles of the moon.